

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226344

UNIVERSAL
LIBRARY

آیات صریح فی ولادت مسیح

نذرِ عقیدت

چونکہ ہندوستان میں سب سے پہلے نہ صرف حضرت عیسیٰؑ کی وفات
بلکہ اُن کا باپ بھی ثابت کرنے والے سرسید احمد خاں مرحوم و مغفور تھے
لہذا یہ کتاب اُن کے نام نامی پر منسوب کرتا ہوں ۔

شمس الدین مجاہد اسلام
مصری شاہ - لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ
۱	عرض حال	۳
۲	تمہید	۷
۱۳	ابن اللہ کے عقیدے پر اللہ کی نافرمانی	۱۳
۲	بحث وفد نجران دربارہ حضرت مسیح علیہ السلام	۱۶
۳	انسان کی پیدائش کے متعلق قرآن پاک کی محکم آیات	۲۳
۴	وہ آیات جن سے حضرت عیسیٰ کی پیدائش بلا باپ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔	۳۱
۳۱	(۱) وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لِمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ	۳۱
۳۱	(۲) قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي ذَلِكُ وَكَمْ يَمَنَّ اللَّهُ بِشَرٍّ	۳۱
۳۵	(۳) إِنَّ مِثْلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ لَمِثْلُ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ۔	۳۵
۳۸	(۴) وَيَكْفُرْهُمْ وَتَوَلَّيْهُمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ مَهْمَا نَافَعِيًا ۝	۳۸
۳۸	(۵) إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ ۝	۳۸
۴۰	(۶) قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝	۴۰
۴۵	(۷) قَالَ كَذَّابٌ ۝ قَالَ رَبِّكَ هُوَ عَلَىٰ هَيْدٍ ۝	۴۵
۴۷	(۸) فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهَا ۖ فَأُولَئِكَ مَرَّيْمُ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُفَرًّا ۝	۴۷
۵۱	(۹) وَيُؤَيِّدُ بَوَائِدُنَا ۖ وَلَمْ يُجْعَلْ لَنَا حَبَارٌ شَقِيًّا ۝	۵۱
۵۳	(۱۰) ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۖ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝	۵۳
۵۶	(۱۱) وَالتِّي أَحْصَيْنَا نُرْحَمَهَا نَنْفَخْنَاهُنَّ فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا	۵۶
۵۷	وہ آیات جن سے حضرت مریم کی شادی کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔	۵۷
۵۷	(۱۲) وَبِئْسَ سَمِيًّا مَرْيَمَ ۖ وَابْنُ أَعْيُنٍ مَا يَكُ وَزَيْتَهَا۔	۵۷

۶۰	۱) اِيْدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَا اِنِّيْ يَكُوْنُ لَهُ وَكُلُّ	
۶۱	۲) اَوَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا	
۶۲	۳) تَكَلَمًا وَضَعْنَهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى ۝	
۶۳	۴) قَالَتْ اِنِّيْ يَكُوْنُ بِيْ خُلَعٌ ۚ وَ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكْ لِفِتَاہ	
۶۵	۵) اَوَالَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِالْاَيٰمِيْ مِنْكُمْ رَبِّ ۚ كَلَيْسَ تَعْفِيْ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ	۶
۶۶	۶) ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى اَنْۢ اٰرِهْمُ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسٰى ابْنِ مَرْيَمَ	
۶۷	۷) وَ مَرْيَمَ ابْنَتِ عِمْرَانَ الَّتِيْۤ اٰخَصْنَتْ فَرْجَهَا	
۶۸	۸) وَ اٰيٰتِ جَنِّ سَے حضرت عیسیٰ کا باپ ثابت ہوتا ہے	
۶۹	۹) تِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا اِبْرٰهِيْمَ..... وَمِنْ اَبَاۤىْهِمْ	
۷۰	۱۰) اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَلُكُمْ	
۷۱	۱۱) قُلْ كَذٰلِكَ اَفْتٰى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةُ يُمْشُوْنَ	
۷۲	۱۲) اُدْعُوْهُمْ لَا اَبَاۤىْهِمْ هُوَ اَسْطٰطٌ عِنْدَ اللّٰهِ	
۷۳	۱۳) رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اَبَاۤىْكُمْ اَلَا وَّلِيّٰنَ	
۷۴	۱۴) اَوَالَّذِيْنَ زَمَرْنَا لَكَ	
۷۵	۱۵) حضرت عیسیٰ کی پیدائش بلا باپ کا عقیدہ مسلمانوں میں کیونکر رائج ہوا۔	۷
۸۱	۱۶) قادیانی عقاید پر ایک نظر	۸
۸۸	۱۷) حصہ دوم۔ از روئے مقدس بائبل	
۹۹	۱۸) وہ آیات جن سے حضرت مسیح کی پیدائش بلا باپ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔	۱
۱۱۰	۱۹) وہ آیات جن سے حضرت مریم کی شادی کا ہونا ثابت ہوتا ہے	۲
۱۱۸	۲۰) وہ آیات جن سے حضرت مسیح کا باپ ثابت ہوتا ہے۔	۳
	۲۱) متفرق اعتراضات کے جوابات	۴

عرض حال

ہندوستان۔ سیلون۔ برا۔ ملائ۔ چین۔ مصر۔ انگلینڈ۔ مغربی۔ جنوبی اور مشرقی افریقہ اور دیگر مختلف ممالک کی بیس سالہ سیاحت کے بعد خاکسار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ عیسائی مسلمانوں میں اپنا مذہب پھیلانے میں تو جلد کامیاب ہو جائے ہیں مگر اہل اسلام عیسائیوں میں اپنا مذہب پھیلانے میں اتنے کامیاب نہیں ہوتے چنانچہ تیرہ سو سال میں دوسری قوموں میں تو اسلام خوب پھیلا مگر یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں میں نہ پھیل سکا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق عام طور پر مسلمانوں کے وہی عقائد ہیں جو کہ عیسائیوں کے ہیں لہذا ان میں تبلیغ کیا کریں۔ ذیل میں دونوں کے عقائد کا مقابلہ پیش کیا جاتا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق عام مسلمانوں کے عقائد
 (۱) حضرت عیسیٰؑ کی والدہ مکرمہ تمام عمر
 کنواری رہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق عام عیسائیوں کے عقائد
 (۱) حضرت عیسیٰؑ کی والدہ مکرمہ تمام
 عمر کنواری رہیں۔

(۲) حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔
 (۳) حضرت عیسیٰؑ اللہ کا معجزہ تھے
 (۴) حضرت عیسیٰؑ روح اللہ تھے
 (۵) حضرت عیسیٰؑ نے جسمانی مرے زندہ کئے۔
 (۶) حضرت عیسیٰؑ نے چمکا دیا اور دیگر
 پرندے بنائے۔

(۲) حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔
 (۳) حضرت عیسیٰؑ اللہ کا بیٹا تھے
 (۴) حضرت عیسیٰؑ خدا تھے
 (۵) حضرت عیسیٰؑ نے جسمانی مرے زندہ کئے
 (۶) حضرت عیسیٰؑ خالق تھے۔

(۷) حضرت عیسیٰؑ کو علم غیب تھا۔
 (۸) حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے

(۷) حضرت عیسیٰؑ کو غیب کا علم تھا۔
 (۸) حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے

(۹) حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے

(۱۰) حضرت عیسیٰؑ دنیا کے آخری مصلح

ہوں گے۔

(۹) حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے۔

(۱۰) حضرت عیسیٰؑ دنیا کے آخری مصلح

ہوں گے۔

اب ایسے عقائد رکھنے والے اہل اسلام عیسائیوں میں کوئی تبلیغ نہیں کر سکتے کیونکہ ایسے مسلمانوں کے مقابلے میں ایک عیسائی دلائل کے ساتھ فوقیت سے جاملے مثلاً عیسائی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ کو مرہمہ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کو ایک انسان کے ذریعے حمل ہوا ہے چونکہ خدا کا فعل انسان کے فعل سے بالاتر ہوتا ہے لہذا حضرت عیسیٰؑ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پچاسچہ انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت مریمؑ کے غیر معمولی حمل پر ہی رکھی ہوئی ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ ان کے مذہب کا بنیادی پتھر حضرت مریمؑ کا غیر معمولی حمل ہی ہے اگر عیسائیوں کو یہ ثابت کر دیا جائے کہ ان کا حمل غیر معمولی نہ تھا بلکہ انہوں نے دوسری عورتوں کی طرح حضرت عیسیٰؑ کو حمل میں لیا تو پھر ان کے مذہب کی بنیاد خود بخود ہی گر جاتی ہے مگر افسوس عام طور پر مسلمان بجائے ان کے باطل عقاید کی تردید کرنے کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ واقعی حضرت مریمؑ کو بغیر کسی بشر کے چھونے کے خدا کی قدرت سے حمل ہوا یعنی ان کا حمل غیر معمولی تھا جس سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی تائید ہوجاتی ہے ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ انہوں نے حضرت مریمؑ کے حمل کو غیر معمولی مان کر اپنے مذہب کو کیا فائدہ پہنچایا ان سے تو عیسائی ہی عقل مند نکلے جنہوں نے کچھ تو فائدہ اٹھا کر اپنے مذہب کو پھیلا یا اگر یہ کہا جائے کہ وہ مگر ابھی پھیلا ہے ہیں تو پھر آپ بھی اس مگر ابھی کے پھیلائے میں نہ صرف حصہ لے رہے ہیں بلکہ اس کی تائید کرتے ہیں۔ بہر حال ان کی کامیابی نہ حاصل کیجئے۔

حضرت مریمؑ کا غیر معمولی حمل مان کر مسلمانوں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔

سوئے اس کے کہ یہ کہیں کہ خدا کی

قدرت کا ظہور ہوا ایسے صاحبان سے کوئی یہ

حضرت مریمؑ کا غیر معمولی حمل مان کر عیسائیوں نے ستر حیل فائدہ اٹھایا۔

(۱۱) حضرت عیسیٰؑ خدا کے آواز تھے کیونکہ

وہ کنواری سے پیدا ہوئے۔

(۱۷) حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے تھے
کیونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

(۱۸) چونکہ حضرت آدمؑ کے گناہ کرنے
سے تمام لوگ گناہگار ہو گئے اس لئے ایک
انسان کو بغیر نطفہ کے پیدا کیا تاکہ گناہوں
سے پاک ٹھہرے اور تمام دنیا کا نجات
دہندہ ہو۔

(۱۹) تمام لوگ مٹی اور نطفہ سے پیدا
ہوئے مگر حضرت عیسیٰؑ روح سے اس لئے
وہ انسانی سطح سے بالاتر تھے۔

نتیجہ

مذہب عیسائیت تو حکمت اور فلسفہ
سے خالی ہے مگر آجکل اس کے چلانے والے
اکثر حکمت اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں
چنانچہ عیسائی کنواری کے حل سے چار فلسفے
بیان کرتے ہیں۔

پوچھے کہ کیا حضرت محمد رسول اللہ یا ان سے
پہلے حضرت آدمؑ کی پیدائش سے خدا کی قدرت کا
ظہور نہیں ہوا تھا؟ سوال تو یہ ہے کہ اللہ نے
اس غیر معمولی حمل سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچایا
اور آپ نے خود کیا اٹھایا۔ مجھے افسوس سے
کہنا پڑتا ہے کہ ایسے حضرات نے بجائے کسی
قسم کا فائدہ اٹھانے کے عیسائیوں کے باطل
عقائد کی تائید کر کے بلاشبہ اسلام کی شاعت
کو سرسبز نقصان پہنچایا عقل مند صاحبان کے
لئے غور کرنے کا موقع ہے۔

نتیجہ

مذہب اسلام تو حکمت اور فلسفہ سے بھرا
ہوا ہے مگر آجکل اس کے پھیلانے والے اکثر
حکمت اور فلسفہ سے خالی ہیں چنانچہ مسلمان
کنواری کے حل سے ایک فلسفہ بھی بیان
نہیں کر سکتے۔

اب حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بلا باپ سے یہ حکمت اور فلسفہ چھانٹا کہ نبی اسرائیل میں نبوت ختم ہو گئی تھی کوئی
معنی نہیں تھا کیونکہ اس سے عیسائیوں کے باطل عقائد پر کوئی زد نہیں پڑتی اور نہ اشاعت اسلام میں کوئی
مدد ملتی ہے لہذا اس نتیجے پر بیشمال صادق آتی ہے "ماروں گھٹنا پھوٹے آگے" سوال تو یہ تھا عیسائیوں نے
کنواری کے غیر معمولی حل سے جو غلط نتائج نکالے ہیں انہیں کیسے باطل کیا جائے اب عقل مند تو یہ بھی کہ
حضرت مریمؑ کے حل سے ایسے نتائج نکالتے جس سے ان کے باطل عقائد کی تردید ہوتی اور عیسائیوں کو

یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ جب اُن کے مذہب کی بنیاد کنوڑی کا غیر معمولی حمل درست ہے تو وہ عقائد جو کہ اس پہ مبنی ہیں کیونکر غلط ہو سکتے ہیں۔ دوستو درخت کی شاخوں کو تو ماننا مگر اس کی جڑ سے انکار کرنا کوئی عقل مند ہی نہیں بلاشبہ ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ حضرت مریم کا غیر معمولی حمل ماننے سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی تائید ہوتی ہے یا تردید اب تا دایانی حضرات کا بھی عیسائیوں کے اس عقیدے کے متعلق کہ حضرت عیسیٰ بلا باپ پیدا ہوئے تھے جس پر اُن کے تمام باطل عقائد کی بنیاد ہے کوئی تردید نہ کرنا اور صرف حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے والے عقیدے کی مخالفت کرنا صاف بتا رہے کہ اس کی تہ میں کوئی خود غرضی ہے۔ جو کہ دو برہن لگا ہوں سے چھپ نہیں سکتی۔ حالانکہ اس عقیدے کے ساتھ عیسائیوں کے باطل عقائد کا کوئی دُور کا تعلق بھی نہیں۔

ماظرین تعجب کریں گے کہ باوجود اس بات کو تقلید ہی طور پر ماننے کے کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے پھر بھی عیسائیوں میں اُن کی پیدائش کے متعلق تحقیقات کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے چنانچہ جب میں انگلینڈ میں تھا تو اس وقت اینگلیکن چرچ کا ایک کمیشن عرصہ چودہ سال سے عیسائیوں کے عقائد کی تحقیقات کر رہا تھا آخر اس کمیشن نے متعلقہ طور پر منجملہ اور باتوں کے اس بات کا بھی فیصلہ کیا کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے۔ آخر مجھے بھی اس کی تحقیقات کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اسی غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے قرآن پاک اور حدیث شریف کی دقت گردانی شروع کر دی۔ جس سے معلوم ہوا کہ واقعی حضرت عیسیٰ کا باپ تھا کیونکہ وہ الہانی لفظ سے ہی پیدا ہوئے تھے۔ جیسا کہ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے۔

”شمس من المغرب“

مارشس
۱۷ ستمبر ۱۹۳۸ء

تہمت

قَدْ اِلٰیہِ قَوْمًا کَذٰہُ اور باپ کی اور جو اس سے پیدا ہوا ۹۰۔ آیت ۴

اَلُوْکَدْ یَسِّرُ لَیْسَ ۛ اولاد اپنے باپ کا بھید ہے ۛ (مشہور قول)

عیسائی مذہب کی بنیاد اس امر پر ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام کنواری کو روح القدس کے ذریعے بغیر خاندان کے ملاپ کے حمل ہوا لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام (النعوذ باللہ) خدا اور خدا کے بیٹے۔ عیسائیوں کو تو مجبوراً اپنے باطل عقائد کی خاطر ایسا عقیدہ رکھنا پڑتا ہے مگر انہیں کثرتِ اہل اسلام بھی قرآن مجید کی بعض آیات کی ایسی غلط تائیلیں کر کے جو کہ محکم آیات کے قطعاً خلاف ہیں حضرت مریم علیہ السلام کے حمل کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں جسے عیسائیوں کے باطل عقاید کو تقویت پہنچتی ہے ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سوچتے کہ کلامِ ربانی کے ایسے معنی کرنا جن سے باطل عقاید کی تائید ہوتی ہو بالکل درست نہیں کیونکہ ایسی تاویلوں سے تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے ہی عیسائی مذہب کی بنیاد کو مضبوط کرتے ہیں اور عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع دیتے ہیں کہ جب ان کے مذہب کی بنیاد کو ہی قرآن پاک سچا تسلیم کرتا ہے تو پھر ان کے دیگر عقاید جو کہ اس بنیاد پر منحصر ہیں کیونکر جھوٹے ہو سکتے ہیں درحقیقت ایسے مسلمان عقائد میں عیسائیوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ من تشبہ بقوم فهو منہم پر غور کیجئے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ ایسے حضرات کو یہ جرأت نہیں پڑتی کہ حضرت عیسیٰ کو علانیہ خدا کا بیٹا کہہ سکیں۔ حالانکہ ان کی پیدائش کے اُصول میں تو عیسائیوں کے ساتھ بالکل متفق ہیں کہ حضرت مریم علیہ السلام کنواری کو بغیر مرد کے چھونے کے خدا کی قدرت سے حمل ہوا۔ اور عیسائی صاحبانِ دلیری سے علانیہ کہتے ہیں کہ مریم کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا لہذا حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے۔ چنانچہ وہ دلیل بھی یہی دیتے ہیں کہ جس نے حمل کیا اُسی کا بیٹا کہلانا چاہئے۔ جیسا کہ دنیا کا قاعدہ ہے مگر یہ ایک آسان سی بات بھی ایسے مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آتی اور اُسے بھی کیونکر جبکہ اس پر غور کرنا ہی نہ ٹھہرا بلاشبہ

ایک عورت کے حمل کو تو خدا کی طرف منسوب کرنا اور ایسے حمل سے پیدا شدہ بچے کو اس کی طرف منسوب نہ کرنا کوئی عقل مندی نہیں۔ آخر مذکورہ بالا قول کے ماتحت حضرت عیسیٰ کس کا بھید تھے؟

(۲) اب اس کے جواب میں اکثر اہل اسلام کا یہ کہنا کہ حضرت آدمؑ کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر دیا تھا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ سوال تو یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کو حمل کس نے کیا جس نے حمل کیا اُسی کا بیٹا کہلانا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَذَٰلِیْذَکَآذِکَآذِہٖ اور باپ کی اور جو اس سے پیدا ہوا (۹۰۔ آیت ۳) مگر ایسے صاحبانِ حمل کو زیر بحث لانے کا نام ہی نہیں لیتے۔ حضرت ابیہ حضرت آدمؑ کی تو ماں ہی نہ تھی باپ کہاں سے ہوتا جو حمل کرتا۔ البتہ جس کی ماں ہو اس کا باپ ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے لئے قرآن مجید میں دلہ کا لفظ نہیں آیا مگر حضرت عیسیٰؑ کے لئے موجود ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَٱلسَّلَامُ عَلَیْ یَوْمَ وُلِدْتَ ۖ اَ ورجوہ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا (۱۹۔ آیت ۳۳) مگر انوس اکثر مسلمان اس فرق پر کوئی غور نہیں کرتے حالانکہ جو تولد ہوگا اس کا باپ بھی ہوگا۔ جیسا کہ ذالین و ما ذلک۔ کی آیت سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ کوئی پورا بغیر بیج کے پیدا نہیں ہوتا۔ علاوہ انہیں اس حدیث پر بھی غور کیجئے۔ مَا مِنْ مَّوَدُّوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلٰی الْفَطْرِ ۖ ہر ایک بچے کی ولادت فطرت پر ہوتی ہے رنجاری کتابا بغیر ماں اور باپ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ فطرت کے خلاف بغیر مرد کے نطفہ کے پیدا ہوئے تھے سراسر غلطی ہے کیونکہ انسان نطفہ سے ہی پیدا ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ بھی ایک انسان ہی تھے تو کیا وجہ ہے کہ وہ نطفہ سے پیدا نہ ہوں۔ ان آیات پر غور کیجئے۔ اَلْیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی ۚ اَلَمْ یَکَ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِّیْ یُخْرِجْہٗ ۚ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ نمل ہی چھوڑ دیا جائیگا۔ کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا جو ڈالی جاتی ہے (۵۷۔ آیت ۳۷ و ۳۸) اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ ۚ ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا ہے (۶۶۔ آیت ۲۲) فَلَیْسَ نَظْرُ الْاِنْسَانِ مِمَّا خَلَقَ مِنْ مَّآءٍ ذَا فِیۡہِ ۚ یُخْرِجُہُ مِنْ بَیۡنِ الصُّلْبِ الْاُکْرَہِ ۚ پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ گرائے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے جو پیٹھ اور پسپوں کے

۱۵۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کا کھیت قرار دیا گیا ہے سورہ بقرہ آیت ۲۲ میں لَآ تَزِکُّوۡنَکُمْ فَاَیۡضَہٗ لَہٗ

بیچ میں سے نکلتا ہے۔ (۸۶-آیت ۵۷)

(۱۳) اب حضرت محمد رسول اللہؐ کی پیدائش کو مذکورہ بالا آیات کے تحت لطفہ سے ماننا اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو مرد کے لطفہ سے مستثنیٰ قرار دینا حقیقتاً یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وہ حضرت محمد رسول اللہؐ سے ایک بالاتر ہستی تھے اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک دوات مٹی سے بنائی گئی اور ایک دوات اعلیٰ دھات چاندی یا سونے سے بنائی گئی اب افضل کونسی ہے بلاشبہ اعلیٰ دھات سے بنائی ہوئی چیز اعلیٰ ہوگی۔ اگر حضرت عیسیٰؑ نہ تو لطفہ سے اور نہ مٹی سے پیدا کئے گئے تو پھر وہ کس حیثیت سے کئے گئے۔ آخر اس کا کچھ تو جواب ہونا چاہئے۔ اگر وہ روح سے پیدا کئے گئے تو پھر کون سی چیز افضل ہے روح یا مٹی؟ اب اکثر مسلمانوں کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰؑ کو انسانی پیدائش کے عام قاعدہ کے خلاف خاص طور پر پیدا کیا گیا تھا۔ گویا عیسائیوں کے ہاتھوں میں یہ ایک دلیل دینا ہے کہ وہ ایسی عظیم الشان انسانی سطح سے بالاتر غیر معمولی ہستی تھی جس کے لئے خدا کو بھی اپنا قانون توڑنا پڑا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكُنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پاے گا۔ (آیت ۶۳-۶۲)

چنانچہ حضرت محمد رسول اللہؐ کی پیدائش کے لئے بھی یہ قانون بدلا نہیں گیا۔ اور نہ ہی حضرت آدم کے لئے کوئی قانون توڑا گیا کیونکہ ان کی پیدائش سے پہلے تو کوئی قانون ہی نہ تھا جو بدلا جاتا، نہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے لئے کیوں یہ قانون بدلا گیا؟ ان میں کیا تخصیص تھی بقول حضرت میرزا غلام احمد۔

کیوں بنایا ابن مریمؑ کو خدا سنت اللہ سے وہ کیوں باہر رہا

اگر حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر اٹھایا جانا سنت الہی کے خلاف ہے۔ تو پھر بلا باپ کے پیدا کرنا کیونکہ خلاف نہیں؟

(۱۴) اب رسول اللہؐ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور عام لوگوں کو جب سے اللہ نے مرد اور عورت کا جوڑا بنایا لطفہ سے پیدا شدہ ماننا اور حضرت عیسیٰؑ کو اس سے مستثنیٰ کر دینا ہرگز مقفٹانے عقل نہیں بلکہ عیسائیوں کے ہاتھوں میں اسلام کے خلاف یہ ایک حربہ دینا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت محمد رسول اللہؐ سے افضل تھے کیونکہ ان کی پیدائش تو معجزانہ تھی اور انحضرتؐ کی ولادت معجزانہ

نہ تھی اب خدا کا فضل انسان کے فعل سے کیونکر انفضل نہ ہو۔

خدا کے فعل سے فعل بشر کیونکر برابر ہو! وہاں قدرت یہاں در ماندگی فرق نمایاں ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے۔ کہ حضرت موسیٰ کا عصا جو خدا کی قدرت سے معجزہ کے طور پر سانپ

بن گیا تھا سامریوں کے سانپوں پر جو کہ بطور معجزہ کے نہ تھے کیسے غالب آ گیا تھا۔ ان آیتوں کو ملاحظہ کیجئے۔

قَالُوا يَمْوَسَّىٰ اِمَّا اَنْ تَنْفَعَنَا اَمْ اَنْ تَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ اَلْتٰهُ قَالَ بَلْ اَنْفَعُوْهُ فَاِذَا

حَبَا لُهُمْ وَ عَصِيَّتُهُمْ بِخَيْلٍ اِلَيْهِمْ مِنْ سِحْرِ هِمَّ اَنَّهُمْ اَتَسْعٰهُ فَاَنْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ

خَيْفَةً مُّوسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَكْثَرُ وَاِنَّ مَالِيْ يَمِيْنُكَ تَلْقَفْ

مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدٌ سَاجِدٌ وَّلَا يَفْلَحُ السَّيْحَرُ حَيْثُ اَتٰهُ اَنْهٰمْ نَے کہا

اے موسیٰ کیا تو ڈالے گا یا ہم پہلے ڈالنے والے ہوں کہا بلکہ تم ڈالو تو ان کی رسیاں اور ان کی لالچیاں

اُن کے جادو سے اُسے ایسا خیال ہوا کہ گویا وہ دوڑ رہی ہیں پس موسیٰ نے اپنے دل میں خوف

معلوم کیا ہم نے کہا ڈر نہیں تو ہی غالب ہے اور جو تیرے دایئیں ہاتھ میں ہے ڈال دے کہ جو انہوں

نے بنایا ہے اُسے نکل جائے جو انہوں نے بنایا ہے جادو گر کی چال ہے اور جادو گر کامیاب نہیں

ہوتا خواہ کہیں سے آئے۔ (۲۰ آیت ۶۵ تا ۶۹)

دوستو! جیسے خدا کا کلام ان ان کے کلام سے انفضل ہوتا ہے اسی طرح سے خدا کا کام

بھی ان ان کے کام سے بالاتر ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس دلیل کے ماتحت حضرت عیسیٰ حضرت

محمد رسول اللہ سے انفضل نہ ہوئی آخر انسانی حمل اور خدائی حمل کے ذریعے پیدا شدہ لوگوں میں تو

یقیناً کوئی فرق نمایاں ہونا چاہئے۔ ورنہ اس بات کی تمیز کیسے کی جاسکے کہ فلاں شخص بغیر باپ کے پیدا

ہوا تھا! اگر خدا کے کام اور انسان کے کام میں کوئی فرق نہیں تو پھر اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ حضرت

عیسیٰ کو بغیر باپ کے مانا جائے اور خواہ مخواہ عیسائیوں کو اُن کے باطل عقاید کی تائید کرنے کا موقع

دیا جائے۔

(۵) عیسائی صاحبان ہمیشہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ کی پیدائش کا منقہ

کہے یہ فرق بتاتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا اور حضرت محمد رسول اللہؐ کی والدہ مکرمہ کو ایک انسان کے ذریعے حمل ہوا لہذا حضرت عیسیٰؑ افضل ہیں مگر مسلمان سبائے اس مقابلہ کا جواب دینے کے یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر دیا جن کا اس مقابلے کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ اُن کی تو ماں ہی نہ تھی باپ کہاں سے ہوتا گویا اس جواب پر یہ مثال صادق آتی ہے "سوال گندم جواب چمن" سوال تو دونوں رسولؑ کی ماؤں کے حمل کے مقابلے کا ہے کیونکہ دونوں رسول عورتوں سے پیدا ہوئے حضرت آدمؑ تو عورت سے پیدا ہی نہیں ہوئے اب ایسے مقابلے میں اُن کی مثال پیش کرنا سراسر بے معنی ہے ایسے صاحبانِ اُمتا بھی عرب نہیں کہتے کہ یہاں حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا مقابلہ نہیں بلکہ دو عورتوں کے حمل کا مقابلہ ہے جن سے دو رسول پیدا ہوئے۔

(۶) خدا معلوم اکثر اہل اسلام کو اس بات کے کہنے پر کہ حضرت عیسیٰؑ کا باپ تھا عفتہ کیوں آتا ہے حالانکہ عیسائیوں کو ناراض ہونا چاہئے جن کے باطل عقاید پر اس سے چوٹ پڑتی ہے درحقیقت بات یہ ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آسمان پر تبسہ عصفری اُٹھائے جانے کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں کے ذریعے آیا اسی طرح سے اُن کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کا عقیدہ بھی مسلمانوں میں عیسائیوں سے ہی رائج ہوا حالانکہ نہ تو اللہ اور نہ اُس کے رسول نے یہ فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ تبسہ عصفری آسمان پر اُٹھائے گئے اور نہ یہ فرمایا کہ وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے امین شروع سے ہی حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے متعلق جھگڑا چلا کر رہے۔ یہودی تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مریمؑ نے ناجائز طور پر اُن کو حمل میں لیا لہذا وہ نبی نہیں اور عیسائی یہ کہتے ہیں کہ حضرت مریمؑ روح القدس سے حاملہ پائی گئیں لہذا حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام خدا اور خدا کے بیٹے۔ غرضیکہ دونوں افراط اور تفریط میں پڑ گئے۔ اس لئے قرآن مجید نے دونوں کے باطل عقاید کی تردید کی۔ بلاشبہ قرآن مجید کے نازل ہونے کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس معاملہ کو صاف کر دیا جائے ذیل کا مقابلہ ملاحظہ کیجئے۔

تردید یہود

یہودیوں نے حضرت مریمؑ پر زنا کا الزام لگایا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے
 وَيَكْفُرْهُمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلَىٰ مُرْكَمٍ بُهْتَانًا
 عَظِيمًا ۝ اور ان کے کفر کے سبب سے
 اور ان کے مریمؑ پر بڑا بہتان باندھنے کی
 وجہ سے ۴۴ - آیت ۱۵۶ چنانچہ اب بھی یہودی
 یہی کہتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کا پنتھرامی یہودی
 سے ناجائز تعلق تھا ملاحظہ ہو یہودی تاسیخ
 مسیح - اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کی اور ان
 کی عصمت پر کسی قسم کا داغ نہ آنے دیا یہ آیت
 ملاحظہ کیجئے۔ وَالَّتِي أَحْصَانَتْ تُوْجُوهًا -
 اور وہ عورت (حضرت مریمؑ) جس نے اپنی
 عصمت کی محافظت کی یعنی زنا نہ کیا (۲۱-۹۱)

تردید نصاریٰ

عیسائیوں نے حضرت مریمؑ سے متعلق یہ
 کہا کہ انہیں روح القدس کے ذریعے حمل
 ہوا لہذا حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے جیسا کہ اس
 آیت سے معلوم ہوتا ہے وَقَالَتِ الْمَسِيحَةُ
 الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۝ اور نصائے کہتے ہیں
 مسیح اللہ کا بیٹا ہے اور قرآن پاک نے اس کی
 تردید کی۔ اَلَا تَنْهَوْنَ عَنِ اُنْفُسِكُمْ
 كَيْفَ تُوْنُوْنَ ۝ وَلَئِنَّ اللَّهَ ۝ وَ اَلَا تَنْهَوْنَ
 لَكِنَّ تُوْنُوْنَ ۝ دیکھو وہ اپنی طرف سے
 جھوٹ بنا کر کہتے ہیں۔ کہ اللہ نے جانا
 اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں "۲۷۱ آیت
 (۱۵۲ ۱۵۱)

اس طرح سے یہودیوں اور عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کرنے کے بعد اللہ اور
 اُس کے رسول نے اس معاملہ میں صحیح راستہ یہ بتلادیا کہ حضرت مریمؑ کی شادی ہوئی اور حضرت
 عیسیٰؑ عاجز طور پر پیدا ہوئے۔ جیسا کہ دوسرے عظیم الشان نبی عورتوں سے پیدا ہوئے۔ ایسا کہنا
 کسی نبی کی شان کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے اس عقیدے پر کہ حضرت عیسیٰؑ ایک بلند
 درجہ کے نبی اور رسول تھے۔ کوئی زد پڑتی ہے۔

شمس الدین
 مجاہد اسلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ وَآلُصَلَّیْ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ کہہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہیں جنائس نے اور نہ
 جنا گیا۔ اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ (۱۲ آیت ۴۲)

آیاتِ صریح ولادتِ مسیح

ابن اللہ کے عقیدے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار

اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر مرد کے چھونے کے حضرت مریمؑ کو حاملہ کر دیا تھا جیسا کہ اکثر اہل اسلام کہتے ہیں تو پھر غور طلب بات یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کے اس کہنے پر کہ مسیح خدا کا بیٹا اتنی ناراضگی کا اظہار کیوں کرتا ہے اور کیوں اُن کو اتنی لعنت ملامت کرتا ہے جس کی کوئی حد نہیں اور کیوں خدائے پاک کو یہ عقیدہ اتنا ناگوار گذر رہا ہے کہ زمین اور آسمان کے پھٹ جانے کی دھمکی دیتا ہے اور کس واسطے اس عقیدے کو جھوٹا قرار دے کر اس کی تردید کرتا ہے اور اس کی کیا وجہ ہے کہ اس عقیدے کو بُرا مان کر عیسائیوں کو ڈرنے کا حکم دیتا ہے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ ہو

(۱) بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ اَنۡیَ یَّکُوۡنُ لَہٗۤ اَکۡنٰۤی یَّکُوۡنُ لَہٗۤ ۚ وَ لَہٗۤ اَکۡنٰۤی یَّکُوۡنُ لَہٗۤ ۚ صٰلِحِیۡۃً ۚ

وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ ۚ وَ هُوَ یَکۡلِ شَیْءٍ ۚ عَلَیۡہِۭۤ اَۡسَآۡنِلُ ۚ اَوۡرِیۡنِ ۚ کَاَعِیۡبٍ پَیۡدَا کَرۡنَ ۚ وَ اَلَا
 اس کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے اور اس کی کوئی جو رو نہیں اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ

ہر چیز کو جاننے والا ہے (۶- آیت ۱۰۲)

(ب) وَ قَالَتِ الْیَہُوۡدُ عِزُّیۡرُ ۚ ابْنُ اَللّٰہِ ۚ وَ قَالَتِ النَّصٰرَیۡ الْمَسِیۡحُ ۚ ابْنُ اَللّٰہِ ۚ

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَنَّهُ يُضَاهِيهِمْ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ مَا تَأْتِيهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
 اَتٰى يَوْمَ تَكُوْنُ ۝ اور یہودی کہتے ہیں عزیز اللہ کا بیٹا اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا یہ ان
 کے منہ کی باتیں ہیں یہ ان کی بات کی نقل کرتے ہیں جو پہلے کافر ہوئے اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں
 سے اُٹنے پھرے جاتے ہیں (۹-۲۰ آیت ۳۰)

رَج ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَكَ ۚ هُوَ الْغَنِيُّ ۚ اَلَا مَا فِى السَّمٰوٰتِ
 وَمَا فِى الْاَرْضِ دِرَہٗنٌ جِنْدٌ لَّكُمْ مِّنْ سُلٰطٰنٍ يَّهْدٰى اَتَقْتُلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا
 تَعْمَلُوْنَ ۚ کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنا یا وہ اس سے پاک ہے وہ بے نیاز ہے اُسی کا ہے جو کچھ
 آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں کیا تم اللہ پر جھوٹ،
 کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ (۱۰-۱۱ آیت ۶۸)

ر د ۝ وَيُبَيِّنُ ۙ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۚ اِنَّ مَا لَكُمْ يَدٍ مِّنْ عِلْمٍ وَّلَا يَلٰٓئِ
 بِاٰتِيهِمْ ۙ اَلْكَبَرُوتُ ۙ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِّنْ اَفْوَاهِهِمْ ۙ اِنَّ اَتَقْتُلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۙ اور ڈراؤ اور
 جو کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنا لیا انہیں اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے بڑوں کو (تھا)
 بُری بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے وہ جھوٹ ہی کہتے ہیں۔ (۱۸-۱۹ آیت ۵۴)

۱۰ اللہ تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے کہ عیسائیوں کو مسیح ابن اللہ کے کہنے پر ڈراؤ اب آپ خود غور کریں کہ یہ کہہ کر حضرت
 مریمؑ کو خدا کی قدرت سے غیر معمولی طور پر حمل ہوا تھا آپ عیسائیوں کو ڈراتے ہیں۔ یا ان کے باطل عقائد کی تائید
 کرتے ہیں۔ اب قادیانی معجزات کا حضرت عیسیٰؑ کے متعلق مجسّد عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کے عقیدے کے
 خلاف اتنا زور دیتا کہ زمین اور آسمان کے قلابے لادینا حالانکہ ایسے عقیدے پر اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے کسی
 قسم کی ناراضگی کا کوئی اظہار بھی نہیں کیا گیا اور ان کے بلا باپ کے پیدا ہونے کے عقیدے کے خلاف ایک حوت
 تک نہ ممکن بلکہ اس کی تائید کرنا کوئی عقلمندی نہیں حالانکہ عیسائیوں نے اسی عقیدے پر حضرت مسیحؑ کی الوہیت
 اور ربیت کی بنیاد رکھی ہوئی ہے جس پر ہی دفعہ اللہ کی طرف سے نفرت اور ناراضگی کا اظہار کیا گیا ہے دراصل بات یہ ہے
 کہ حضرت میرزا غلام احمدؒ کے دعوے کی بنیاد و دعوات مسیح پر مبنی لہذا اسی کے خلاف من تق وھن اللہ یاد کیا کیونکہ جب تک حضرت
 عیسیٰؑ کی دعوات ثابت نہ ہوں ان کے مسیح مروجہ دعوے کی بنیاد نہیں پڑتی۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۚ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِذَا هُمْ تَعْلَمُونَ
يَتَفَقَّرُونَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًا ۚ إِنَّ دَعْوَى الرَّحْمَنِ
لَدَا هَٰذَا ۚ اور کہتے ہیں رحمن نے بیٹا بنالیا یقیناً تم ایک خطرناک بات کر گزے قریب ہے کہ اس کو
اس سے بھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ رحمن کے لئے
بیٹے کا دعویٰ کرتے ہیں ۱۹۰- آیت ۸۸ تا ۹۱) جب رحمن کو بیٹا بنانا ہی نشانیں تو پھر وہ اپنی قدرت

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹا منسوب کئے جانے پر مندرجہ بالا ناراضگی اور نفرت کے اظہار کی
صرف یہی وجہ ہے کہ حضرت مریمؑ کے حمل کو جو کہ ایک مرد کے ذریعے ہوا خدائے پاک کی طرف منسوب
کیا جاتا ہے حالانکہ خدائے پاک عورت کو حمل کرنے سے پاک ہے جیسا کہ سچانہ کے لفظ سے ثابت
ہوتا ہے کیونکہ وہ خود کبھی بھی ایسا کام نہیں کرتا جو کہ ایک مرد کے ذریعے آسانی سے ہو سکتا ہے۔
بلکہ ہمیشہ وہ کام کرتا ہے جو کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو یعنی جس کام کو انسان نہ کر سکے۔ بھلا
جب مرد عورت کو بغیر کسی تکلیف کے حاملہ کر سکتا ہے تو پھر خدا کو کیا ضرورت پڑی کہ خواہ مخواہ
مرد اور عورت کے کام میں خلل دے اور ایک عورت کو اپنی قدرت سے حمل کر کے مرد کے حقوق
کو تباہ کرے۔ اور خود ہی اپنے ایسے نعل سے لوگوں کو خدا کی طرف بیٹا منسوب کرنے کا موقع بھی
دے۔ بلاشبہ ایسا کرنا خدا کی شان کے خلاف ہے۔ کیونکہ انسان ہی انسان کو حمل کرتا ہے جیسا کہ مشہور

ہے ۱۰ کندیہ جنس باہم جنس پر واز کبوتر با کبوتر باز باز

(۳) انیسویں مسلمان اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت مریمؑ
کو حاملہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے عیسائیوں کو خدا کے ساتھ شرک کرنے اور یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ
اللہ کے بیٹے تو پھر خدائے پاک کا عیسائیوں پر مذکورہ بالا ناراضگی کا اظہار کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔
کیونکہ خدا کی طرف بیٹا منسوب کرنے کی بنیاد تو صرف اس امر پر ہے کہ حضرت مریمؑ کے حمل کو خدا کی طرف
منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ اللہ کبھی بھی اپنی قدرت سے وہ کام نہیں کرتا جو کہ لوگوں کے لئے شرک
اور مکرہی کا موجب ہو کیا خدائے پاک کو حضرت مریمؑ کے حاملہ ہونے سے پہلے اس بات کا علم نہ تھا؟

کہ اگر میں نے اُسے اپنی قدرت سے حائلہ کر دیا تو اس سے دنیا میں شرک اور گمراہی پھیلے گی۔ اگر علم تھا تو پھر اُس نے ایسا کام کیوں کیا اور جب ایسا کر دیا۔ تو پھر عیسائیوں پر ناراضگی کی کیا وجہ؟ خود ہی اپنے فعل سے لوگوں کو گمراہی کا ایک موقع دینا اور پھر خود ہی لوگوں کو ایسی گمراہی پر لعنت سلامت کرنا اُسکی شان کے شایان نہیں کیونکہ خدا کے اس فعل پر یہ مثال صادق آتی ہے ”خود کردہ راعلا جے میت“۔

(۴) اب اکثر اہل اسلام کا یہ کہنا کہ حضرت مسیحؑ کو بلا باپ کے پیدا کر کے اللہ نے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ اللہ نے ابتداء میں ہی نہ صرف آدمؑ کو بلکہ تمام جاندار شیر ہاتھی گھوڑے۔ گدھے وغیرہ کو بغیر باپ کے ہی پیدا کر دیا تھا۔ تو کیا اُس وقت خدا کی قدرت کا ظہور نہیں ہوا تھا؟ جب اُس وقت ہی کامل قدرت کا ظہور ہو چکا تھا تو پھر حضرت مسیحؑ کو اس وقت جبکہ حضرت مریمؑ کو حسب منشاء راجع و بدل سکتا تھا کیونکہ اُس وقت مردوں کی کچھ کمی نہ تھی۔ بغیر باپ کے پیدا کرنے سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچایا سولے اس کے کہ عیسائیوں کے ہاتھوں میں یہ محبت ہو گئی کہ ”مسیح اللہ کا بیٹا“ اگر انہیں بغیر باپ کے پیدا نہ کیا جاتا تو کیا اللہ کی قدرت کے ظہور میں کوئی کمی رہ جاتی؟ بلاشبہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش معجزانہ بھی نہ تھی کیونکہ معجزہ ہمیشہ ایک نبی کے ذریعے عام لوگوں کے سامنے ظاہر کیا جاتا ہے نہ کہ پوشیدہ طور پر ایک عورت کو حمل کرنے سے علاوہ انہیں حضرت مریمؑ نبی نہ تھیں جو اُن سے کسی معجزہ کا ظہور ہوتا۔

(۲) بحث وفد نجران در بارہ حضرت مسیح علیہ السلام

فَمَنْ حَاجَّكَ زَيْدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَقُلْ لَنَا أَوْلَىٰ بِمَا نَعْبُدُ أَفَلَا فَعَلْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مَا تَعْبُدُونَ وَتَزْعُمُونَ أَنَّا مُّسْمِعُونَ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَّكَ مَوْلَاؤُهُمْ فَلَا تَعْبُدُهُمْ إِنَّكُمْ لَعِندَ اللَّهِ عَلَىٰ لُبِّكَ يَكُونُ لَكَ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُونَ لَكَ الَّذِينَ يُدْعُونَكَ لِمَا تَدْعُوهُمْ فَلْيَعْنُوا إِلَهُكَ إِنَّكَ لَعِنٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ
اللہ علیٰ الذیٰ یبینہ پھر اگر کوئی اس کے بعد جو تیرے پاس علم آچکا اس کے بارے میں تجھ سے جھگڑا کرے تو کہہ اؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے لوگوں اور تمہارے لوگوں کو بلا میں پھر کڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں ”حدیث ۳۴ آیت ۶۰“
مذکورہ بالا آیت کے ماتحت وفد نجران مباہلہ کے لئے ایل ذیل کی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَهُ الْعَاقِبُ وَنَسِيْدُ صَاحِبِا نَجْرَانَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم یُرِیْدُ اَنْ یُّلَاحِظَنَا قَالَ فَقَالَ اَحَدُ هُمَا بِصَاحِبِهِ
 لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَیْسَ كَانَ یَدِیْنَا فَلَاحِظَا لَا تَفْعَلْ نَحْنُ وَلَا حَقِیْبَانِیْنِ لَبِیْدَا قَالَا
 اِنَّا نَعْطِیْكَ مَا سَأَلْتَنَا حَذِیْفَةُ رَوَایَتُہٗ ہے کہا عاقب اور سید نجرانؒ کے درمیں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں چاہتے تھے کہ آپ سے مباہلہ کریں کہا تو ان میں سے
 ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ (مباہلہ) نہ کرو۔ اللہ کی قسم اگر وہ نبی ہوں اور ہم نے لاعنع کیا تو ہم اور
 ہمارے بعد ہماری نسل کبھی کامیاب نہ ہوگی پھر دونوں نے کہا جو آپ مطالبہ کریں ہم وہی دیں گے۔
 (یعنی جزیہ) (بخاری کتاب المغازی)

اگر حضرت مسیحؑ کی ولادت خدا کی قدرت سے مجبورانہ طور پر ہوئی تھی تو پھر رسول اللہ معلّم نے
 سلفہ میں میسائیوں کے وفد نجران کے سامنے اس کے خلاف کیوں فرمایا، کیا وہ آیات جن سے اب اکثر
 اہل اسلام حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بلا باپ مانتے ہیں، آنحضرت معلّم کو یاد نہ تھیں؟ مناظرہ القی معلّم مع وفد
 نجران ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور اس کے بالمقابل قرآن پاک کی وہ آیات جن کے ساتھ یہ جوابات ملتا
 رکھتے ہیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ ناظرین کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں ابن جریر نے ربیع سے ایک روایت بیان
 کی ہے کہ لفائے رسول اللہ معلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عیسیٰ بن مریم کے متعلق بحث کی اور کہا

اے نجران مکہ سے یمن کی جانب سات منزل کے فاصلہ پر ہے اور تنہتر گاؤں پر مشتمل ہے۔ یہاں کے لوگ عیسائی تھے
 اور یہ وفد جو آنحضرت معلّم کی خدمت میں سلفہ میں آیا لفارٹی کا ہی تھا یعنی میں ہے کہ یہ وفد چودہ آدمیوں پر مشتمل تھا بعض
 روایتوں میں ان کی تعداد چوبیس لکھی ہے عاقب اور سیدان کے سرداروں میں سے تھے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا۔ اور اسی سکاڑ
 انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نماز پڑھی۔ ابن سعدیں ذکر ہے کہ آنحضرت معلّم نے اہل نجران کو کچھ لکھا تھا جو کہ
 یہ وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے دن وہ ریشمی لباس پہن کر رسول اللہ معلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنے ان سے منہ پھیر
 لیا۔ اگلے دن وہ دھبوں کا لباس پہن کر آئے تو رسول اللہ معلّم نے انہیں ٹھٹھا عامی ہو دیا کہ باتیں ہوتی ہیں۔ پہلے دن
 بنی کریم معلّم انہیں دلائل کے ساتھ سمجھاتے رہے دوسرے دن وہ مباہلہ کیلئے تیار ہو کر آئے لیکن پھر خود ہی باہم مشورہ کر کے رکت گئے۔
 (تذقیۃ بخاری مولانا محمد علی)

اگر وہ خدا کا بیٹا نہیں تو اس کا باپ کون ہے؟ مطبقات ابن سعد تفسیر کبیر رازی اور تفسیر روح المعانی سورہ آل عمران کی تفسیر ملاحظہ کیجئے۔

جوابات

پچھلا جواب: قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ
انہ لا یکن ولد اکا دھویشبہ اباہ
قالوا بلی۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ کوئی

بیٹا نہیں مگر وہ اپنے باپ سے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔

دوسرا جواب: قَالَ أَلَسْتُمْ

تَعْلَمُونَ ان اللہ حی لا یموت و
ان عیسیٰ یأتی علیہ العنا قالوا بلی رسول
اللہ صلعم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہمیشہ

زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اور عیسیٰ پر فدا آئی۔ انہوں نے کہا ہاں۔

تیسرا جواب: قَالَ أَلَسْتُمْ

تیسری مطابقت: رالف (الف) الْقِیَمُ

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا بچہ انسان کے ہی صفات سے پیدا ہوتا ہے جیسے شیر کا بچہ شیر جھڑکے
کا بچہ جھڑکے اور اونٹ کا بچہ اونٹ جب حضرت عیسیٰ میں کوئی خدائی صفات نہ تھے بلکہ انسانی تھے تو پھر کیوں اس
بات کو تسلیم نہ کیا جائے کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح نطفہ سے ہی پیدا ہوئے لہذا ان کا باپ بھی ایک انسان ہی
تھا جس کے وہ مشابہ تھے جب کہ ان کی صورت اور شکل سے ظاہر ہوتا تھا جب اللہ تبارک تعالیٰ صورت اور شکل
سے ہی پاک ہے تو پھر اس کے مشابہ ہونا چہ معنی دارد؟۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو اسی کے مشابہ ہونا چاہیے۔
جس سے ان کی ماں کو حمل ہوا۔ یہ تو کبھی ہو نہیں سکتا کہ ماں کو حمل تو خدا کی قدرت سے ہو مگر بیٹے کی شکل انسانی باپ
کے مشابہ ہو۔ اگر حضرت مریم کو خدا کی قدرت سے حمل ہوتا تو پھر وہ ضرور خدا کے ہی اوصاف سے پیدا ہوتے جب ان
میں خدا کے اوصاف ہی نہ تھے تو پھر ایسے حمل کو خدا کی طرف منسوب کرنا کوئی عقلمند ہی نہیں۔

مطابقات

پہلی مطابقت: والد و ما ولد
اور باپ کی اور جو اس سے پیدا ہوا (۹۰ ایت ۱۲)

دوسری مطابقت: رالف، اِنِّیْ

الَّذِیْ لَا یَمُوتُ اللہ ہمیشہ رہنے والا
مرا نہیں رہے ۲۔ ۵۸ (ب) فَلَمَّا کَوْنَتْ فِی
حب تو نے مجھے وفات سے دی (۱۱۴ ایت ۱۱۴)

انہوں نے کہا ہاں۔

تَعْلَمُونَ اَنْ رَبَّنَا قَيِّمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ يُحْفَظُهُ
 دینِ رتہ قالوا بلیٰ نہل یملک عیسیٰ
 شیاء من ذلک قالوا لا۔ فرمایا رسول اللہؐ
 نے کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ہر چیز کو قائم
 رکھنے والا ہے اس کی نگہبانی کرتا ہے اور حفاظت
 کرتا ہے اور اس کو رزق دیتا ہے انہوں نے کہا
 ہاں آپ نے فرمایا کہ جیسے ان میں سے کسی چیز کا
 اختیار رکھتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔

چوتھا جواب :- اَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ

اَنْ اللّٰهُ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ
 وَلَا فِي السَّمَاءِ قالوا بلیٰ فہل یعلم عیسیٰ
 شیاء من ذلک الا ما علمہ قالوا لا۔ اذہن
 صلعم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ
 پر آسمان اور زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں؟ انہوں
 نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے کوئی بات جانتا
 ہے سوائے اس کے جس کا اسے علم دیا گیا؟ انہوں
 نے کہا نہیں۔

پانچواں جواب :- قال فان

ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف یشاء

تائم رکھنے والا ہے۔ رب، اِنَّ اللّٰهَ کَانَ
 عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا اللہ تم پر نگہبان ہے (۲۴۔ آیت ۱)
 (رح) قال اللہ خَیْرُ حَفَظًا۔ اللہ ہی بہتر حفاظت
 کرنے والا ہے (۱۲۔ آیت ۶) (۲۵۔ آیت ۱) اللہ
 الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ اللہ
 وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تمہیں رزق
 دیا۔ (۳۴۔ آیت ۲۰) (۳۵۔ آیت ۱) هَلْ مِنْ شَرِّکَا
 بِکُمْ مَنْ یَفْعَلُ مِنْ ذِکْرِکُمْ شَیْئًا
 کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو اس میں
 سے کچھ بھی کرتا ہے؟ (۳۶۔ آیت ۲۰)

چوتھی مطابقت :- اِنَّ اللّٰهَ

لَا یَخْفَىٰ عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا
 فِی السَّمَاءِ اللہ پر نہ زمین میں کوئی
 چیز چھپی ہے اور نہ آسمان میں۔ (۳۶۔ آیت ۲)
 (ب) اَوَلَا یَحْجُبُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہِ
 اَلَا یَسْأَلُ۔ اور وہ اس کے علم میں سے
 کسی چیز پر احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے
 جو وہ چاہے (۲۔ آیت ۲۵۵)

پانچویں مطابقت :- هُوَ الَّذِیْ

یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ

”وہی ہے جو تمہاری صورتیں رحموں میں جس طرح چاہتا ہے بنا رہا ہے۔“ (آیت ۵) وَ صَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ اور تمہاری صورتیں بنائیں تو خوب ہی تمہاری صورتیں بنائیں (آیت ۶م)

چھٹی مطابقت:- فَاطِرُ السَّمَوَاتِ

وَ الْأَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لَا يُطْعَمُ
”آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور وہ کھانے کو دیتا ہے اور اسے کھانے کو نہیں دیا جاتا۔“ (آیت ۶م)

ساتویں مطابقت:- وَ رَفَعْنَا كُرْسِيَّكَ

”پھر میرے لئے (عیسے کو) محل میں لیا۔“ (آیت ۱۱م)
جس طرح عورتیں محل میں لیتی ہیں۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَعْمَلُ كُلُّ اُنْثٰى۔ اللہ جانتا ہے جو ہر ایک مادہ محل میں لیتی ہے۔ (آیت ۸م)
رَبِّ فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جَنْبِ الْخَلْقَةِ قَالَتْ يَلِيْنِيْهِ مَتَّ قَبْلَ هٰذَا اَلَا لَنْتُ نَسِيًا فَنَسِيْتُهَا پھر روزہ اُسے سمجھو کہ تنے کی طرف سے آیا کہنے لگی کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی

فهل تعلمون ذلك قالوا بلى۔ آپ نے فرمایا ہمارے رب نے عیسیٰ کی صورت جس طرح چاہا رحم میں بنائی کیا تم اسے نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

چھٹا جواب:- قَالَ اَلَسْتُمْ

تَعْلَمُونَ اَنْ رَبَّنَا لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَ لَا يَشْرَبُ الشَّرَابَ وَ لَا يَحْدُثُ الْحَدَثُ
قالوا بلى۔ آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب کھانا نہیں کھاتا اور نہ پانی پیتا ہے اور نہ فضلے حاجت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔

ساتواں جواب:- قَالَ اَلَسْتُمْ

تَعْلَمُونَ اَنْ عِيسٰى حَمَلَتْهُ اِمْرَاَةٌ كَمَا تَحْمِلُ الْمَرْأَةُ وَ وَضَعَتْهُ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ وَغَدٰى كَمَا يَفِدُ الْعَبْدُ ثُمَّ كَانَ يُطْعَمُ
الطَّعَامَ وَ يَشْرَبُ الشَّرَابَ وَ يَحْدُثُ الْحَدَثُ قالوا بلى۔ آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ عیسے کو ایک عورت نے حمل میں لیا جس طرح عورت حمل میں لیا کرتی ہے پھر اس کو غذا دی گئی جس طرح بیچوں کو غذا دی جاتی ہے۔ پھر وہ کھانا کھاتا تھا اور پانی

بُسرٰی ہوتی ۛ۔ (۱۹۔ آیت ۷۳) جس طرح عورتیں
جنتی ہیں۔ حَمٰكُنَّ اُمَّهٖ كُنَّ هَآءِ وَضَعَتْهُ
لَهَا اَس کی ماں نے اسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا

اور اُسے تکلیف سے جانا۔ (۶۷۔ آیت ۱۵)
وَجَّزَاوَالِدَاتُ بَرْضِعْنَ اَدَاكَ ذَهْنُ
حَوٰلَتَيْنِ كَامِلَتَيْنِ۔ اور مائیں اپنی اولاد کو
پوسے دو سال دو دھپلائیں ۛ۔ (۲۔ آیت ۲۳۴)
(۱۵) گانا یا لکھن الطَّعَامُ۔ دو نورِ حشریٰ اور
حضرت عیسیٰؑ کھانا کھایا کرتے تھے۔ (۵۵۔ آیت ۱۵)
یہ فطرت کا تقاضا ہے جو کھائے گا وہ رُفَع
حاجت کرے گا۔ اُدْجَاءُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ
مِّنَ النَّارِ۔ یا تم میں سے کوئی جائے
ضرورت سے ہو کر آئے ۛ۔ (۵۔ آیت ۶)

آٹھویں مطابقت:- اُنْظُرْ
كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ اَنْظُرْ
اَنۡتِ تُؤۡفَكُوۡنَ ۚ دیکھو کس طرح ہم اُن کے
لئے باتیں بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو کس طرح
اٹھے پھر جلتے ہیں ۛ۔ (۵۔ آیت ۷۵)

پیتا تھا اور پاخانہ کرتا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں
اصل دردِ زمکے ہونے میں ایک نکتہ تو یہ پایا
جاتا ہے کہ یہ عمل غیر معمولی نہ تھا اور دوسرا نکتہ یہ کہ حضرت
مریمؑ دوسری عورتوں کی طرح ایک عورت تھیں کوئی غیر
معمولی نہ تھیں اور تیسرا نکتہ یہ کہ حضرت عیسیٰؑ بھی دوسرا ناول
کی طرح ایک انسان ہی تھے نہ کہ غیر معمولی۔ صرف فرق
یہی تھا کہ اُن کو خدا کی طرف سے وحی ہوتی تھی جیسا کہ
رسول اللہؐ کو اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ قُلْ اِنَّمَا
اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰى اَنۡمَآ لِهَٰكُمْ
رَحۡمَةُ رَبِّیۡنِیۡ لٰكِنِّیۡ مِیۡرِیۡ طَرَفٍ مِّنۡ حَیۡ
ہے۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے ۛ

(۱۸۔ آیت ۱۱۰)

آٹھواں جواب:- فقال فكيف
يكون كما زعمتم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
پھر جو تم دعویٰ کرتے ہو کہ عیسیٰؑ خدا اور خدا
کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟

اب رسول اللہؐ کے مندرجہ بالا جوابات پر غور کیجئے کہ کس حکمت اور فلسفہ سے عیسائیوں کے
باطل عقاید کی تردید کی گئی ہے۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت آدمؑ کی طرح بغیر باپ
کے پیدا ہوئے یا حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا کیونکہ ان سے عیسائیوں کے باطل عقاید

پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ واصل عیسائیت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حضرت مریمؑ کنواری کو بغیر مرد کے چھوٹنے کے حمل ہوا یہی وجہ ہے کہ جناب رسالتؐ نے عیسائیوں کو ایسا قاطع اور مدلل جواب دیا جس سے اُن کی مذہب کی بنیاد کو ہی گرا دیا کہ اُس نے اُسی طرح حمل لیا جن طرح اور اور عورتیں لیتی ہیں۔ گویا حضرت مریمؑ کنواری نہ رہی۔ بلکہ اپنے مرد سے حمل لیا اگر اُن کو خدا کی قدرت یا کسی اور غیر معمولی طریقے سے حمل ہوا ہوتا تو پھر آنحضرتؐ اُن کے حمل کے متعلق دوسری عورتوں کے حمل کی مثال ہرگز نہ دیتے۔ اس مثال کا دنیا ہی ثابت کر لے کہ حضرت مریمؑ بھی بشریت کے لحاظ سے دوسری عورتوں کی طرح ایک عورت تھی لہذا بشر کی خواہش تو بشر ہی پوری کرے گا۔ اللہ تو بشری خواہشات سے پاک ہے۔ اگر وہ دنیا بھر کی عورتوں سے ایسی انوکھی اور نرالی ہوتیں کہ اُسے مرد کی خواہش نہ ہوتی تو پھر انہیں ایسے انوکھے اور نرالے طریقے سے ہی حاملہ کیا جاتا جس میں مرد کا ہاتھ نہ ہوتا۔ اگر یہ نکتہ مسلمانوں کی سمجھ میں آ جاتا تو پھر ہرگز عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع نہ دیتے کہ چونکہ حضرت مریمؑ بشریت سے بالاتر تھیں لہذا انہیں حاملہ بھی بالاتر طریقہ سے ہی کیا گیا۔ بھلا جب اس غیر معمولی ہو تو پھر بیٹا غیر معمولی کیونٹ ہو شہور مثال ہے ”جیسی کھیتی ویسا پھل“ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک تو عیسائیوں کو بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے باطل عقائد کو دنیا میں پھیلائے کا موقع مل گیا اور دوسرے مسلمانوں پر یہ حجت قائم کر دی کہ ایسی بلند ہستی کو جو کہ غیر معمولی طریقے سے پیدا ہوئی ہو چھوڑ کر ایسے رسول پر جو کہ معمولی طریقے سے پیدا ہوا ہو ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اتنا فرما دیتے کہ حضرت عیسیٰؑ کا باپ فلاں شخص تھا تو پھر بھی اس سے عیسائیت پر کوئی زد نہ پڑتی کیونکہ عیسائی نہایت آسانی سے یہ کہہ دیتے کہ وہ تو سوتیلا باپ تھا جیسا کہ آجکل یوسف بنجار کے متعلق کہہ دیتے ہیں حالانکہ اُن کے لئے تمام بائبل میں سوتیلا کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا گیا۔

اب عیسائیوں کے مقابلے میں رسول اللہؐ کے جوابات کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے اقوال پیش کرنا درحقیقت اپنے ہاتھوں سے ہی شکست کھانا ہے۔ مگر جب ایک پختہ اور تجربہ کار

جزئیل اس بات کو محسوس کر لیتا ہے کہ اس کی فوج کو اودنے آلات حرب کی وجہ سے شکست ہو رہی ہے تو پھر وہ ایسے سالن جنگ کو بدل کر اعلیٰ ہیماں کے ہتھیاروں سے اپنی فوج کو آراستہ کر دیتا ہے جو کہ اس کی ذہانت اور عقلمندی کا نشان ہوتا ہے تاکہ دشمنوں پر آسانی سے فتح پائے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر اہل اسلام نہ تو کلام ربانی کی آیت پر غور کرتے ہیں اور نہ رسول اللہ کے مذکورہ بالا جوابات پر بلکہ اندھا دھند ملا لوگوں کی تقلید کر کے عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کو بغیر مرد کے چھوٹنے کے حمل ہو گیا تھا اگر ایسے صاحبان قرآنی آیات پر جو کہ انسان کی پیدائش کے متعلق جا بجا کلام الہی میں مذکور ہیں غور کرتے تو پھر انہیں ایسا کہنے کی ہمت نہ پڑتی بلاشبہ ایسے حضرات ایک غلطی تو یہ کرتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کے متعلق جو محکم آیات ہیں انہیں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش پر جھپٹا نہیں کرتے بلکہ ان کو ایسی آیات سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ کتاب آیات کے ٹیڑھے معنی جو کہ عقل اور فطرت کے خلاف ہیں۔ لے کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر لطفہ کے پیدا ہوئے تھے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں میں کجی ہے اگر یہی حضرت ذیل کی آیات کا مطالعہ کر لیتے تو پھر کبھی بھی ایسے ٹیڑھے اور فتنہ انگیز معنی نہ کہتے جس سے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تائید ہوتی۔ بلاشبہ فتنہ اسی کو کہا جا سکتا ہے جس سے دنیا میں گمراہی پھیلے یا اس کی تائید ہو۔

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ
فَأَمَّا الَّذِينَ فِي ذُلٍّ مِنْهُمْ دُيُوعٌ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ
”وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اس میں سے (کچھ) محکم آیتیں ہیں جو کتاب کی اصل ہیں اور
کچھ اور متشابہ ہیں پھر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس میں سے
متشابہ ہے فتنہ پیدا کرنے کے لئے اور یہ چاہتے ہوئے کہ اس کی (من مافی ۱۷) اوایل کریں۔ (۳-۶)

(۳) انسان کی پیدائش کے متعلق قرآن پاک کی محکم آیات
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ مُّجْتَمِعِينَ فِي جَنَّاتٍ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَدْخُلُونَهَا إِلَّا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ يُحْبَبُونَ
”اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے انہیں ہم اکٹھے جنتوں میں داخل کریں گے انہیں جنت میں داخل کرنے کے لئے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔“

کیا پھر دیکھو وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے۔ (۱۶-۱۷) آیت (۴)

بعض آیات میں پانی سے بتلایا گیا ہے جو کہ اپنے اپنے موقع محل پر بالکل درست ہیں ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

انسان کو مٹی سے بنایا

(۸) مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَ فِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ۚ اٰی (ہٰی)

سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے۔ اور اسی سے ہم تمہیں دوسری دفعہ نکالیں گے۔ (آیت ۵۵) اگر اس آیت سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے تو پھر یہ استدلال کیوں نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی اُسی طرح نطفہ سے پیدا کئے گئے جیسا کہ دوسرے لوگ۔ تا دیانی حضرات بھی غور فرمائیں۔

(۹) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِّنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَ عَلِيٍّ مُّحَلَّقَةٍ ۚ اِنَّ لَكُمْ لَوَ كُوْا
اگر تمہیں جی اٹھنے میں شک ہے تو غور کرو! ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تو تھڑے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو رکھی، پورا بن جاتا ہے اور رکھی، اوصو را رہتا ہے (آیت ۲۲)۔ (۱۰) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً

فِيْ تَرٰۤاٍۭ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا نَّكَسُوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنۡشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرًا ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۝ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا پھر ہم نے اسے ایک مضبوط ٹھہرنے کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے نطفہ کو تو تھڑا بنایا اور تو تھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنایا اور گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں بنائیں اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اسے ایک اور پیدائش دے کر اٹھا کھڑا کیا پس اللہ بابرکت ہے (جو) سب بنانے والوں سے بہتر ہے)۔ (آیت ۱۲ تا ۱۴)۔

(۱۱) وَ مِّنۡ اٰیٰتِہٖۡ اَنْ خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ لَآءَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَّنٰثَرُوْۤا ۚ اِنَّ لَّکُمْ لَآیٰتٍ لِّکُمْ ۚ

اس کے نشانوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر دیکھو تم انسان بن کر پھیل جاتے ہو۔ (آیت ۲۰-۲۱)۔

(۱۲) وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا وَمَا

تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضْمُ الْاَلْبَعْلِمُ ط اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے بنایا اور کوئی عورت حمل میں نہیں لیتی اور نہ جنتی ہے مگر اسے علم ہوتا ہے (۲۵ آیت ۱۱)

(۱۳) هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے (۲۰ آیت ۶۶)

(۱۴) هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذَا اُنْشَاَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا اَنْتُمْ اِحْجَاءٌ فِي بُطُوْنٍ

اُمَمِهْتِكُمْ ؕ وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب تمہیں زمین سے پیدا کرتا ہے اور جب تم اپنی ماؤں کے بیٹوں میں بچے ہوتے ہو (۵۳-۵۴ آیت ۳۲)

(۱۵) وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ كَبَاثًا ؕ اور اللہ نے تمہیں زمین سے سبزہ کے

طور پر اُگایا (۱۱ آیت ۱۵)

(۱۶) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ؕ الْاِنْسَانُ كُوْا۟كِبٌ لّٰوْتَهْرُطُ ؕ سے پیدا کیا (۹۶ آیت ۱۶)

انسان کو پانی سے بنایا

(۱۷) وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ؕ اور ہر زندہ چیز کو ہم نے

پانی سے بنایا تو کیا یہ نہیں مانتے (۲۱-۲۲ آیت ۳۰)

(۱۸) وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّآءٍ ؕ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِيْ عَلَى بَطْنِهٖ ؕ وَ مِنْهُمْ

مَنْ يَمْشِيْ عَلَى رِجْلَيْنِ ؕ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَمْشِيْ عَلَى اَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰۤى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ اور اللہ نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا سو کوئی اُن میں

سے وہ ہے جو اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور کوئی اُن میں سے وہ ہے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور کوئی اُن میں سے وہ ہے جو چار پاؤں پر چلتا ہے اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ ہر

چیز پر قادر ہے (۲۲-۲۳ آیت ۴۵)

۱۹) وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۚ وَكَانَ رَبُّكَ

تدبیر مند وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسب اور سسرال ردوالا بنایا اور
تیرا رب قدرت والا ہے (۲۵- آیت ۵۴) کیا یہ کم قدرت ہے؟

۲۰) اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ لَمْ يَجْعَلْ مِنْ بُعْدٍ ضَعْفٌ تَوَهُ

لَمْ يَجْعَلْ مِنْ بُعْدٍ تَوَهُ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ
"اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری (کی حالت) سے بنایا پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت
کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنایا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا قدرت والا ہے (۲۱- آیت ۲۰)"

۲۱) لَمْ تَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مُبْهِمٍ ۚ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۚ ۵

تَدْرِي مَعْلُومٌ ۚ لَقَدْ زَنَّا ۚ فَنَعْمَ الْقَدِيرُونَ ۚ کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا
نہیں کیا پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا ایک مقرر اندازے تک سوہم اندازہ کرتے ہیں تو کیا
ہی اچھا ہم اندازہ کرنے والے ہیں - (۲۲- آیت ۲۰ تا ۲۲)

۲۲) فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۚ خُلِقَ مِنْ نُّجْمٍ ۚ ۵ يَخْرُجُ مِنْ

بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۚ پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ

گرائے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے - جو بیٹھ اور پسلیوں کے بیچ میں سے نکلتا ہے - (۲۳- آیت ۲۵)

چونکہ نطفہ مرد اور عورت کے ملاپ سے ہی ڈالا جاتا ہے لہذا یہ کہا گیا کہ انسان کو مرد اور عورت

سے پیدا کیا ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

۲۳) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۚ وَ

خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ

اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا - اور ان

دو نسل سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلیں (۲۴- آیت ۱)

۲۴) هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۚ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

لَبَسَكُنْ اِكْبَاهَا فَلَمَّا لَغَشَّهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا" وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے آرام حاصل کرے پھر جب وہ اس پر پردہ ڈالتا ہے تو وہ ایک ہلکا سا بوجھ اٹھا لیتی ہے" (۷-آیت ۱۸۹)

(۲۵) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ اُنْثٰی۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور سے پیدا کیا۔ (۴۹-آیت ۱۳)

(۲۶) هُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ "وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ (۶۷-آیت ۲۳)

(۲۷) اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ۔ ہم نے انسان کو طے ہوئے نطفے سے پیدا کیا ہے۔ (۷۶-آیت ۲)

(۲۸) وَ قَدْ خَلَقْنٰكُمْ اَطْوَا زَاةً اور اس نے تمہیں مختلف حالات میں سے (گوارا کر) پیدا کیا ہے" (۷۱-آیت ۱۳)

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش کا سلسلہ ابتدائی جوڑا سے ہی مرد کے ذریعے نطفہ سے رکھا گیا ہے یہی خدا کا قانون ہے جو شروع سے ہی چلا آتا ہے اب اس کے خلاف یہ کہنا کہ صرف حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے لئے یہ قانون بدلا گیا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ اللہ اپنا قانون ہرگز نہیں بدلتا جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔ وَ كُنْ يَحْيٰى لِمُسَبِّحَةٍ اللّٰهِ تَبٰی بِلَاہِ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ (۲۸-آیت ۲۳) دوستو! اللہ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے قائم کردہ قانون کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے ایک انسان کی خاطر بدل دے کیا اُس وقت حضرت مریمؑ کو کوئی ایسا مرد نہیں ملتا تھا جو اُن کا خاوند بننے کے قابل ہو سکتا جبکہ اللہ نے ہر ایک کا جوڑا بنایا ہے وَ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا۔ (۷۸-آیت ۸) کیا حضرت مریمؑ کا جوڑا

بنانا رنعود بالند، خدا بھول گیا تھا؛ جب اس کا بھی جوڑا تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُس کا جوڑا اُس کو حاملہ نہ کرے بلاشبہ اس موقع پر اکثر اہل اسلام تین غلطیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں پہلی غلطی تو یہ کہتے ہیں کہ ایک انسان کی خاطر اللہ کے قانون کو توڑتے ہیں دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ اللہ کے قول کی تکذیب کرتے ہیں خدا تو یہ کہتا ہے کہ اللہ کا قانون بدلتا ہوا نہ پادگے مگر ایسے حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے لئے یہ قانون بدلا گیا تیسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ بجائے اللہ کا قانون توڑنے کے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کو اس قانون کے ماتحت نہیں لاتے گویا اللہ کے قانون اور اس کے قول دونوں کی تکذیب کرتے ہیں اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ آیا خدا کا قانون توڑنا آسان ہے یا اُس کی پیدائش کو اس قانون کے ماتحت لانا آسان ہے جبکہ اللہ کا ارشاد ہے۔ **فُطِرَتِ اللّٰهُ اَلَّتِیْ فُطِرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِلُ** **یَلٰ** **یَخْلُقِ اللّٰهُ ۝ اللّٰہ کی بنائی ہوئی فطرت پر قائم رہ جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی پیدائش کو کوئی بدل نہیں سکتا ۳۰۔ آیت ۱۲۰) اب حضرت عیسیٰ کی پیدائش کو نطفہ سے نہ ماننا گویا عیسائیوں کے ہاتھوں میں الوہیت مسیح کی یہ دلیل دینا ہے کہ اگر وہ انسان ہوتے تو اُن کی ولادت نطفہ سے ہوتی۔ بلاشبہ یہ کہہ کہ حضرت مریم کو مرد یعنی نطفہ کے ذریعے حمل نہیں ہوا آیات نمبر ۷۷-۷۸ اور ۱۲۳ کو صریحاً جھٹلانا ہے اسی طرح سے یہ کہہ کر کہ حضرت عیسیٰ نطفہ کی حالت میں نہیں رہے آیات نمبر ۱۵۳ و ۱۵۴ کی کھلے طور پر تکذیب کرنا ہے۔**

(۷۷) البتہ آیات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ نہ تو نطفہ سے نہ مٹی سے نہ پانی سے اور نہ مرد و عورت کے ملاپ سے پیدا ہوئے بلکہ اللہ کی قدرت سے حضرت مریم کو حمل ہو گیا جس سے وہ پیدا ہوئے گویا قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات کو جھٹلانا ہے۔ حقیقتاً اُن کی پیدائش کو دوسرے انسانوں کی پیدائش سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا یہ کتنا ظلم ہے کہ ایک انسان کی ولادت کے لئے نہ صرف اپنے پاس سے استثنائ بنایا جاتا ہے بلکہ اللہ کے قانون کو بھی توڑا جاتا ہے حالانکہ اللہ کا قانون ہرگز نہیں بدلتا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ **سُئِلَ**

مَنْ تَدَاوَسْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلَانَا لَا تَجِدُ لِسُلُوتِنَا تَحْوِيلًا یہی ہمارا طریق ان رسولوں سے رہا جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا اور تو ہمارے طریق میں کوئی تبدیلی نہ پائے گا۔ (آیت ۷۷، انفس تو صرف اس امر کا ہے کہ باوجود اپنے مذہب میں ایسی تحریف کرنے اور حضرت عیسیٰؑ کو ایسی خصوصیت دینے سے یہی مسلمان خود کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ اشاعت اسلام اور رسول اللہؐ کی فضیلت میں طرح طرح کی مشکلات پیدا کرتے ہیں اور عیسائیوں کو ان کے باطل عقائد کی تقویت پہنچانے میں خواہ مخواہ کی مدد دیتے ہیں چنانچہ وہ علانیہ کہتے ہیں کہ اسی خصوصیت کا نام الوہیت ہے تو پھر ایسے مسلمان ان کے مقابلے میں بغلیں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں کیونکہ عیسائیوں کے ہاتھوں میں الوہیت مسیحؑ کی سب سے بڑی دلیل ہی ہے کہ جب ان کی والدہ مکرمہ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا تو پھر ایسے حمل سے پیدا شدہ لڑکے میں کیونکر الوہیت نہ ہو اب اس دلیل کے رد کرنے کا مسکت جواب یہی ہے کہ حضرت مریمؑ کو ایک انسان کے ذریعے حمل ہوا۔ ”نہ بالنس رہے نہ بالنسری بجے۔“ برادران اسلام اس بات کو بخوبی ذہن نشین کر لیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا باپ ثابت کر دینے سے مذہب اسلام پر تو کوئی زد نہیں پڑتی مگر عیسائی مذہب کا خاتمہ ہو جاتا ہے بلاشبہ آج تک آپ الوہیت اور انبیت مسیحؑ کے خلاف بہت سے دلائل دیتے رہے ہیں اب ذرا یہ دلیل بھی جو کہ بطور تقناطیسی سرنگ کے ہے دے کر دیکھ لیں کہ کس دلیل سے عیسائیت پر پوری زد پڑتی ہے۔ لطف یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمارے مذہبی راہ نمابرٹے زور شور سے یہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں زیر وزہر کا بھی اپنے پاس سے زہد کرنا کفر ہے مگر دوسری طرف وہ خود ہی حضرت عیسیٰؑ کو انسانی پیدائش کے قانون سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں گویا اِلا کا لفظ اپنے پاس سے زائد کرتے ہیں کیا یہ کفر نہیں؟ ایسے صاحبان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جب خدا نے انہیں مستثنیٰ نہیں کیا تو پھر ہم مستثنیٰ کر کے کیوں عیسائیوں کے باطل عقائد کی تائید کریں۔ بلاشبہ اہل یورپ کی سیاست قابل تعریف ہے کہ نہ صرف مذہبی بلکہ ملکی امور میں بھی مسلمانوں کو خوب دبا کر رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے

دین کا فرنیج و تدبیر جہاں دین ملتا فی سبیل اللہ فساد

كُلُّ نَفْسٍ قَدْ يُوْثِقُہ اور اللہ نے ہر ایک جاندار کو بانی سے پیدا کیا سو کوئی اُن میں سے وہ ہے جو پختہ
ہیٹ پر چلتا ہے اور کوئی اُن میں سے وہ ہے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور کوئی اُن میں سے وہ ہے۔

جو چار رپاؤں پر چلتا ہے اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۲۴- آیت ۴۵)

وہ، يٰلَہٗ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَهْبِطُ بِنُزْلٍ يَّشَآءُ اِنَّا نَاثِرٌ
لَّهٖبِ بِنُزْلٍ يَّشَآءُ الَّذِي كُوْنُہ اَذِيْزٌ وَجْهُہ ذٰلِكَ اِنَّا نَاثِرٌ اَنَّا نَاثِرٌ وَمَا يَخْلُقُ مِنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا

اِنَّہ عَلِيْمٌ قَدِيْمٌ "اللہ کے لئے ہی آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا
کرتا ہے جسے چاہتا ہے لوگیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لٹکے دیتا ہے۔ یادہ اُنہیں ملا دیتا ہے۔

اکچھ لٹکے اور کچھ لوگیاں اور جسے چاہتا ہے مانجھ بنا تا ہے۔ وہ جاننے والا قدرت والا
والا ہے (۲۴- آیت ۴۹ و ۵۰) اب چاہنے سے یہ مراد برگز نہیں ہو سکتی کہ اللہ درختوں سے پیدا کرتا ہے۔

علاوہ ازیں اسی آیت کے ان الفاظ کُنْ فَيَكُوْنُ سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی جاتی

ہے کہ حضرت عیسیٰ بلا باپ کے پیدا ہوئے حالانکہ تمام چیزوں پر جو کہ اللہ کے ارادہ سے ظاہر ہیں
کُنْ فَيَكُوْنُ کے الفاظ ہی پککے جاتے ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

۱۱، بَدِیْنِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوَّادًا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَيَكُوْنُ

"مادہ کے بغیر آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اور جب ایک کام کا حکم کرتا ہے تو اُسے کہہ دیتا ہے

ہو سودہ ہو جاتا ہے۔" (۲- آیت ۱۱۱)

۱۲، اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنَاہٗ اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَيَكُوْنُ "ہمارا فرمان کسی چیز

کے لئے جب ہم اس کا ارادہ کریں صرف یہی ہوتا ہے کہ ہم اُسے کہیں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (۱۷- آیت ۱۱۲)

۱۳، اِنَّمَا اَمْرٌ وَّ اَزَاکَ شَیْءًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَيَكُوْنُ "اس کا حکم جب وہ

کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے صرف یہی ہوتا ہے کہ اسے کہتا ہے ہو جا سودہ ہو جاتی ہے۔ (۳۶- آیت ۱۸۲)

حقیقتاً تمام لوگ خدا کے ارادے سے ہی پیدا ہوتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب برگز نہیں

ہوتا۔ کہ وہ بغیر باپ کے ہی پیدا ہوتے ہیں آخر کچھ تو عقل سے کام لینا چاہئے۔ کیونکہ اللہ کی آیات

پہلے اور اندھے ہو کر گناہوں کی شان کے خلاف ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔
 وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِفُوا حِصَانًا وَحْمِيًّا ۖ نَاهٍ ۖ اور وہ کہ جب انہیں اُن
 کے رب کے حکموں سے نصیحت کی جاتی ہے تو اُن پہ پہلے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے (آیت ۲۵)۔
 غور کیجئے کہ حضرت مریمؑ نے ان الفاظ ”اور مجھے کسی بشر نے چھوٹا نہیں“ سے صرف زمانہ گزشتہ
 میں نہ چھوٹے جانے کی نفی کی ہے مگر اس سے یہ توہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اُسندہ بھی انہیں کسی بشر نے
 نہیں چھوٹا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اُسندہ زمانہ میں تو چھوٹے جانے کی نفی نہیں کی
 گئی۔ اور وہ نفی بھی کیونکہ کر سکتی تھیں۔ جبکہ انہیں کوئی علم غیب ہی نہ تھا۔ اس کی مثال یوں
 سمجھ لیجئے۔ کہ اگر ایک شخص کو یہ دعا دی جائے کہ اللہ تمہیں لڑکا دے گا۔ اور اس کے جواب میں وہ
 یہ کہے کہ ابھی تو میرا نکاح ہی نہیں ہوا اور بعد ازاں اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو کیا اس
 کا یہ مطلب سمجھا جائے گا۔ کہ اس کے ہاں بغیر جوڑے کے ہی لڑکا پیدا ہو گیا۔

در اصل معاملہ یہ ہے کہ جب حضرت مریمؑ کو بیٹے کی خوشخبری دی گئی۔ تو اس وقت وہ مسجد
 میں کام کرتی تھیں جیسا کہ اُن کی ماں نے تذکرانی ہوئی تھی اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ اِذْ قَالَتِ
 اُمُّرَاتُ عِمْرَانَ ذَا الَّذِي نَدُوتُكَ لَكَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَتَرٌ مُّقْتَصِلٌ وَمِنِي ۖ لَئِنْ كُنْتُ
 السَّمِيمَةُ الْعَلِيمَةُ ”جب عمران کی ایک عورت نے کہا۔ میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے
 میں نے آزاد کر کے تیری نذر مانا ہے پس مجھ سے قبول فرما۔ کیونکہ تو سننے والا جاننے والا ہے“ (آیت ۴۶)
 اور ایسی حالت میں انہیں شادی کی کوئی اُمید نہ تھی یہی وجہ ہے کہ لڑکے کی خوشخبری پانے پر انہوں
 نے نہایت تعجب سے کہا ”میرے رب میرے بیٹا کیونکہ ہو گا۔ اور مجھے کسی مرد نے چھوٹا نہیں“ اس
 کے جواب میں اللہ نے فرمایا کہ شادی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں چنانچہ اس
 کے بعد اُن کی شادی ہوئی اور بچہ پیدا ہوئے حقیقتاً حضرت مریمؑ کی شادی کی مثال دے کر یہ
 نمونہ قائم کرنا تھا کہ کوئی عورت خدا کی عبادت یا اللہ کی راہ میں کام کر کے بھی کنواری نہ رہے۔ کیونکہ
 عورت کی غریبی اسی میں ہے کہ اس کا خاوند ہو۔ کہاں یہ پاک نمونہ اور کہاں آج کل تنزہ کا بغیر شادی

رہنا والا کھیر کوئی خوبی نہیں - کیونکہ خواہ مخواہ بھی لوگوں کو عورت کے چال چلن پر انگشت نمائی کا موقع مل جاتا ہے اگر بغیر جوڑے کے نہنا کوئی خوبی ہے۔ تو بتائیے۔

اگر حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ شادی نہ کریں اور بطور رہبان کے رہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا عیسائیوں کو یہ الزام دینا کہ رہبانیت یعنی شادی نہ کرنے کی رسم تمہارے خود نکالی غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ جب اللہ کے نبی اور حضرت مریمؑ خود شادی نہ کریں تو پھر ان کا کیا قصور اس آیت پر غور کیجئے۔ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ آيَاتٍ فَهُمْ لَا يَخْفَوْنَ وَأَبْنَدَ عَوْهَا۔ اور ان لوگوں (عیسائیوں) کے دلوں میں جنہوں نے اس (عیسیٰ) کی پیروی کی ہر بانی اور دم ڈالا اور رہبانیت (کی رسم) انہوں نے خود نکالی (۵۷ - آیت ۷۶) اب اکثر اہل اسلام کا یہ کہنا کہ مذکورہ بالا اشخاص شادی نہیں کی گویا اپنے ہاتھوں سے ہی اللہ کے قول کو جھٹلاتا ہے حالانکہ اس الزام کی تصدیق کے لئے ہی اللہ نے فرمایا کہ رسولوں نے شادی کی جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَكَعَذَابٍ آدُسْنَا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ آدَا حَاجًا ذَرِيَّةً ۖ وَأَوْرَثَهُمْ نِسَاءً وَبَنِينَ ۚ وَبَنِينَ ۚ وَبَنِينَ ۚ اور اولاد بھی دی (۱۳۱) چنانچہ اس آیت میں کسی نبی اور رسول کو شادی نہ کرنے سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

غور کیجئے کہ رسول اللہؐ سے عین پہلے تو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ ہی نبی اور رسول تھے اگر مذکورہ بالا آیت سے ان کی شادی کا ہونا ہی ثابت نہ ہو سکے تو پھر دوسرے رسولوں کی شادی کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے ؟

بلاشبہ اللہ نے ہمیشہ رجال کو ہی نبی اور رسول بنا کر مبعوث کیا ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔ (الف) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوحِيْ اِلَيْهِمْ مِنْ اٰهْلِ الْاَنْفَرِ ۖ (۱۰۹) اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی بستیوں کے رہنے والوں میں سے مردوں کو ہی بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے (۱۰۹ - آیت ۱۰۹)

(ب) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوحِيْ اِلَيْهِمْ ۖ (۱۰۹) اور ہم نے تجھ سے پہلے مرد

ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے (۱۶- آیت ۴۳)

(ج) وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّدْرِكُ الْيُحْيٰى - اور تجھ سے پہلے ہم نے کسی کو نہیں

بھیجا سوائے مردوں کے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ (۲۱- آیت ۷۷)

حقیقتاً ”رجال“ وہی مرد ہو سکتا ہے جس میں قوت رجولیت ہو ورنہ نامرد کو مامور کرنا کوئی

معنی نہیں رکھتا کیونکہ ایسا شخص لوگوں کے لئے کوئی نمونہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ مشہور مثال ہے ۔

”نہ جو رو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا“ عقلمند صاحبان کے لئے غور کرنے کا مقام ہے۔

اکثر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ نے شادی نہیں کی اور اس کے ثبوت میں اس آیت کو

پیش کیا جاتا ہے ”اِنَّ اللّٰهَ يَبْشِّرُ الْيَحْيٰى مَصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا فَحَصُوْا

وَيَسْتَبِشِرُوْنَ الصّٰلِحِيْنَ ؕ اللّٰهُ تَجِبْ يَحْيٰى كِي تَكُوْنُ خَوْفِىٌّ دَلِيْلًا مِّنْ جِهَةِ اللّٰهِ اَلَيْسَ كَلَامُكُمْ سَجًا كَرْنِ دَالَا

اور مردار اور بدیلوں سے رکنے والا اور نبی نیکو کا ردل میں سے ہو گا (۳- آیت ۳۸) درحقیقت حَصُوْا

کے یہ معنی ہیں کہ پاک دامن کی وجہ سے غیر عورتوں کے پاس نہ جانے والا۔ چونکہ حضرت یحییٰ کا قتل

ایک عمت کے معاملہ میں ہوا تھا لہذا یہ الفاظ کہہ کر ان کو اس الزام سے بری کیا گیا۔ چونکہ کسی اور نبی کا قتل

کسی عورت کے معاملہ میں نہیں ہوا لہذا ان کے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے۔

آخر صفائی تو اُسی شخص کی کرنی پڑتی ہے جس پر کوئی جرم لگایا جائے۔ انجیل کی ان

آیات کو ملاحظہ کیجئے۔ ”کیونکہ ہیرودیس نے آپ آدمی بھیج کر یوحنا کو پکڑ دایا اور اپنے بھائی فلپس کی

بیوی ہیرودیس کے سبب سے اُسے قید خانہ میں باندھ رکھا تھا۔ کیونکہ ہیرودیس نے اس سے بیاہ کر

لیا تھا مرقس ۶- آیت ۱۷، پس بادشاہ نے فی الفور ایک سپاہی کو حکم دے کر بھیجا کہ اس (یوحنا) کا سر

لائے اُس نے جا کر قید خانہ میں اُس کا سر کاٹا (۱۷- آیت ۱۷) یوحنا بنی کو ہی قرآن مجید میں یحییٰ کے

نام سے پکارا گیا ہے۔

(۴) اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ مَثَلُ اٰدَمَ مَخْلُوْقَةٍ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ

فَيَكُوْنُ ؕ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال کی مانند ہے اُسے مٹی سے پیدا

کیا پھر اُسے کہا ہو چاہیں وہ ہو جائے (۳- آیت ۵۸)

اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ چونکہ حضرت آدمؑ کا باپ نہ تھا اس لئے حضرت عیسیٰؑ کا بھی باپ نہ تھا قطعاً غلط ہے کیونکہ حضرت آدمؑ کی تو ماں ہی نہ تھی لطفہ کس میں ڈالا جاتا اور اُس وقت لطفہ ڈالنے والا بھی کوئی نہ تھا لہذا باپ کیسے بنانا گدا اس کے برعکس حضرت عیسیٰؑ کی تو ماں تھی اور اُس وقت لطفہ ڈالنے والے بھی موجود تھے اب صرف حل طلب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ کو حمل کس نے کیا؟ لہذا بغیر باپ کے پیدا ہونے کی مثال ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کو نہ تو ماں نے حمل میں لیا اور نہ جنا اور نہ دودھ پلایا مگر اس کے خلاف حضرت عیسیٰؑ کو اُس کی ماں نے حمل میں لیا۔ جنا اور دودھ پلایا۔ بلاشبہ یہاں مثال مٹی سے بنائے جانے کی دی گئی ہے جیسے حضرت آدمؑ کو مٹی سے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو۔ نہ صرف اُن کو بلکہ تمام لوگوں کو مٹی سے پیدا کیا جاتا ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَتَشَكَّرُونَ ۝ اور اس کے نشانوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر دیکھو تم ان بن کر پھیل جاتے ہو ۲۰۔ آیت ۲۰۔ دراصل مٹی سے بنائے جانے کی مثال دے کر عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نہ تو خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے۔ بلکہ حضرت آدمؑ کی طرح ایک بشر تھے۔ مگر انفس اکثر اہل اسلام اس مثال کو چھوڑ کر بغیر باپ کے پیدا ہونے کی مثال کو از خود بنالیتے ہیں۔ جس سے عیسائیوں کے باطل عقاید پر تو کوئی زد نہیں پڑتی بلکہ اُلٹی اُن کی تائید ہو جاتی ہے ایسے صاحبان اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جس کی ماں نہیں ہوتی اس کا باپ بھی نہیں ہوتا مگر جس کی ماں ہو اس کا باپ ہونا ضروری ہے کیونکہ تمام لوگ وَالِدٌ وَمَا وَلَدَ کے ماتحت باپ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل یہاں آدم سے مراد عام آدم مراد ہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرَكُمْ ثُمَّ قُلْنَا اِلٰهَ رَبِّكُمْ كَيْفَ اسْجُدْ لِلْاَدَامِ ۝ اور یقیناً ہم نے تم کو پیدا کیا پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو ۲۱۔ آیت ۲۱۔ جو کہ عورتوں سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰؑ بھی ایک عورت سے ہی پیدا ہوئے

تھے علاوہ انہیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی مثال حضرت آدمؑ کی پیدائش کی طرح ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت آدمؑ تو ابتدا میں بنائے گئے تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ اس وقت جب کہ دنیا میں لوگوں کی آبادی کثرت سے بڑھ چکی تھی اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر اس کی نسل ایک ننھوڑے ٹھہرائی (جو) کمزور پانی میں آجاتا ہے (۳۷-آیت، ۸) حقیقتاً شروع میں نہ صرف حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو بلکہ تمام جاندار خیر۔ باقعی گھوڑا اور اونٹ وغیرہ کے جوڑوں کو بھی بغیر باپ کے ہی پیدا کیا گیا تھا تاکہ ایک قانون کے ماتحت دنیا کی آبادی کا سلسلہ شروع ہو۔ چنانچہ جوڑا بنائے جانے کے بعد پیدائش کا سلسلہ نطفہ سے رکھا اور اسی کو دہرایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔

(الف) قُلِ اللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ "کہہ اللہ ہی پہلے پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ ہے۔ (۱۰-آیت ۳۴) فَآتٰى نُوْرًا كَوْنٍ پھر تم کہاں سے الٹ جاتے ہو
(ب) اَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ "بھلا کون مخلوق کو پہلے پیدا کرتا ہے پھر اُسے لوٹاتا رہتا ہے۔ (۲۷-آیت ۶۴)

(ج) اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَيْدُهُ "کیا وہ غور نہیں کرتے کس طرح اللہ پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اُسے دوبارہ پیدا کرتا ہے یہ اللہ پر آسان ہے۔ (۲۹-آیت ۱۹)

(د) اَللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ "اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے دوبارہ پیدا کرتا ہے۔ (۲۰-آیت ۱۱)

(هـ) وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلٰیكَ ۖ "اور وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ پیدا کرتا ہے اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔ (۳۰-آیت ۲۷)

(و) اِنَّهُ هُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلٰیكَ ۖ "اور بار بار بناتا ہے۔ (۸۵-آیت ۱۴)

خدا جانے مسلمانوں کو اس بات کے مانتے سے کہ بار بار دہرائے جانے والے قانون کے ماتحت حضرت عیسیٰؑ مرد کے لطف سے بنائے گئے تھے۔ کیا دیکھ پہنچتا ہے حالانکہ جناب رسالت مآبؐ کی پیدائش کو بغیر کسی حیل و حجت کے اسی قانون کے ماتحت تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ غیرت کی جا رہے کہ حضرت عیسیٰؑ تو روح سے پیدا ہوں اور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لطف سے۔

(۴۱) وَبَكَّرْنَاهُمْ وَتَوَلَّوْهُمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ ۖ فَهَمَّ نَاعِظِيْمًا ۖ وَرَأَىٰ سَبَبَ كُفْرٍ ۖ

کے مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے (۴۱-۴۲) آیت ۱۵۶)

اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اگر حضرت مریمؑ کا خاوند ہوتا تو پھر ان پر زنا کا الزام نہ لگایا جاتا بالکل غلط ہے کیونکہ شادی شدہ عورتوں پر بھی زنا کا الزام لگایا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بھی لگایا گیا اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَكَوْكَأَازِمْ مَعْمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا اِنْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ عٰظِمُوْنَ ۖ هٰذَا جُتُنَا عَظِيْمَةٌ ۖ اور جب تم نے اسے سنا تو کیوں نہ کہا کہ ہمیں یہ مناسب نہیں کہ اس کے متعلق باتیں کریں (اے اللہ) تیری ذات پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے۔ (۲۴-۲۵) آیت ۱۶) دوستو! کسی عورت پر زنا کا الزام لگانے سے تو ہرگز یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ اس کا خاوند نہیں۔

(۵۱) اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ سَوَّلَ اللّٰهُ وَكَلِمَتُهُ ۖ اَلْقَاهَا اِلَىٰ مَرْيَمَ

وَرُوْحٌ مِّنْ رَّبِّهِ ۖ مَسِيْحٌ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ مَرَّتِ اللّٰهُ كَارِسُوْلٌ ۖ هُوَ ۖ اِسْمُ الْيَسُوْعَی ۖ

کی طرف اتفاق کی اور اس کی طرف سے روح ہے کلیمہ۔ آیت ۱۵۱)

مذکورہ بالا آیت کے الفاظ کَلِمَتُهُ اور رُوْحٌ مِّنْ رَّبِّهِ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر

باپ کے پیدا ہوئے قطعاً غلط ہے کیونکہ اللہ کے کلمات کی تو کوئی مدد ہی نہیں اور ہر انسان میں اللہ

ہی روح ڈالتا ہے تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو گا کہ تمام لوگ بلا باپ کے پیدا ہوتے ہیں۔ ذیل

کی آیات پر غور کیجئے۔

(الف) اِنَّا مَوْدُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاَمْرِ اَلَّذِيْ يُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَتِهِ وَتَسْمَعُوْهُ

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ سو اللہ پر ایمان لاؤ اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے کلموں پر

ایمان لاتا ہے اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ اور ۱۵۸ آیت

(ب) قُلْ تَزَوَّجُوا الْفُقَرَاءَ مِنْكُمْ اِذَا لَكُمْ مَالٌ لَّيْسَ بِجُنَاحٍ عَلَیْكُمْ اِنْ تَزَوَّجْتُمْ مِنْهُمْ اَوْ لَا تَزَوَّجْتُمْ اِنْ تَزَوَّجْتُمْ فَخَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ لَا تَزَوَّجْتُمْ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ تَزَوَّجْتُمْ مِنْهُمْ اَوْ لَا تَزَوَّجْتُمْ اِنْ تَزَوَّجْتُمْ فَخَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ لَا تَزَوَّجْتُمْ اِنْ تَزَوَّجْتُمْ فَخَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ لَا تَزَوَّجْتُمْ

رَبِّیْ وَ كُنْزِیْ وَ حِلْمِیْ مَدَّ ذَاہُ كہہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائے

تو سمندر ختم ہو جائے گا قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں گو ہم اسی پیسا اور اس کی

مدد کو لائیں ۱۵۹ آیت

(ج) وَ كُنْزِیْ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَوْ اَمْلَکٍ وَّ الْبَحْرِ مِمَّا كَسَبْتُمْ ۚ مِنْ بَعْدِ سَبْعَةِ

اَمْجُجٍ مَا لَیْسَ بِكَلِمَاتٍ اَللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ اور اگر جو درخت زمین میں ہیں

سب قلعیں بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو اس کے بعد سات سمندر اور ہوں تو اللہ کی باتیں ختم نہ

ہوں اللہ غالب مکت والا ہے ۱۶۰ آیت

وَدَّ بَدَا اَخْلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ طِیْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ

مَاءٍ مَّعِیْنٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوحِیْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ

الْاَفْئِدَ ۚ وَ قَلِیْلٌ مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر اس کی نسل

ایک پنچور سے ٹھرائی جو کہ در پانی میں آجاتا ہے پھر اسے ٹھیک بنایا اور اپنی روح اس میں

پھونکی اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے بہت ہی کم تم شکر کرتے ہو ۱۶۱ آیت

(د) فَاِذَا اسْمُوْهُ ۚ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوحِیْ فَقَعُوْا اَلۡسُلٰسِلَ ۙ مِنْ سَوۡجِبۡتٍ ۙ

اِسۡمٰی لَّیْسَ بِكَلِمَاتٍ اَللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ اور اپنی روح اس میں پھونکوں تو تم نے اس کے لئے ڈرا بندوبست کرتے

ہوئے کہ پڑنا ۱۶۲ آیت

دراصل روح منہ کے الفاظ کہہ کر ایک طرف تو یہودیوں کو یہ بتلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ

ناجائز طور پر پیدا نہیں ہوئے گویا حضرت مریم پر زنا کا الزام لگانے کی تردید کی گئی اور دوسری

طرف عیسائیوں کو یہ بتلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ میں بھی خدا نے ہی روح ڈالی تھی لہذا وہ خدا یا خدا

ان کو اللہ کے کلمات بہت سی باتیں کہہ رہے ہیں

کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہر انسان میں خدا ہی روح ڈالتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ اب ایسے فلسفہ کو جس سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی جڑ ٹٹ جاتی ہے چھوڑ کر نتیجہ نکالنا کہ حضرت عیسیٰ بلا باپ کے پیدا ہو گئے تھے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید کی بجائے تائید ہو جاتی ہے۔

(۱۶) قَالَتْ اَنْتِ يَكُوْنُ بِنْتٌ لِّمَنْسِيْنٍ بَشَرٌ وَلَمْ اَكْ بَغِيًّا ۚ حضرت مریم نے کہا میں لڑکا کس طرح ہو گا حالانکہ مجھے کسی انسان نے چھوئے انہیں اور نہ میں بدکار ہوں (۱۷) یہی وہ معرکتہ الاراءیت ہے جس سے اکثر اہل اسلام یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت مریم (ؑ) کی خوشخبری بانے کے بعد بھی تمام عمر کنواری رہیں اب یہ نتیجہ ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ حضرت زکریاؑ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے جو کہ انہوں نے بیٹے کی خوشخبری بانے پر کہے۔ یہ نتیجہ نکالنا ان کی زود محترمہ تمام عمر بچھڑ رہیں چونکہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش میں ایک گہرا تعلق ہے یہی وجہ ہے کہ دونوں کی پیدائش کا ذکر بھی قرآن پاک میں ایک ساتھ آتا ہے اس لئے یہ زیادہ مناسب ہو گا۔ کہ ناظرین کی سہولت کے لئے ذیل میں دونوں کی پیدائش کا مقابلہ کیا جائے تاکہ آپ صاحبان کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

بشارت اور ولادت حضرت مسیح علیہ السلام

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ رَّبِّكَ ۚ
هَبْ لَكَ عَلٰمًا ۚ كَيْتَا ۚ قَالَتْ اَنْتِ يَكُوْنُ
بِنْتٌ لِّمَنْسِيْنٍ بَشَرٌ وَلَمْ اَكْ
بَغِيًّا ۚ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰی
هٰٓیْئِهٖ ۚ فَحَمَلَتْهُ
فَاَنْبَذَتْ بِهٖ مَّكَانًا تَصِیَْٔاهُ فَاَجَآءَ
هَا الْمَخَاضُ اِلٰی حِذْنِ الْعُخْلَةِ ۚ وَتَاَلَتْ

بشارت اور ولادت حضرت یحییٰ علیہ السلام

یٰۤاٰکْرِمٰی اِنَّا نَبْشِرُکَ یَعْلٰمًا ۚ
یَحٰییَہٗ ۚ لَمْ نَجْعَلْ لَہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۚ قَالَ
رَبِّ اَنْتِ یَكُوْنُ بِنْتٌ لِّمَنْسِيْنٍ بَشَرٌ وَلَمْ اَكْ
بَغِيًّا ۚ قَالَ کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلٰی
ہٰٓیْئِہٖ ۚ فَحَمَلَتْہُ
فَاَنْبَذَتْ بِہٖ مَّکَانَ تَصِیَْٔاہٖ ۚ فَاَجَآءَ
ہَا الْمَخَاضُ اِلٰی حِذْنِ الْعُخْلَةِ ۚ وَتَاَلَتْ

خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۚ لَّعَلَّكُمْ تَزْكُرُوا
 تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں اس کا نام
 یحییٰ ہے ہم نے اس کا کوئی نظیر پہلے نہیں
 بنایا کہا میرے رب میرے لڑکا کیسے ہوگا
 اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بڑھا چلے
 کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں کہا ایسا ہی ہوگا۔ تیرے
 رب نے فرمایا ہے یہ محمد پر آسان ہے اور پہلے
 میں نے تجھے پیدا کیا اور تو کچھ چیز نہ تھا۔
 اے یحییٰ کتاب
 کو مضبوطی سے پکڑ ۱۹۔ آیت ۷ تا ۱۲

يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۚ لَّعَلَّكُمْ تَزْكُرُوا
 مَنِّي ۖ اِنَّ اُس نے کہا میں صرت تیرے رب
 کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں
 (حضرت مریم نے) کہا میرے لڑکا کیسے ہوگا۔ حالانکہ
 مجھے کسی انسان نے چھوڑا نہیں اور نہ میں بدکار
 ہوں اس نے کہا ایسا ہی ہوگا تیرا رب کہتا ہے یہ
 محمد پر آسان ہے پھر مریم
 نے اُسے حمل میں لیا اور اس کے ساتھ الگ
 ہو کر دُور چلی گئی پھر دردِ زہ اُسے کھجور کے تنے
 کی طرف لے آیا کہنے لگی اے کاش میں اس سے
 پہلے مر جاتی اور بھولی بسری ہوتی ۱۹۔ آیت ۱۷ تا ۲۱

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری
 دی گئی تو انہوں نے دو اعتراض کئے کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بہت بوڑھا ہوں اسی طرح سے
 جب حضرت مریم کو بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے بھی دو اعتراض کئے کہ نہ تو مجھے خاوند نے
 چھوڑا اور نہ میں بدکار ہوں اعتراضوں کے جواب میں یہی کہا گیا کہ یہ اللہ پر آسان ہے یعنی بیٹیل کے
 پیدا ہونے کے متعلق جو رکاوٹیں ہیں اُن کا ہٹا دینا آسان ہے۔

غور کیجئے کہ جب بیمار عورت کے لئے ڈاکٹر اور کنواری عورت کے لئے خاوند کا مہیا کر
 دینا کوئی مشکل امر نہیں تو پھر اس بات کے کہنے کی کوئی حاجت نہیں رہتی کہ دونوں کو خدا کی قدرت
 سے حمل ہٹا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ کذلک ایسا ہی ہوگا جو کہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ
 دونوں کے لئے استعمال کئے گئے ہیں یہی اشارہ پایا جاتا ہے کہ لڑکے اسی طریقہ سے
 پیدا ہوں گے جیسا کہ دنیا میں پیدا ہوتے ہیں تاکہ اللہ کے قانون لاتبدیل سنت اللہ پر کسی کو

کوئی اعتراض کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

بلاشبہ بیٹوں کی خوشخبری دینے جانے پر ایک عورت تو بانجھ تھی اور دوسری کنواری۔
 نہ تو بانجھ کے بیٹا پیدا ہو سکتا ہے اور نہ کنواری کے گویا بانجھ پن اور کنوار پن بیٹا پیدا ہونے کی
 رکاوٹیں تھیں چنانچہ جب تک یہ رکاوٹیں رہیں کسی کے ہاں بیٹا پیدا نہ ہوا حالانکہ بانجھ عورت کا خاوند
 بھی موجود تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ دونوں عورتیں بیٹوں کو خوشخبری پانے کے بعد
 بھی بانجھ اور کنواری رہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خوشخبری کے بعد بیٹوں کا پیدا ہونا ہی ثابت کرتا ہے
 کہ بانجھ پن اور کنوار پن سہٹ گیا۔ بانجھ پن بیٹے کے متعلق اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ **وَكَانَتْ جُنَّةً لَّهِ**
وَدَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰى وَآٰصَلْنَا لَهُ ذُرِّيَّةً ۝۱۰ ”سو ہم نے اُس (زرکریا) کی دعا قبول کی اور اُسے
 یحییٰ دیا۔ اور اُس کی عورت کو اس کے لئے اچھا کر دیا۔“ (آیت ۱۰) چونکہ بانجھ پن ایک بیماری
 تھی جس کا علاج کیا گیا اور اللہ نے شفا دی یہی وجہ ہے کہ اچھا کرنے کو اللہ نے اپنی طرف منسوب
 کیا کہ حقیقت ہر بیمار کو شفا اللہ ہی دیتا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ بیماری کا علاج
 نہیں کیا گیا۔ ”اللہ نے تو کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کے لئے شفا بھی پیدا کی ہے۔“ (بخاری)
 اس کے بالمقابل حضرت مریمؑ کا کنوار پن کوئی بیماری نہ تھی جو خدا کو یہ کہنے کی ضرورت
 پڑتی کہ ہم نے اس کا کنوار پن ہٹا دیا۔ البتہ کنوار پن کا علاج خاوند ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کے لئے
فَحَمَلَتْهُ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں یعنی حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو حمل میں لیا جیل میں
 لینا ہی ثابت کرتا ہے کہ کنوار پن جاتا رہا اور کنوار پن ہمیشہ مرد کے ہی ذریعے جاتا ہے جس کی تشریح
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کر دی۔ کہ حضرت مریمؑ کو اُسی طریق پر حمل ہوا جس طرح دوسری عورتوں
 کو ہوا کرتا ہے اگر اللہ نے اپنی قدرت سے اُنہیں حاملہ کر دیا تھا تو پھر ایسے فعل کی نسبت کو اپنی طرف کیوں
 منسوب نہ کیا۔ کیا رفوذ باللہ! اللہ کو بھی کسی کا ڈر تھا؟ حالانکہ وہ قادر مطلق جو کام اپنی قدرت سے
 کرتا ہے اُن تمام کاموں کے کہنے کی نسبت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔

درحقیقت **حَمَلَتْهُ** کے معنی مرد سے ہی حمل لینے کے ہوتے ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے

۱۱) اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَرْزُقُهَا اللّٰهُ

جانتا ہے جو ہر ایک مادہ حمل میں لیتی ہے اور جسے رحم گھلاتے ہیں اور جسے وہ برپا کرتے ہیں (۱۱-۱۳)

۱۲) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ هَمْلَكْتُهُ اُمًّا وَهُنَّا عَلٰى وَهْنٍ اور

ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے حق میں تاکید کی کہ وہ اس کی ماں ضعف پر ضعف

کی حالت میں اُسے اٹھاتی ہے (۱۲-۱۴ آیت ۱۴)

۱۳) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا مَا هَمْلَكْتُهُ اُمًّا كُنْهَا وَوَصَّيْتُهُ

کُوْهَا ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیکی کا حکم دیا ہے اس کی ماں نے اُسے

تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور اُسے تکلیف سے جتا (۱۴-۱۵ آیت ۱۵)

آیت نمبر ۱۱ میں باوجود خاوند کا قرینہ نہ ہونے کے پھر بھی یہی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تمام

عورتیں اپنے مردوں سے ہی حمل لیتی ہیں تو پھر حضرت مریم کے حق میں بھی اسی استدلال کو کیوں

نہ سچا مانا جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ بعض عورتیں ناجائز طور پر بھی حمل لے لیتی ہیں مگر پھر بھی

مرد کے بغیر تو حمل نہ ہوا۔ مگر حضرت مریم کی شان میں ہرگز ایسا نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہودیوں

کا اُن پر یہی الزام تھا۔ جس کی تردید اللہ نے کر دی۔ چنانچہ انہیں صدیقہ کے خطاب سے پاکرا

گیا۔ وَ اُمُّهُ صِدِّيقَةٌ اور اس کی ماں صدیقہ تھی (۱۵-۱۶ آیت ۱۶) اگر یہ کہا جائے کہ تمام

عورتیں خدا کی قدرت سے حمل لیتی ہیں تو کیا پھر اس سے یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ ایسی عورتوں کے

خاوند نہیں ہوتے یا انہیں بغیر مرد کے چھونے کے ہی حمل ہو جاتا ہے؟

حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے وقت اُن کی والدہ مکرمہ کو دروزہ کا ہونا اور ایسی تکلیف

اور سفر کی حالت میں اُن کو یہ حکم دینا وَهَرٰنٰى اِلَيْكَ بِحَدِّ الْعُكْلَةِ تَسْقِطُ عَلَيْكَ

رُطْبًا جَنِيَّةً اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاتے ہوئے تازہ کی کھجوریں جھڑپڑیں گی (۱۷-۱۸ آیت ۱۷)

مات ثابت کرتا ہے کہ یہ حمل خدا کی قدرت سے نہ تھا۔ کیونکہ اگر اس حمل میں کچھ بھی غیر معمولی طور پر قدرت

کا ہاتھ ہوتا تو پھر ضرور حضرت مریم کو دردِ زہ سے بچایا جاتا اور ہوا یا فرشتوں کے ذریعے اُن پر

پکی کھجوریں درخت سے گرادی جاتیں جب حمل کا کرنا خدا کی قدرت میں تھا تو کیا این دو نفل باتوں کا کرنا اس کی قدرت سے باہر تھا۔ ایک عورت کو حاملہ کر دینا مگر دردِ زہ کے وقت اس کی کوئی مدد نہ کرنا ہرگز مقتضائے عقل نہیں حالانکہ ایک معمولی انسان بھی جب عورت کو حاملہ کرتا ہے تو دردِ زہ کے وقت اس کی ہر طرح سے خبر گیری کرتا ہے دراصل بات یہ ہے کہ جیسے دردِ زہ اور کھجوریں گرانے کے متعلق اللہ کا قانون نہیں بدلا گیا اسی طرح سے حمل کے متعلق بھی مگر یہ نکتہ اکثر مسلمانوں کی سمجھ سے بالاتر ہے اگر حضرت عیسیٰؑ بغیر حمل اور دردِ زہ کے ہونے کے ہی پیدا ہو جاتے تو اس صورت میں اُن کی ولادت ایک معجزہ ہی سمجھی جاتی۔ ورنہ ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں دردِ زہ کے ہونے میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا کہ حضرت عیسیٰؑ گناہگاروں کے نجات دہندہ نہ تھے کیونکہ جب وہ اپنی ماں کو ہی اس تکلیف سے نہ بچا سکے تو پھر دوسرے لوگوں کو گناہوں کی سزا سے کیونکر بچا سکتے ہیں۔ حالانکہ دردِ زہ کا ہونا بھی گناہ کی سزا ہے۔ جیسا کہ عیسیٰؑ کہتے ہیں کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے عورت کو یہ سزا ملی تھی کہ ”درد سے تو لڑکے جنے گی“ (پیدائش ۳۔ آیت ۱۶) مگر انیسویں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے بھی حضرت آدم کے گناہ کا ازالہ نہ ہو سکا۔ اور ہوتا بھی کیونکہ جبکہ اُن کی اور دوسرے لوگوں کی پیدائش میں کوئی فرق ہی نہ تھا۔

اگر یہ کہا جائے کہ ان آیات میں حضرت مریمؑ کی شادی کا کوئی ذکر نہیں تو پھر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ اُن کی شادی نہیں ہوئی اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ مذکورہ بالا مقابلہ میں حضرت یحییٰؑ کے متعلق یہ ذکر نہیں کیا گیا۔ کہ اُن کی والدہ مکرمر نے اُن کو حمل میں لیا اور جنا تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ بغیر حمل میں لینے اور جننے کے ہی پیدا ہو گئے تھے جو جواب اس کے متعلق دیا جائے وہی حضرت مریمؑ کی شادی کا ذکر نہ کرنے کے متعلق سمجھ لیا جائے۔ حضرت! آج ایک لڑکی کنواری ہے تو کل اس کی شادی ہو جاتی ہے شادی ہونے میں تو کوئی دیر نہیں لگتی صرف پانچ منٹ کا کام ہوتا ہے چنانچہ حضرت مریمؑ کا تول بھی یہی ہے کہ ”مجھے کسی مرد نے نہیں چھوڑا گویا گذشتہ زمانہ میں نہ چھوئے جانے کی نفی کی گئی ہے مگر اس کے یہ

معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ آئندہ بھی اُن کی شادی نہیں ہوئی اور نہ رخصتانہ ہوا۔ اور نہ کسی مرد نے اُن کو چھوڑا۔ اسی طرح سے اگر کسی عورت کو بغیر خاوند کے چھوڑنے کے ہی طلاق دی جائے اور بعد ازاں اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ بغیر مرد کے چھوڑنے کے ہی بچہ پیدا ہو گیا ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اَلْحُجْنَاحُ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوْهُنَّ ۚ ثُمَّ لَا کُفٰی لَکُمْ اَنْ تَعْتَدُوْا

اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو جب کہ تم نے ابھی اُن کو چھوڑا نہ ہو (۲- آیت ۲۳۶)

(۲) اِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ لَمْ تَمْسُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمْسُوْهُنَّ مِنْ جَدِّ وَ

تَعْتَدُوْا لَهَا ۚ جَبْ تَمْسُوْنَهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمْسُوْهُنَّ مِنْ جَدِّ وَ تَعْتَدُوْا لَهَا ۚ جَبْ تَمْسُوْنَهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمْسُوْهُنَّ مِنْ جَدِّ وَ

اُنہیں چھوڑو تو تمہارے لئے اُن پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔ (۳- آیت ۴۹) اگر بعض عورتوں

کو بغیر مرد کے چھوڑنے کے ہی حمل ہو جاتا تھا تو پھر انہیں ان احکام سے ضرور مستثنیٰ قرار دینا

چاہئے تھا۔

(۳) قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبِّکَ هُوَ عَلٰی هٰذَا ۚ وَ لَمَّا مَسَّکَ اٰیَةً ۚ فَلَمَّا مَسَّکَ اٰیَةً ۚ

رَحْمَةً ۚ مِّنْهُ ۚ وَ کَانَ اُمْرًا مُّخْفٰی ۚ اس نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ تیرا رب کہتا ہے یہ مجھ پر آسان

ہے اور تاکہ ہم اُسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ امر فیصلہ شدہ ہے۔

مذکورہ بالا آیت کے (۱) الفاظ یہ مجھ پر آسان ہے اسے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اللہ پر

حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنا آسان تھا حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ

نے قرآن پاک میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ کسی شخص کو بغیر باپ کے پیدا کر دینا مجھ پر آسان ہے

بلکہ یہ ارشاد ہے کہ دنیا میں رائج شدہ طریقہ پر پیدا کر دینا آسان ہے ذیل کی آیت ملاحظہ کیجئے۔

(۴) اَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُخْرِجُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ۚ ثُمَّ یُعِیْدُوْهُ ۚ اِنَّ ذٰلِکَ عَلٰی اللّٰهِ

یَسِیْرٌ ۚ کیا وہ غور نہیں کرتے کس طرح اللہ پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے دہراتا ہے۔

یہ اللہ پر آسان ہے (۲۹- آیت ۱۹)

(ب) وَهُوَ الَّذِي يُبْدِئُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ (۲۰-آیت ۲۱)

ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹا، رہتا ہے اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔ (۲۰-آیت ۲۱)
 دراصل اللہ کے نزدیک حضرت مریمؑ کے لئے خاوند کا مہیا کر دینا ہی آسان تھا۔ نہ کہ لہجہ
 باپ کے پیدا کر کے اپنے قانون کو توڑنا کیونکہ اگر اللہ خود ہی اپنے قانون کو توڑ دے تو پھر اس
 کا اپنے بندوں کو یہ نصیحت کرنا یا اِیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُوْنُ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝
 کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ لے لوگو جو ایمان لائے ہو تم کہیں
 وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں اللہ کے نزدیک یہ سخت بیداری کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو
 تم کرتے نہیں۔ (۱۱-آیت ۱۲) اس کی شان کے شایان نہیں خدا جانے اس آیت کے ایسے
 معنی کیوں کئے جاتے ہیں؟ جس سے ایک تو اللہ کے قانون پر زبرد پڑے اور دوسرے عیسائیوں
 کو رسول اللہ صلعم کی فضیلت پر شکستہ چینی کرنے اور اپنے باطل عقاید کو تقویت پہنچانے کا موقع
 مل جائے۔

اسی آیت کے ان الفاظ "تاکہ ہم اُسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے رحمت
 بنائیں" سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا کئے گئے قطعاً غلط ہے کیونکہ اللہ نے ہر ایک
 انسان کو اپنا نشان قرار دیا ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ
 تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ مُّتَّبِعٌ ۝ اور اس کے نشانوں میں سے یہ کہ تمہیں مٹی
 سے پیدا کیا جاتا ہے پھر دیکھو تم انسان بن کر پھیل جاتے ہو۔ (۲۰-آیت ۲۱) کیا اب اس آیت
 کا یہ مطلب ہوگا کہ تمام انسان بغیر باپ کے پیدا ہوتے ہیں؟ نہ صرف انسانوں کو بلکہ انسانی وغیرہ
 کو بھی نشان قرار دیا گیا ہے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں۔

(و) لَقَدْ کَانَ بَنیُّ یٰقُوْسَ وَرَاحُوْتَہٗمَ اٰیٰتٍ لِّنَّاسٍ ۝ (۱۲-آیت ۱۳)

اس کے بھائیوں میں پہنچنے والوں کے لئے نشان ہیں۔ (۱۲-آیت ۱۳)
 (ب) قَدْ جَاءَ نَکْمَہٗ بَیِّنٰتٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۖ هٰذِہٗ نَاقَۃُ اللّٰهِ لَکُمْ اٰیٰۃٌ۔

تھی تو اس نے اس کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا ہم کس طرح اس سے کلام کریں جو راہی کل، جھوٹے میں لڑکا تھا بیٹے نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔ اور مجھے برکت والا بنایا جہاں کہیں میں رہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں ۱۹۔ آیت ۲۷ تا ۳۱)

(۵) مذکورہ بالا آیات سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت مریم حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے پر اُن کو اپنی گود میں اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائی تو اس کی قوم نے یہ اعتراض کیا کہ اے مریم تیرا باپ، بڑا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی تو تم نے ناجائز طور پر یہ بیٹا کیسے جن دیا۔ اس پر ماں نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر حضرت عیسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔

اب اس نتیجہ پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ماں جانتی تھی کہ اُس نے حمل کیسے لیا لہذا جواب دینا ماں کا فرض تھا نہ کہ لڑکے کا۔ اگر یہ کہا جائے کہ لڑکے نے جواب دیا تو اس آیت کے خلاف ہے۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا ۚ اور اللہ نے تمہیں تمہاری مائیں کے پیٹوں سے پیدا کیا تم کچھ بھی نہ جانتے تھے ۱۶۔ آیت ۷۸) اگر بغرض محال اس بات کو مان بھی لیا جائے کہ لڑکے کا جواب دینا معجزہ تھا تو پھر بھی لڑکے نے نہ تو اپنی پیدائش کے متعلق کچھ کہا اور نہ اپنی ماں کو یہودیوں کے الزام سے بری کیا بلکہ یہ کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔ اب یہودیوں کے اعتراض اور حضرت عیسیٰ کے جواب کا آپس میں کوئی ربط نہیں ہو سکتا گویا اس پر یہ مثال صادق آتی ہے "سوال از آسمان جواب از زمین" واللہ کیا خوب ہی معجزہ ہے۔ اس پر اور کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ یہ فلت تذبذب کا نتیجہ ہے یہی وجہ ہے کہ سوال اور جواب میں مطابقت کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی

(ب) ایک طرف تو مذکورہ بالا آیت کی رو سے یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کو پیدا ہوتے ہی کتاب

اور نبوت مل گئی تھی۔ اور دوسری طرف اس آیت، مَا كُنْتُ نَذِيًّا مَّا الْكِتَابُ وَلَا إِلَهُ مَانُ۔
 "تو نہ جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان" (۴۲۔ آیت ۵۲) کی رو سے یہ کہنا کہ حضرت محمد رسول اللہ
 کو چالیس سال تک کتاب اور ایمان کا علم نہ ہو سکا۔ صریحاً حضرت عیسیٰؑ کو خود ہی نفیست دینا ہے
 جس سے عیسائی مسلمانوں پر یہ حجت قائم کرتے ہیں کہ اصل نبوت تو حضرت عیسیٰؑ کی تھی جنہوں
 نے پیدا ہوتے ہی کہا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں اور حضرت محمدؐ کی نبوت رنعود باللہ، خدا کی
 طرف سے نہ تھی۔ بلکہ دنیاوی تجربات کی بنا پر تھی کہ چالیس سال کے اونچ نیچ دیکھنے کے بعد
 کہا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں حالانکہ حضرت عیسیٰؑ کے جواب سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ اُس
 وقت وہ بڑی عمر کے تھے کیونکہ دودھ پیتے بچے کو نبوت اور کتاب کا دینا ایک بے معنی
 بات ہے اس طرح سے اُسے ناز پرٹھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دینا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔
 خدا جانے حکمت والے قرآن مجید کی ان آیات کے ایسے معنی کیوں کئے جاتے ہیں؟ جن
 سے اہل اسلام اپنے مذہبی دلائل کو تو کوئی تقویت نہیں دیتے بلکہ عیسائیوں کو اپنے باطل
 عقائد کے مضبوط کرنے اور رسول اللہؐ کی نبوت اور رسالت پر خواہ مخواہ کی ہکتہ چینی کرنے
 کا موقع دیتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ ایسی قرآن دانی پر بڑا فخر کرتے ہیں۔ ایسے حضرات
 اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جب قرآن کریم کے الفاظ کے کئی معنی ہو سکتے ہیں تو پھر وہ معنی کیوں
 کئے جائیں جو کہ عیسائیوں کے باطل عقائد کو تقویت دینے کا موجب ہوں۔ کیا کلام ربانی
 اسی واسطے نازل کیا گیا تھا؟

(ج) دراصل بات یہ ہے کہ حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کو کچھ عرصہ اپنے رشتہ دار مل کے
 پاس رہنے کے بعد گدھے پر سوار کر کے اپنی قوم کے پاس لائی تو حملہ کے معنی جانور پر سوار
 کرنے کے ہوتے ہیں اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَلَا عَلَى الَّذِينَ يَبْنِي إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ
 نَحْنُ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِمْ" اور نہ اُن پر الزام ہے کہ جب وہ تیرے
 پاس آئے کہ تو انہیں سواری دے تو نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا جس پر تمہیں سوار کر دوں (۱۱۴)

اس کے بعد حضرت عیسیٰ نے بڑے ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا اور یہودیوں کے مذہب کی اصلاح کرنا شروع کی جو کہ اُن کو بُری لگی اس پر انہوں نے اس کی ماں سے کہا کہ اُسے مریم تیرا باپ بُرا نہ تھا۔ اور نہ تیری ماں بد کا۔ تھی مگر یہ لڑکا کیسا عجیب ہے کہ افرّا کر کے ہمارے مذہب کو خراب کر رہا ہے اس پر اُن کی والدہ مکرّمہ نے کہا کہ اسی سے پوچھو اس پر بڑے بوڑھوں نے کہا کہ کل تو ہمارے سامنے یہ لڑکا تھا۔ کان "کے معنی" تھا "کے ہوتے ہیں جیسا کہ کلام الہی شاہد ہے۔" دکان من الکفرین" اور وہ کافروں میں سے تھا۔ (۲- آیت ۲۴) یَا خُتَّ هٰرُونَ مَا كَانَ اَبُوکَ اَمْرًا سُوًّا "اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا۔" (۱۹- آیت ۲۸) اس پر حضرت عیسیٰ نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اس لئے تمہارے مذہب کی اصلاح کر رہا ہوں۔ بلاشبہ یہ اعتراض اُن کی نبوت پر تھا جس کے ساتھ جواب بھی مطابقت رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ ماں نے کچھ جواب نہ دیا۔ کیونکہ اس سوال کے جواب کا تعلق اُن سے نہ تھا مگر اس نکتہ پر صرف عقلمند ہی غور کریں گے۔ علاوہ انیس انجیل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعتراض اُن کی نبوت پر تھا گویا قرآن مجید اور مقدس بائبل دونوں اس معاندہ میں متفق ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے "جب یسوع تمثیلیں ختم کر چکا تو ایسا ہوا کہ وہاں سے روانہ ہو گیا اور اپنے وطن میں آکر اُن کے عبادت خانہ میں اُن کو ایسی تعلیم دینے لگا کہ وہ حیران ہو کر کہنے لگے اس میں یہ حکمت اور معجزہ کہاں سے آئے اور انہوں نے اُس کے سبب سے ٹھوکر کھائی مگر یسوع نے اُن سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے رہوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا اور اُس نے ان کی بے اعتقادی کے سبب سے وہاں بہت سے معجزے نہ دکھائے۔ انجیل متی (۱۲: ۵۲-۵۴ اور ۵: ۵۸) (۱۵) اگر حضرت مریم نے (نعوذ باللہ) نا جائزہ طور پر حضرت عیسیٰ کو بیٹا تھا جیسا کہ یہودیوں کے مذکورہ بالا قول سے نتیجہ نکالا جاتا ہے تو پھر اللہ نے صاف طور پر اس کی تردید کر دی کہ یہ یہودیوں کا بہتان تھا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ رَقُّوْ لَهُمْ عٰلٰی مَوٰیْمَہُمْ اِنَّہُمْ اَنَا عَظِیْمًا ۝ اور اُن کے مریمؑ پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے (۲- آیت ۱۵۶) تو اب صرف ایک ہی بات

رہ جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جائز طور پر پیدا ہوئے یعنی خاوند کے ذریعے اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ اگر کسی عورت کے حمل پر یہ شبہ ہو جائے کہ وہ ناجائز طور پر لایا گیا ہے۔ مگر بعد ازاں تحقیقات سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ جائز تھا تو کیا آپ اس کا یہ مطلب ہو گا کہ اس عورت کا خاوند نہیں یا اسے بغیر مرد کے چھونے کے ہی حمل ہو گیا؟ بفرض محال اگر حضرت مریمؑ نے بغیر خاوند کے ہی لڑکا جن دیا تھا تو پھر اس وقت بچہ کو اپنی قوم کے پاس لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ شرمساری اور ندامت کی وجہ سے اسے کسی اور جگہ لے جانا چاہئے تھا۔

حضرت! اللہ تبارک تعالیٰ کی شان تو اس سے بلند اور پاک ہے کہ حضرت مریمؑ کنواری کو اپنی قدرت سے حمل کر کے اس کی بدنامی اور رسوائی کا باعث ہو اور یہودیوں کو اُن پر بہتان لگانے کا موقع بھی دیے جس میں وہ حق بجانب تھے کیونکہ اُنہیں تو خدا کی طرف سے کوئی دُحی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل کیا گیا ہے۔ دوستو کنواری عورت کو کبھی حمل نہیں ہوتا کیونکہ یہ نہ صرف خدا کی قوی بلکہ فعلی کتاب کے بھی خلاف ہے۔ اسی طرح سے نہ صرف عقل بلکہ فطرت کے بھی خلاف ہے۔ خدایا دنیا کے حالات پر غور کیجئے۔ اور دیکھئے کہ عورتوں کو حمل کس طریق سے ہوتے ہیں۔ اور اگر اس سے بچی نہ سمجھ سکیں تو پھر بطور تجربہ چند عورتوں کو مردوں سے الگ کر کے کسی مکان میں بند کر کے دیکھیں کہ اُن میں سے کسی کو بغیر مرد کے چھونے کے بھی حمل ہو سکتا ہے اگر مشاہدہ اس کے خلاف ہو تو پھر سمجھ لیجئے کہ حضرت مریمؑ کو بھی بغیر مرد کے چھونے کے حمل نہیں ہوا اس کا فیصلہ اس طریقت سے بھی ہو سکتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان مل کر یہ دعوائیں کہ اے اللہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان سے اس وقت بھیجا ہے۔ تاکہ حیاتِ مسیح کی صدا ثابت ہو جائے اگر اس کا یہ جواب دیا جائے کہ اللہ اپنے مقرر کردہ وقت کے خلاف نہیں کرتا۔ تو پھر سمجھ لیجئے کہ اللہ اپنے مقرر کردہ قانون کے خلاف بھی نہیں کرتا لہذا حضرت مریمؑ کو حمل خاوند کے ذریعے ہوا اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بھی نطفہ سے ہی ہوئی۔

(۹) وَبِئْسَ الْاِلٰهَیْنَ وَکُمْ یَجْعَلُنِیْ حَبَآءً اَشَقِیَّآہُ اور اپنی ماں سے نیکی کرنے والا

رسولوں کے نام جن کے باپ کا تذکرہ نہیں۔ تو کیا اب اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ بغیر ماں کے ہی پیدا ہوئے تھے۔ (۱۱) حضرت ابراہیمؑ (۱۲) حضرت سلیمانؑ (۱۳) حضرت یعقوبؑ (۱۴) آیت ۸۵) اُن رسولوں کے نام جن کی ماں کا ذکر تو ہے مگر باپ کا نہیں تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ بغیر باپ کے ہی پیدا ہوئے تھے؟ (۱۱) حضرت موسیٰؑ (۱۲) حضرت ہارونؑ (۱۳) ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ یہ مریم کا بیٹا عیسیٰ ہے یہ سچائی کی بات ہے جس میں وہ جھگڑتے ہیں۔ (۱۴) آیت ۳۴)

۱۔ اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ کو مریم کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا ہے لہذا اُن کا باپ نہ تھا۔ اب یہ استدلال قطعی غلط ہے کیونکہ اولاد ماں باپ دونوں کی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن پاک شاہد ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ ۖ كَذَلِكَ حَسِمَةٌ أَمْلَاقِ ۖ وَأَوْرَاقِ ۖ وَأَوْدَادِ ۖ کو مفلسی کے خوف سے نہ مار ڈالو! (۱۴) آیت ۳۱) وَلَا يَقْتُلُوا أَوْلَادَهُمْ ۖ اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی! (۱۴) آیت ۱۲) البتہ بعض دقت ایسا ہوتا ہے کہ اگر ماں زیادہ مشہور ہو تو بیٹا اُس کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے چونکہ حضرت مریمؑ بیت المقدس میں تدریسی ہوئی تھیں اور خدا کی عبادت تقویٰ پر ہمیز گاری کے سبب اور لوگوں سے نیک سلوک کرنے کی وجہ سے زیادہ مشہور ہو گئی تھیں لہذا اُن کا خاوند ایک معمولی بڑھئی تھا جو کہ زیادہ مشہور نہ تھا۔ لہذا حضرت عیسیٰؑ مریمؑ کے بیٹے کہہ کر پکارے گئے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کو ماں کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔ وَ اَتَيْنَا آلَ لُوطٍ اِذَا خَذُوا رِاسَهُمْ اِخِيًّا ۖ يَعْتَمِدُ الْاِثْنُ عَلَيْهِمَا ۖ قَالَ الْاِثْنُ اُمَرَ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضَعُّوُنِي ۖ اور تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اس کو اپنی طرف کھینچا اُس نے کہا ماں کے بیٹے قوم نے مجھے کمزور سمجھا! (۱۵) آیت ۱۵۰) قَالَ يَا اِهْنُوْهُمَ لَا تَأْخُذْ بِالْحَيِّیَةِ ۖ وَلَا يَرْبُؤُا ۖ کہ اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور میرا سر نہ پکڑو! (۱۶) آیت ۹۴) نہ صرت حضرت موسیٰؑ کو بلکہ حضرت علیؑ علیہ السلام کو بھی ماں کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا اس حدیث پر غور کیجئے۔ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَنَعْتَ دُعَمَ ابْنِ اُمِّی عَلٰی

اِنَّهُ تَاتِلْ رَجُلًا اَجَزْتُهُ فَلَانَ بْنِ هَيْبَةَ - "اُم ہانی نے کہا، یا رسول اللہ کہتا ہے میری ماں کا بیٹا جو علی سے یہ کہ قتل کرنے والا ہے جس کو پناہ دی میں نے جو فلا نایا ہیبرہ کا ہے " (بخاری و مسلم) خود رسول اللہ نے بھی اپنے آپ کو اس موقع پر جب ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے رعب کی وجہ سے ڈر رہا تھا یہ فرمایا کہ مجھ سے مت ڈرو میں اُس ماں کا بیٹا ہوں جو کھانا کھایا کرتی تھیں گویا اُس کھانے کا نام لیا جسے عام طور پر عرب میں عورتیں کھاتی تھیں۔

۲۔ دراصل ماں کا بیٹا کہہ کر پکارنا عرب کا محاورہ تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو بھی مریمؑ کا بیٹا کہا گیا کیونکہ قرآن پاک اُسی محاورہ میں نازل ہوا تھا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے۔ کہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ رساتاب صلعم کی صاحبزادی ہونے کی وجہ سے حضرت علیؑ سے زیادہ مشہور تھیں لہذا اُن کا خاندان بنی فاطمہ کے نام سے ہی مشہور ہو گیا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ شاہنشاہ ایدوڑ ہفتم کو ہمیشہ ملکہ وکٹوریہ کا بیٹا کہہ کر پکارا جاتا تھا کیونکہ اُن کا باپ زیادہ مشہور نہ تھا اسی طرح سے نواب صاحب بہادر والے بھوپال کو جناب بیگم صاحبہ بھوپال کا صاحبزادہ ہی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کا باپ اتنا مشہور نہ تھا۔ جتنی کہ والدہ مکرمہ۔

۳۔ اب عیسیٰ ابن مریمؑ کے الفاظ سے صرف یہ حکمت بیان کرنا کہ اُن کا باپ نہ تھا بالکل ایک سطحی مطلب ہے جو کہ نہ صرف سنت اللہ۔ فطرت اور عقل کے خلاف ہے بلکہ اس سے نہ تو اشاعت اسلام کو کوئی تقویت پہنچتی ہے اور نہ عیسائیوں کے باطل عقائد پر کوئی زد پڑتی ہے حقیقتاً ان الفاظ میں بہت سا فلسفہ بھرا ہوا ہے۔ جس سے عیسائیوں کے تمام باطل عقائد کی جڑ کاٹ جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) حضرت عیسیٰؑ خدا نہیں کیونکہ خدا کبھی عبرت سے پیا نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ ۱

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ کہہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہیں جنا اس

نے اور نہ وہ جنا گیا ۔ اور اُس کا کوئی ہمسر نہیں (۱۱۲۔ آیت ۴۴)

(ب) حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے نہیں کیونکہ جب اللہ کی بیوی نہیں تو بیٹا کہاں سے ہو۔ اس آیت پر غور کیجئے۔ بِدَلِیْمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَا اَنْتَ بِکُوْنُ لَہٗ وَلَدًا وَّلَمْ تَكُنْ لَہٗ صَاحِبَةً ط "آسمانوں اور زمین کا عجیب پیدا کرنے والا اس کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے اور اُس کی جو رو نہیں" (۶۔ آیت ۱۰۲)

جب اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اُس کے ہاں بغیر بیوی کے بیٹا نہیں ہو سکتا تو پھر حضرت مریم کے ہاں بغیر خاوند کے کیونکر بیٹا ہو سکتا ہے؟ جو بات اللہ کے لئے ناممکن ہے وہ حضرت مریم کے لئے کیونکر ممکن ہو سکتی ہے؟ کہ بغیر جوڑے کے ہی بچہ جن دے۔

(ج) حضرت عیسیٰ گنہگاروں کے نجات دہندہ نہیں۔ کیونکہ وہ عورت سے پیدا ہوئے تھے اور مقدس بائبل میں صاف لکھا ہے "جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک ٹھہرے" (الوہ ۱۲ آیت ۴) گویا ابن مریم کہہ کر عیسائیوں کی توجہ اس طرت دلائی گئی۔ تاکہ وہ دوسرے نبیوں کو گناہ گار ٹھہرا کر حضرت عیسیٰ کو نجات دہندہ نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی عورت سے پیدا ہوئے تھے۔

(د) علاوہ انہیں عیسیٰ ابن مریم کہہ کر اُن لوگوں کی بھی تردید کی گئی ہے جو یہ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت مریم اپنی ماں کے شکم میں تھیں تو اُسی وقت اُن کے باپ کا نطفہ اُن کے رحم میں رہ گیا تھا جب وہ جوانی کو پہنچ گئیں تو پھر اُسی نطفہ سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اب اس طریقہ سے پیدا ہونے پر ماں اور بیٹے کا تعلق نہیں رہتا بلکہ بہن بھائی کا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں کا باپ تو ایک ہی ہوا۔ دراصل یہ تمام مشکلات حضرت مریم کا خاوند قرار نہ دینے سے ہی پڑتی ہیں۔ حالانکہ اُن کا خاوند قرار دینے میں کوئی عیب نہیں۔ اگر بُرائی ہے تو بتلائیے۔ غرضیکہ عیسیٰ ابن مریم کہہ کر عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کی گئی ہے جن سے اعلیٰ درجہ کی حکمتیں ثابت ہوتی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ایسے گمراہ کن عقاید کی تردید نہ کی جائے جب کہ اللہ خود اُن کی تردید کرتا ہے۔ اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ مَا كَانَ لِہٗ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ لَّا يَتَّبَعُہٗ مَا ذَا

قَضَىٰ أَمْرًا إِنَّمَا يَحْكُمُ لَهُ يُحْكُمُ فِيمَا رَأَىٰ ۚ فَكَفَىٰ ۚ ۝۱۹۱“ اللہ کو شایان نہیں کہ وہ کوئی بیٹا بنائے وہ

پاک ہے جب کسی امر کا فیصلہ کر دیتا ہے تو اُسے کہتا ہے ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے ۝۱۹۱۔ آیت ۲۵

۱۱۱) وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً

لِّلْعَالَمِينَ ۝ اور وہ رحمۃ مریمؑ نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا سو ہم نے اپنی روح اس میں

پھونکی اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو قوموں کے لئے نشان بنایا۔ ۲۱۱۔ آیت ۹۱

اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مریمؑ عمر بھر کنواری رہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ

أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کے معنی خاوند کے ذریعے اپنی عصمت کو محفوظ کرنے کے ہوتے ہیں جیسا

کہ محصنت خاوند والی عورتوں کو کہا جاتا ہے۔ والمحصنت من النساء اور تمام شادی شدہ

عورتیں ۴۴۔ آیت ۲۲) اپنی عصمت کی حفاظت کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے کہ کوئی شخص

جائز طور پر بھی شادی نہ کرے ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ

أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ طَوَّافِينَ إِلَّا ذُو الْبَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَأُولَئِكَ يَرْجَوْنَ عَذَابَ اللَّهِ الْعَظِيمَ

۲۴۔ آیت ۳۰) قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ

فُرُوجَهُنَّ ۖ وَلَا يُؤْنَسْنَ بِالْهَلَاكِ وَالْفُتُورِ ۚ وَأُولَئِكَ يَرْجَوْنَ عَذَابَ اللَّهِ الْعَظِيمَ

۲۴۔ آیت ۳۱) وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ ۖ وَالْحَافِظُونَ

کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں ۳۳۔ آیت ۳۵

کیا اب ان آیات کا یہ مطلب ہو گا کہ مرد اور عورت تمام عمر کنواں رہے کہ حفاظت کریں یا

شادی کے بعد حفاظت نہ کریں؟ بلاشبہ نکاح کرنے کے معنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کے ہوتے

ہیں گویا نکاح نہ کرنا اپنی عصمت کی حفاظت نہ کرنا ہے اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ

بَيْنَنَا أَنَا وَأُمِّئِشَى مَعَ عَجْبِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَاءَ فَلَيْتَ زَوْجٍ فَإِنَّهُ أَحْصَى الْبَصَوَاتِ أَحْصَى الْفَرْجِ

”علقمہ سے روایت ہے کہ کسی وقت میں عبد اللہ کے ساتھ جا رہا تھا۔ تو کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ تھے تو فرمایا تم میں سے جو نکاح کر سکتا ہے تو اسے نکاح کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نظر کو جھکا رکھتا ہے اور شر نگاہ کے لئے حفاظت کا کام دیتا ہے۔ (بخاری کتاب الصوم، اگر عصمت کی حفاظت کنوارے رہنے سے ہی کی جاتی تو پھر رسول اللہ نکاح پر اتنا زور نہ دیتے۔

اسی آیت کے ان الفاظ ”سوہم نے اپنی روح اس میں پھونکی“ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت مریم کو بغیر خاندان کے حمل ہو گیا تھا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اللہ ہی شخص میں روح پھونکتا ہے اس آیت کو ملاحظہ فرمائیے۔ وَ نَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ دُوْحِهِ۔ اور اپنی روح اس میں پھونکی۔ (۲۲-آیت ۹) درحقیقت بات یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت مریم پر یہ الزام لگایا تھا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو ناجائز طور پر حمل میں لیا۔ لہذا اس میں شیطان کی روح ہے مذکورہ بالا الفاظ سے اس ناپاک خیال کی تردید کرتے ہوئے یہودیوں کو یہ بتلایا گیا کہ حضرت مریم نے جائز طور پر حضرت عیسیٰ کو حمل میں لیا لہذا اس میں روح خدا کی طرف سے ہے۔ اگر مذکورہ بالا آیت کے اِن الفاظ ”اور اُس کے بیٹے کو قوموں کے لئے نشان بنایا“ سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو کیا اُن کی ماں بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئی تھی کیونکہ اُسے بھی بیٹے کے ساتھ نشان قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ہر انسان کی پیدائش میں نشان دکھا گیا ہے تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو گا کہ ہر انسان بغیر باپ کے پیدا ہوتا ہے یہ آیت ملاحظہ کیجئے۔ رَاتِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ذٰلِیْ خَلْقُکُمْ یَقِیْنُ ۝ اَسْمٰوٰنَ اَرْضِیْنَ مِیْنَ مَوْمِنُوْنَ کے لئے نشان ہیں۔ اور تمہاری پیدائش میں۔ (۴۵-آیت ۳۴)

(۵) وہ آیات جن سے حضرت مریم کی شادی کا ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) وَ اِنِّیْ سَمِّیْتُہَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَیُّکَ وَ ذُوَّیَہُمَا مِنَ الشَّیْطٰنِ

الْمَرْجُوْمِ ۝ میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اُسے اور اُس کی اولاد کو شیطان مردود

سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۴-آیت ۳۵)

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت مریم کی ماں نے یہ دعا مانگی

ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ کی ماں کی مذکورہ بالا دعا بارگاہ الہی میں منظور ہو گئی تھی جیسا کہ قرآن پاک شاہد ہے۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ ۖ أُنَبِّئُهَا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸

بڑھ گئی اس کا سبب یہ ہے کہ حق کی اشاعت انہیں کی گئی۔ لہذا کذب دنیا میں پھیل گیا۔ چنانچہ اب مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اس مسئلہ کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے حالانکہ عیسائی اسی مسئلہ کو لے کر دنیا بھر میں گمراہی پھیلا رہے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں نہ تو پچھے دین کے پھیلانے کی تڑپ ہے اور نہ عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کرنے کی خواہش دوسری وجہ یہ ہے کہ عیسائی اپنے دین میں غلو کرتے ہیں جس کی انہیں مخالفت کی گئی ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے یَا كُفَّارُ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا اِنِّیْ وَدِیْنُكُمْ وَكَاتَقُوْا عَلٰی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۚ مَا نُنَمِیْ الْمَسِیْحَ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ ۚ سَوَّلَ اللّٰهُ لَہٗ اِہْلَ کِتَابٍ لِپنے دین میں غلو مت کرو اور اللہ کی نیت سوائے حق کے کچھ نہ کہو مسیح بن مریم صرف اللہ کا رسول ہے۔ (الم۔ آیت ۱۷۱) اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق مبالغہ کرتے ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ عَلٰی الْمَسِیْحِ سَمِعْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُطْرَدُوْنِیْ کَمَا اُطْرِدَتِ النَّصَارَیْ اُبْنِ مَرْیَمَ ۚ اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ ۚ فَتَقُوْا لَوْ اَعْبَدُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۚ حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ منہ پر کہتے تھے کہ میں نے نبیؐ کو سنا فرماتے تھے کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے ابن مریمؑ کے حق میں کیا ہے میں صرف اللہ کا بندہ ہوں پس تم کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول! البخاری کتاب الانبیاء مگر انہوں نے پھر بھی اہل اسلام عام طور پر حضرت عیسیٰؑ کے متعلق وہی باتیں کہتے ہیں۔ جن سے عیسائیوں کے مبالغے کو اور تقویت ہو جاتی ہے حاشیہ حضرت عیسیٰؑ کی لائیت اور لائیت جس میں عیسائی غلو اور مبالغہ کرتے ہیں کی بنیاد اس امر پر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کنواری کے دل سے پیدا ہوئے جس کی تائید کرنا اب مسلمانوں نے اپنا ایمان سمجھا ہوا ہے حالانکہ اس کی تردید کر کے عیسائیوں کو یہ بتلانا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ حضرت عیسیٰؑ صرف رسول تھے۔ اور وہ اسی طرح سے پیدا ہوئے جس طرح سے دوسرے رسول نوروتوں سے پیدا ہوئے ورنہ ان کی اور دوسرے رسولوں کی پیدائش میں کوئی فرق نہ تھا بلکہ ان کی پیدائش خلعت نفرت نہ تھی جو معجزہ قرار دی جاتی۔ حضرات! جس شخص کی پیدائش میں ہی مبالغہ کیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے متعلق باقی صفحہ ۵۸

نَبَاتًا حَسَنًا سِوَأَسْ کے رب نے اس (مریم) کو اچھی قبولیت سے قبول کیا۔ اور اس کو عمدہ پرورش سے بڑھایا (۳- آیت ۳۶) مذکورہ بالا دعا کے الفاظ پر غور کیجئے۔ کیا ہر اولاد دے کی یہ فطرتی خواہش نہیں ہوتی کہ اس کی نسل آگے بڑھے اور نیک ہو کیا حبیب کوئی شخص اپنی اولاد کے حق میں ایسی دعا مانگتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کی اولاد کنواری ہے؛ عقلمند صاحبان کے لئے غور کرنے کا مقام ہے۔

(۲) بِدَائِعِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَا أَنِّي يَكُونُ لَكَ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَكَ صَاحِبَةً مَا آسَمَانُ وَأَرْضُ زَمِينٍ كَالْعَجِيبِ پیداکرنے والا اس کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے اور اس کی کوئی بیور و نہیں (۶- آیت ۱۰۲)

مذکورہ بالا آیت میں عیسائیوں کے عقیدے کی تردید کر کے انہیں یہ بتلایا گیا ہے کہ حبیب اللہ کی کوئی بیوری نہیں تو پھر حضرت مسیحؑ کیونکر اللہ کے بیٹے ہو سکتے ہیں ؟ اللہ تو واحد

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۹)

دوسری باتوں میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ اب مبالغہ کی شاخوں کو توڑنا اور اس کی جڑ کو کاٹنا کوئی عقلمندی نہیں خدا جانے حضرت عیسیٰؑ کا باپ قرار دینے میں کون سی ان کی کسر شان ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کو کیا دکھ پہنچ جاتا ہے ؟ جبکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا جو کہ عورتوں سے پیدا ہوئے باپ تسلیم کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر اللہ نے خود اپنی قدرت سے حضرت عیسیٰؑ کو بلا باپ کے پیدا کر دیا تھا۔ تو پھر عیسائیوں کو مبالغہ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ غلو کی بنیاد تو ان کی غیر معمولی پیدائش پر ہی ہے اب غلو سے منع کرنا ہی صاف ثابت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش معبرانہ نہ تھی۔ حیرت تو اس بات کی ہے کہ عیسائی تو مبالغہ کر کے حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا منوائیں۔ مگر اہل اسلام اتنی بھی مہمت نہ کریں کہ منوانا تو درکنار ہا۔ کم از کم اتنا تو کہہ سکیں کہ حضرت عیسیٰؑ خدا نہ تھے کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور جو خدا ہوتا ہے وہ کبھی مرنے نہیں۔ اور نہ وہ خدا کے بیٹے تھے کیونکہ ان کا تو باپ تھا۔ آخر بشر کا باپ تو بشر ہی ہونا چاہیے۔ حقیقتاً اہل اسلام بہت سادہ اور بھولے ہیں نہ تو عیسائیوں کی مذہبی.....

امنہ سیاسی جانوں کو سمجھ سکتے ہیں۔

ہے اور بیٹا بغیر جوڑے کے نہیں ہوتا جب اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اس کے ہاں بغیر بیوی کے بیٹا نہیں ہو سکتا تو پھر مریم کے ہاں کیونکر بغیر خاوند کے بیٹا ہو سکتا ہے کیا وہ خدا سے بڑھ کر قادر ہے؟ اگر حضرت مریم بغیر جوڑے کے ہی بیٹا جن سے تو پھر اللہ نے جو دلیل اپنے حق میں بیٹا نہ ہونے کی دی ہے وہ باطل ٹھہرتی ہے۔ بلاشبہ اللہ کی دلیل کو باطل کرنا کوئی عقلمندی نہیں اور حضرت مریم کا جوڑا قرار دینے میں ہمارا کچھ بگڑتا نہیں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے
 وَخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا۔ ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا (۸۷، آیت ۸) اگر حضرت مریم بغیر خاوند کے ہی بیٹا جن سے تو پھر وہ زبان حال سے یہ کہہ سکتی ہے کہ قادر مطلق خدا کے ہاں تو بیٹا بغیر جوڑے کے نہیں ہو سکتا۔ مگر میں جن سکتی ہوں۔ بھلا جو کام خدا کے لئے ناممکن ہو وہ حضرت مریم کے لئے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب تک انسان خواہ عورت ہو یا مرد اکیلا رہتا ہے اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ دنیا کا تجربہ اور مشاہدہ صاف ظاہر ہے۔ اب اس کے خلاف کوئی بات کہنا گویا عقل کو جواب دینا ہے۔
 (۳) وَالَّذِيْنَ يَنْقُوْهُنَّ مِنْ اٰزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قَسَرَ۟
 اَعْيُنِنَا۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب میں اپنے جوڑوں سے اور اپنی اولاد سے انکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ (۲۵۔ آیت ۷۴)

مذکورہ بالا آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بغیر جوڑے کے اولاد ہو نہیں سکتی یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا جوڑا قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ازدواج کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے۔ ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔

(۱) وَفَلَمَّا بَاٰرَاۡهُمۡ اَسْكَنُۢہٗۤ اُنْتَ وَزَوْجَكَ الْجَنَّةَ۔ اور ہم نے کہا اے آدم تو اور

تیری بیوی باغ میں رہو۔ (۲۔ آیت ۳۵)

(ب) قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الْتٰمِيۡنِ اٰتٰہُمَا ذٰلِكَ فَاِذَا رَاٰہُمَا فَسَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَہُمَا۔ اور اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو قبضہ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑاتی تھی اور

اللہ سے فریاد کرتی تھی۔ ۵۸۔ آیت ۱۱ (ج) وَخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۚ واور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا۔ ۵۹۔ آیت ۸ کے تحت یہ حکمت رکھی گئی ہے کہ بغیر جوڑے کے بچہ پیدا نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد بھی دونوں کی مساوی ہوتی ہے تاکہ دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰی اٰمِلٰكَ كَيْ تَقُوْرَ عَيْنُهَاۤ وَكَلَّا تَحْزَنَ ۚ وَ سُوْمُہٗم نے تجھے رموئے تیری ماں کی طرف لوٹایا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غم نہ کرے۔ ۶۰۔ آیت ۱۲ ہنگامہ اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ کا باپ نہ تھا اسی طرح سے موسیٰ ابن مریم کہنے سے مراد نہیں ہو سکتی کہ اُن کا باپ نہ تھا۔ کیونکہ کسی ذکر نہ کرنا کسی مصلحت پر مبنی ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت میں لڑکوں کی ماں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ واور اُن کا باپ نیک تھا۔ ۶۱۔ آیت ۸۲۔ دراصل عیسیٰ ابن مریم سے پہلے جانے میں یہ حکمت رکھی گئی ہے۔ کہ اہل اسلام عیسائیوں کے باطل عقائد کی جن کی بنیاد حضرت مریم کے غیر معمولی حمل پر رکھی ہوئی ہے۔ نہ دید کر کے انہیں اسلام کے چہرے سے منور کر دیں۔ علاوہ اس کے یہ نگاہ بھی قابلِ غور ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کو باپ کا بیٹا کہہ کر بھارا جاتا۔ تو کیا اُس حالت میں یہ سمجھا جاتا کہ وہ بغیر ماں کے ہی پیدا ہوئے تھے؟ اگر ایسا نہ سمجھا جاتا تو پھر اب یہ کیوں کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ دوستو عورت سے پیدا ہوا ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ اُن کا باپ تھا۔

۶۲۔ آیت ۸۴ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی ۚ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَ لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ۚ وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ ۚ وَ کَلَّمَهَا کَیْۤیَٔا ۚ ”پھر جب اُسے جنا کہا میرے رب میں نے یہ لڑکی جنی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے جو اس نے جنا اور لڑکا اس لڑکی کی طرح نہیں۔ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور اُسے ذکر کیا کہ سپرد کیا۔ ۶۳۔ آیت ۸۵ و ۸۶

۱) یٰۤمَرْیَمُ ۚ اَنۢبِیْۤیْ لِرَبِّکِ وَ اٰمِجِدِیْ ۚ وَ اِذۡ کَیۡۤیَۤیۡ مَعَ الرَّاۤکِیۡیۡنَ ۚ وَ ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَاۤءِ الْغٰیۢبِ ۚ اِیۡنَکَ ۚ وَ مَا کُنْتَ لَدَیۡہِمْ اِذۡ یُلْقُوۡنَ اٰثۡمَآۡ مَہُمَا یَقِیۡمُ

يَكْفُلْ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَكَ يُعْمِدُ اِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ سمریم اپنے رب کی فرمانبرداری کر اور سجدہ کر اور جھک جانے والوں کے ساتھ جھک جا۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا جب وہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ ان میں سے کون مریم کا کفیل بنے اور نہ تو ان کے پاس تھا جب وہ آپس میں جھگڑتے تھے ۱۲۳-۱۲۲ آیت (۲۳)

۱۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ اشارہ کسی ایسی کفالت کی طرف ہے جو مریمؑ کے بلوغ کو پہنچ جانے کے بعد وقوع میں آئی جب نہ کیا اس کی کفالت سے عاجز آگئے اور اپنی بیٹے کوئی ہتھکڑا نہیں ہوا اور ابن نے دودھ قمرہ اندازی کے لئے اس آیت کو اسی دوسری قمرہ اندازی کے متعلق مانا ہے۔ اور گوروج المعنی میں اس قول کو مردی لکھا ہے۔ مگر فی الحقیقت اسے ترجیح ہے کیونکہ قرآن کریم ایک پر نظم کلام ہے اور تمام واقعات کا ذکر ایک ترتیب سے ہوتا چلا آ رہا ہے پہلے مریم کی پیدائش کا ذکر کیا پھر اس کی کفالت ذکر کیا ذکر اسی ذکر میں ذکر کیا علیہ السلام کی دعا اور بھیگی کی نشانت کا ذکر ضمنی طور پر آگیا۔ اس کے بعد پھر اصل ذکر کی طرف رجوع کیا تو مریمؑ کے اوصاف، پاکیزگی، برگزیدگی کا ذکر کیا۔ اسے فرمانبرداری اور نڈا کا حکم دیا۔ یہ واقعات یقیناً زمانہ بلوغت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے اس کے بعد پھر ایک گزشتہ واقعہ کی طرف اشارہ کرنا بلاغت کے خلاف ہے۔ پس یہ آیت یقیناً اس وقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جب مریم صدیقہ سن رشد کو پہنچ چکی تھیں۔ اب ان کی تربیت کا زمانہ ختم ہو گیا اور وہ ہیکل میں نہ رہ سکتی تھیں۔ اس لئے بھی کہ بلوغت کے ساتھ ایام حیض کا آنا ضروری تھا۔ اور یہودیوں میں ایام حیض کے اندر عورت کو ناپاک سمجھ کر انگ رکھا جاتا تھا پس یہاں جس کفالت کا ذکر ہے اس سے مراد کفالت نکاح ہے۔ ایک سن بلوغ کو پہنچ ہوئی عورت کے لئے اب یہ ضروری تھا کہ اس کے نکاح کا فکر کیا جاتا۔ اور مریمؑ کی ماں نے مریمؑ کو خدمت دین کے لئے تدبیر دینے کے بعد بھی یہ دعا مانگ کر کہ انی اعین ہا ہک و ذمہا یتھلا۔ بتا دیا تھا کہ تار کہ بٹھانا اس کا منشا ہرگز نہ تھا۔ اور نہ تاکہ بٹھانے کا بنی اسرائیل میں کوئی دستور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ ہیکل کی خدمت کے لئے وقف ہو چکی تھیں اس لئے انہیں یہ اختیار نہ تھا نہ بن کی والدہ کو یا والد کو اختیار تھا کہ ان کے نکاح کی تجویز کریں۔ بلکہ اس کے متعلق قمرہ اندازی سے فیصلہ کرنا سب سمجھا گیا کیونکہ وہ بہت سے کام قمرہ اندازی سے کر لیا کرتے تھے اور اسے خدائی فیصلہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود کہانت سے کام کے مراسم دینے میں قمرہ اندازی کو خدائی فیصلہ بھی جانا تھا۔ (باقی بر صفحہ ۶۴)

مذکورہ بالا آیت نمبر ۱۸ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ صغریٰ میں ہی تعلیم و تربیت کے لئے حضرت زکریاؑ کے سپرد کی گئی تھیں اور آیت نمبر ۱۷ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب وہ بلوغت کو پہنچ چکی تھیں۔ اور ان کے نکاح کے متعلق جھگڑتے تھے کہ کس کے نکاح میں دی جائے۔ کیونکہ ایام حیض کے آنے کی وجہ سے وہ مسجد میں تو رہ نہیں سکتی تھیں جیسا کہ یہودیوں میں دستور تھا۔ آخر اس جھگڑے کا بذریعہ قرعہ اندازی کے فیصلہ ہونہی ثابت کر کے کہ حضرت مریمؑ کا نکاح ہو چکا تھا۔

(۵) قَالَتْ اَنۡیَ یَکُوۡنُ لِیۡ حٰۡلَمٌۢ ۚ وَّلَکُمۡ یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّوۡۤہُ اٰیٰتٌۭ لَّکُمۡ اَلۡکِ بَیۡۤیِّنٰتٌۭ لِّمَا یُرِیۡہِ

را کا کس طرح ہو گا حالانکہ مجھے خاوند نے نہیں چھوڑا اور نہ میں بدکار ہوں (۱۹- آیت ۱۷)

اس آیت کے ایک معنی جو عام طور پر رکھے جاتے ہیں وہ خاک رنے صفحہ (۶۲) پر مع تشریح کے کر دیئے ہیں جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس بشارت کے پانے پر حضرت مریمؑ کنواری تھیں اور بعد از اس شادی ہوئی مگر اس آیت کا دوسرا قرینہ بشر کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اس بشارت کے پانے پر وہ شادی شدہ تھیں اور ان کا خاوند موجود تھا۔ مگر بھی رخصتانہ نہیں ہوا تھا اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ حضرت عائشہؓ کا نکاح پہلے ہو چکا تھا مگر رخصتانہ کئی سال کے بعد ہوا یہی وجہ ہے کہ حضرت مریمؑ نے کہا کہ مجھے ابھی خاوند نے

البقیہ حاشیہ صفحہ (۶۳) جیسا کہ انجیل میں درج ہے۔ اور جب وہ خدا کے حضور اپنے فرقہ کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ کہانت کے دستور کے موافق اس کے نام کا قرعہ نکلا کہ خداوند کے مقدس میں جا کر خوشبو مہلے۔

(لوقا ۸-۹) باقی رہا ذکر خصوصیت سو یہ بھی کوئی بعد از قیاس بات نہیں ایسی نیک اور پاک نبی کو اپنی زوجیت میں

لانے کی خواہش بہتر سے دلوں میں پیدا ہوئی ہوگی۔ علاوہ انہیں وہ بیگل کی تدبیر ہو چکی تھیں۔ گویا اس باب کا پنا

اختیار تو اس معاملہ میں رہا نہ تھا۔ اس لئے مناسب یہی سمجھا گیا کہ بذریعہ قرعہ اندازی ہی اس کا فیصلہ ہو۔ پس یہاں گویا

درحقیقت یہ ذکر ہے کہ مریمؑ کے لئے خداوند کا فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی کیا گیا اور ضمیر میں اس صودت میں عام میں یعنی

وہ لوگ جو اس وقت تھے۔ راز بیان القرآن تفسیر مولانا محمد علی صاحب

نہیں چھوڑا۔ عام طور پر دَلَمَ یَمْنَسِبِنِ بَشَرُ کے یہ معنی کئے جاتے ہیں۔ کہ مجھے کسی آدمی نے نہیں چھوڑا مگر جب ان الفاظ کو دَلَمَ اِثْ بَغِیَا۔ اور نہ میں بدکار ہوں میں پایا جاتا ہے یعنی نہ تو مجھے جائز طور پر خاوند نے چھوڑا ہے اور نہ ناجائز طور پر کسی نے۔ اس تفسیر کی تصدیق انہیں سے بھی ہو سکتی ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مریم کی منگنی ہو چکی تھی اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔

”چھٹے مہینے میں جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرا تھا۔ ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی اور اُس کنواری کا نام مریم تھا (لوقا آیت ۲۷، ۲۸) دراصل اُس وقت بعض قوموں میں منگنی کو بھی نکاح سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ متی کی انجیل پہلا باب آیت ۱۶ میں یوسف کو مریم کا خاوند لکھا ہے۔ اور موسوی شریعت میں منگیتر کو بھی بیوی سمجھا جاتا تھا۔

(۲۸) (۱۶) وَ اَتَكَوْا اِلَیْہِ مِنْكُمْ اور جو تم میں سے مجر وہیں اُن کے نکاح کر دو۔ (۲۸)

(ب) وَلَیْسَتْ غَیْفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ لِنِكَاحِ حَاشِی یُعْذِرُهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِہِ

”اور جو نکاح کا سامان، نہیں پاتے اپنے مٹیں بچائے رکھیں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے“ (۲۴-۲۳ آیت ۲۳)

مذکورہ بالا آیت میں اُن غریب لوگوں کو جو نکاح کا سامان مہیا نہیں کر

سکتے اپنی عفت کو بچائے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ اللہ انہیں غنی کر دے چونکہ حضرت

مریم کے لئے نکاح کا سامان مہیا کرنا کوئی مشکل امر نہ تھا لہذا اُن کی شادی ہوئی اور۔ بچے

پیدا ہوئے اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ دراصل مغربی کی وجہ سے شادی کا یہ کر سنا

کوئی چنداں قابل اعتراض نہیں مگر یہ سمجھ کر کہ شادی کرنے کی رسم نہیں نکاح نہ کرنا قابل اعتراض

ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے علاوہ انہیں جو کچھ نکاح نہیں کرتے اُن کے ماں اولاد بھی نہیں ہوتی۔

اگر خدا کے علم میں کسی عورت نے مرد اور عورت کی طاقت کا مجموعہ ہونے کے

باعث بغیر خاوند کے ہی بچہ چلنے کے قابل ہو جانا تھا۔ یا کوئی ایسی عورتیں ہی دنیا میں پیدا

صلیہ القابل رکھا جلتے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ فرشتے مراد خاوند ہی ہے کیونکہ کسی آدمی کے نہ چھوڑنے کا معنی ہوتا ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔

پہرہ کی مہربانی اور رسم ڈالا اور رہبانیت انہوں نے خود نکالی پنجم اُسے اُن پر لازم نہیں کیا: (۵۷- آیت ۱۷)

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شادی نہ کرنے کی رسم کو عیسائیوں نے خود نکالا ہے۔ اب عیسائیوں پر اللہ کا یہ الزام اسی حالت میں درست رہ سکتا ہے کہ جب حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ بھی شادی کریں ورنہ عیسائی عورتوں کے ہاتھوں میں جو کہ شادی نہیں کرتیں اور بطور نذر کے رہتی ہیں یہ محبت ہو جائے گی۔ کہ جب حضرت مریمؑ جن کو خدا کا اتنا قرب تھا کہ اُن پر فرشتہ نازل ہوا اور کلام کیا خود شادی نہ کریں تو پھر ہم شادی کیوں کریں اسی طرح سے عیسائی مردوں کے ہاتھوں میں جو شادی نہیں کرتے یہ دلیل ہو جائے گی۔ کہ جب حضرت عیسیٰؑ نے باوجود نبی اور رسول ہونے کے خود شادی نہیں کی تو پھر ہم کیوں کریں۔ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ نے شادی نہیں کی تو پھر اللہ کا رہبانیت کے متعلق یہ کہنا کہ ”ہم نے اُن پر لازم نہیں کیا“ کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۸) وَمَرْيَمَ اٰتَيْنَاكَ عِزْرًا اَلْبَتَّ اٰخَصَصْتُ لَهَا مِنْ فَنِّي وَمِنْ رُحْنَا

”اور مریم عمران کی بیٹی کی جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا تو ہم نے اپنی روح اُس میں بھونکی“

۱۷ اس آیت سے بھی یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ تمام عمر کنواری رہیں حالانکہ اَخَصَصْتُ کے معنی شادی شدہ عورت کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ رَجْمِ الْجَنَّةِ مِنَ الرِّثَا اِذَا اَخَصَصْتُ ”زمانے حاملہ کو سنگسار کرنا جب وہ شادی شدہ ہو“ (بخاری کتاب المحاربین)

مذکورہ بالا آیت کے الفاظ فَنِّي وَمِنْ رُحْنَا میں مذکور کی ضمیر ہے اور اس آیت وَالْبَتَّ اَخَصَصْتُ فَنِّي وَمِنْ رُحْنَا میں مذکور کی ضمیر ہے اور وہ جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا سو ہم نے اپنی روح اس میں بھونکی“ (۱۱- آیت ۹۱) کے الفاظ فَنِّي وَمِنْ رُحْنَا میں مؤنث کی ضمیر ہے۔ مگر اکثر اہل اسلام دونوں جگہ مؤنث کی ضمیر ہی سمجھ کر حضرت مریمؑ کی طرف پھیر دیتے

ہیں اور اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ مذکر کی ضمیر کو مؤنث پر کیوں چسپاں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دونوں جگہ ایک ہی ترجمہ کیا جاتا ہے۔ "تو ہم نے اپنی روح مریم میں پھونکی۔"

(ب) دراصل بات یہ ہے کہ یہودی حضرت مریمؑ پر زنا کا الزام لگاتے تھے اور زنا کی اولاد کو بوجہ تقدیس ذات باری اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا گویا زنا کی وجہ سے نہ صرف مل پر الزام آتا ہے بلکہ اس کا بچہ بھی بوجہ بدکاری کے شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ایک جگہ تو اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنی روح مریم میں پھونکی گویا ناجائز حمل کا الزام دے کر کہے بار بار یہی کہا کہ حضرت مریمؑ نے نکاح کر کے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا یعنی زنا نہیں کیا اور دوسری جگہ یہ فرمایا کہ ہم نے اپنی روح عیسیٰؑ میں پھونکی یعنی ناجائز حمل سے پیدا ہونے کا عیب جو ان پر لگایا گیا تھا۔ اس کی تردید کر کے یہ کہا کہ وہ ناجائز تعلق سے پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ اس بیٹکونی میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا "اُس نے کہا میں صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں۔" (۱۹۔ آیت ۱۹) لفظ پاکیزہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ ناجائز تعلق سے پیدا ہو گئے غرضیکہ دونوں کو بہتان سے پاک ٹھہرا کر ان کی پاکیزگی کو قائم رکھا چونکہ اور کسی نبی کی ماں پر زنا کا الزام نہیں لگایا گیا لہذا ان کے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے۔ آخر صفائی تو اُسی کی کرنی پڑتی ہے جس پر کوئی جرم لگایا جائے جیسا کہ دنیا کا قاعدہ ہے۔ بلاشبہ جو عورت سوائے اپنے خاوند کے اور کسی سے ناجائز تعلق نہ رکھے اسی کی نسبت یہ کہا جائیگا کہ اُس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا ذیل کی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

وَعَنْ النَّسَائِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّتْ حَمْسَةً وَصَامَتْ شَهْرًا وَاحْتَصَنَتْ قُرْبَهَا وَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ آيَةِ الْبَابِ الْجَنَّةِ نِشَاءً۔ اور روایت ہے انسؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت جب نماز پڑھے پانچ وقت کی اور روزے رکھے رمضان کے اور بچائے زنا سے

اپنی شرمگاہ اور کہاں نے اپنے خاوند کا سوچلی جائے بہشت میں جس دروازے سے چاہے۔
رتندی و نسائی،

جب اُحْصَنْتَ قُرُوجَهَا کے معنی "خاوند کے ذریعے اپنی مصمت کی محافظت کرنا" کے ہوتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مریمؑ کا حاملہ ہونا خاوند کے ذریعے تسلیم نہ کیا جائے تاکہ عیسا یوں کو حضرت مسیحؑ کی الوہیت اور انبیت کی بنیاد رکھنے کا کوئی موقع ہی نہ مل سکے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مریمؑ کو لڑکے کی خوشخبری کا دینا ہی ثابت کرتا ہے کہ انہیں خدا کی قدرت سے حمل ہوا۔ تو پھر کس واسطے اُس خوشخبری سے جو کہ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ مہترمہ کو لڑکے کے متعلق دی گئی تھی۔ یہی نتیجہ نہ نکالا جائے ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔
وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ
فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ هَذَا نَمَارًا أَأَمِدَّ يَهُمْ لَا لَصَلٍّ إِلَيْهِ نَكَرَ هُمْ
وَأَوْحَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَمْنُنْ إِنَّكَ أُرْسِلُنَا إِلَى قَوْمٍ لَوْطٍ
وَأَمْرًا تُدْءَى فَصِیْلَتُ بَشَرٍ لَهَا يَاسُحَقُ وَمِنْ وَدَّاعٍ يَاسُحَقُ يَقْتَضِي
كَأَلَتْ يَوْمَ يُلْتَمَى إِلَهُ وَآنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْثٌ شَيْخًا إِنَّ هَذَا اكْشَى
مَحْيَبٌ قَالُوا أَلْعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمَتِ اللَّهُ وَبَوَّكْتُكَ عَلَيْكُمْ
أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ عَجَبٌ اور یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے
پاس خوش خبری لے کر آئے کہا سلامتی ہو اُس نے کہا سلامتی اور دیر نہ کی کہ تلا ہوا، پھر ملے
آیا مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں اٹھتے اُس نے انہیں اجنبی سمجھا اور
اُن سے دل میں ڈرا انہوں نے کہا نہ ڈر ہم لوٹ کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور اس کی
عورت کھڑی تھی سو وہ خوش ہوئی تو ہم نے اُسے اسحاق کی اور اسحاق کے پچھپے ایک پوتے
یعقوب کی خوشخبری دی۔ اُس نے کہا مجھ پر تعجب! میں جنوں کی حالانکہ میں بڑھیا ہوں

اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ انہوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اسے اہل بیت اللہ کی رحمت اور برکتیں تم پر ہیں۔ وہ تعریف کیا گیا۔
بزرگ ہے (۱۱-آیت ۶۹، ۷۰)

(۲) هَلْ اَتَتْكَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ اِتَاهِهِمُ الْمَكْرُمِ مَدِينٌ ۚ اِذْ دَخَلُوا عَلَيْكَ
فَقَالُوا سَلَامًا ۚ قَالَ سَلَامٌ ۙ ثُمَّ مُتَكِدُونَ ۚ فَرَاغَ اِلَى اَهْلِهِ نَجَاءً يَجْعَلُ سَمِيعًا ۚ
فَقَرَّبَهُ اِلَيْهِمْ ۚ قَالَ اَكَلَا تَأْكُلُونَ ۚ فَاذْ حَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ ۚ
وَبَشِّرُوهُ بِعِلْمِهِ عَلِيمٌ ۚ فَانْتَبَتْ اِمْرَاَتُهُ فِي صَنْدُوقِ فَصَلَّتْ وَجُمَعَا وَ
قَالَتْ عَجُوبٌ عَقَبْتُمْ ۚ قَالُوا كَذَلِكَ ۚ قَالَ ذَبْنِكَ ۚ اِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۚ
”کیا تیرے پاس ابراہیمؑ کے معزز نہانوں کی خبر آئی؟ جب اس پر داخل ہوئے کہا سلام اُس
نے رجواب میں، کہا سلام ریا، اجنبی لوگ ہیں پس وہ اپنے گھروالوں کی طرف چپکے سے
گیا اور ایک موٹا بھڑا لایا سو اسے اُن کے نزدیک کیا کہا کہ کیا تم کھاتے نہیں! پس دل میں
اُن سے ڈرا انہوں نے کہا ڈر نہیں اور اُسے ایک صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دی تو
اس کی عورت چیخ مار کر آگے آئی اور اپنے منہ پر ہاتھ مارا اور کہا بڑھیا بانجھ رہوں، انہوں
نے کہا اسی طرح تیرے رب نے کہا ہے وہ حکمت والا علم والا ہے (۱۱-آیت ۶۹ تا ۷۰)
مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لڑکے کی خوشخبری کے وقت نہ صرف
حضرت ابراہیمؑ ہی بوڑھے تھے بلکہ اُن کی بیوی باوجود بوڑھی ہونے کے بانجھ بھی تھیں
جس کی وجہ سے اتنی عمر تک باوجود خاوند ہونے کے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ اب سوال یہ پیدا
ہوتا ہے کہ خوشخبری پانے کے بعد بھی وہ بانجھ رہیں یا بانجھ رہیں مٹ گیا اس کے اچھا ہو
جانے کا قرآن پاک میں تو کوئی ذکر نہیں۔ اگر بانجھ رہیں جاتا رہا تو پھر حضرت مریمؑ کا کنوارپن
مٹ جانا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ اگر بانجھ رہیں رہنے کے باوجود اللہ کی قدرت سے انہیں
حمل ہو گیا تو پھر ایسے حمل سے پیدا شدہ بچے کو حضرت ابراہیمؑ کا لڑکا کیوں کہا جاتا ہے

جبکہ وہ اس کے نطفہ سے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ کیونکہ باپ کا رگداد ہی ہوتا ہے جو کہ اس کی صلب سے پیدا ہو کیونکہ بے پالک لے اپنا بیٹا ہو نہیں سکتا۔ ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔

رَاٰحِزَمَتْ عَلَیْکُمْ اَمْهَنُکُمْ وَبَنٰکُمْ وَاَخَوٰتِکُمْ وَحَلَّ لَیْلٌ
اَبْنَاَکُمْ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ وَاَنْ تَجْعَزَ اَبْنُ الْاَخْتِیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط
اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَفُوًّا رَّحِیْمًا ؕ تم پر یہ عورتیں، حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری
بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہارے اُن بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری
پیشوں سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو اکٹھا کرو۔ مگر جو گزر چکا اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا
ہے ؕ (۲۴۔ آیت ۲۳)

۲۴) وَمَا جَعَلَ اَدْحِیَکُمْ اُمَّتًا وَّکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاہِکُمْ ط اللّٰهُ
یَقُوْلُ الْحَقُّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ؕ اَذْعُوْهُمْ لِاِیَّاهُمْ هُوَ اَسْطَعِنَدَ اللّٰهُ
”اور نہ تمہارے بے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا ہے یہ تمہاری اپنی منہ کی بات ہے اور اللہ سچ
کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اُنہیں اُن کے باپوں کے نام سے پکارو یہ اللہ کے
نزدیک زیادہ انصاف ہے (۲۴۔ آیت ۲۵ و ۲۵)

اگر یہ کہا جائے کہ جس کی بیوی ہو اسی کا بیٹا کہلانا چاہئے خواہ عورت کسی طرف سے
عالمہ ہو جائے تو پھر آریوں کے نیوگ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟ جبکہ وہ بھی یہی کہتے
ہیں۔ خدا جانے یہ بات کہ بانجھ ہیں اور کنواہ پن ہٹائے جانے کے بغیر ہی لڑکے پیدا ہو گئے تھے
جو کہ نہ صرف قرآن مجید۔ حدیث شریف اور فطرت کے بلکہ عقل کے بھی خلاف ہے اکثر مسلمانوں
کی سمجھ میں کیونکر آ جاتی ہے۔ مگر اس کے بالمقابل یہ بات جو کہ زیادہ قرین قیاس ہے اور عقل و
سمجھ کے مطابق ہے۔ کہ اسباب پیدا ہو جانے کے ماتحت یہ دونوں رکاوٹیں دور ہو گئیں
اور لڑکے پیدا ہوئے۔ سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم عین فطرت
کے مطابق ہے۔

۱۵) وہ آیات جن سے حضرت عیسیٰ کا باپ ثابت ہوتا ہے

(۱) وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۖ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَذَٰ هَٰئِلَآلِ السُّعْفِ وَيَعْقُوبَ ۚ مَآكُلًا هَٰذَا يَنَاهُ ۚ وَنُوحًا هَٰذَا يَمَانٌ ۚ قَبْلَ ذَٰلِكَ ۖ ذُرِّيَّتُكَ دَاوُدَ وَسُلَيْمَنَ ۚ وَإِسْحَاقَ ۚ وَيُوسُفَ ۚ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَذُرِّيَّتُكَ يَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَآلِيَّاسَ ۚ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَرَاسَمُوعِيلَ ۚ وَالْإِسْمَ وَدَاوُدَ ۚ وَنُوحًا ۚ وَكَذَٰلِكَ فَضَّلْنَا عَلَىٰ الْعَالَمِينَ ۝ وَمِنَ الْأَمْيَانِ ۚ وَذُرِّيَّتُهُم بِإِسْمِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ اِلهِ ہمارے دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے خلاف دی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبہ میں بلند کرتے ہیں تیرا سب حکمت والا جاننے والا ہے۔ اور ہم نے اُس کو اسحق اور یعقوب دیئے ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہم نے پہلے سے ہدایت دی اور اس کی نسل سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو رہدایت دی، اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں اور ذکر کیا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور ایاس کو یہ سب صالحین میں سے تھے اور اسمعیل اور ایلح اور یونس اور لوط کو اور ان سب کو ہم نے قوموں پر فضیلت دی اور ان کے باپ داؤد میں سے اور ان کی نسل سے اور اُن کے بھائیوں سے اور ہم نے ان کو برگزیدہ کیا اور ہم نے اُن کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی۔
 اگر حضرت عیسیٰ کا باپ نہ تھا تو پھر اللہ نے اُن کو مذکورہ بالا اٹھارہ نبیوں میں جن کے باپ تھے شامل کیوں کیا۔ کیا خدا کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے؟ اور اُن کی والدہ کرمہ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا تھا؟ اگر یہ کہا جائے کہ بعض کے باپ تھے اور بعض کے نہ تھے تو پھر مندرجہ بالا اٹھارہ نبیوں میں سے حضرت عیسیٰ کو چھوڑ کر لیے نبیوں کے نام بتلائے جائیں جو کہ بلا باپ پیدا ہوئے اور جو کچھ وقت اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ بعض کے معنی ہمیشہ ایک سے زیادہ کے ہوتے ہیں اور حضرت عیسیٰ تو متنازع فیہ ہیں۔ لہذا اُن کی مثال

دینا درست نہیں اگر یہ کہا جائے کہ بعض کے باپوں کو ہدایت دی تو اس کا مناف مطلب یہ ہے کہ بعض کے باپوں کو ہدایت نہیں دی۔ مگر باپ تو تھے۔ خواہ ہدایت یافتہ نہ ہوں۔ علاوہ انہیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کا الگ ذکر کر کے ان کے لئے ابا کا لفظ استعمال کیا جاتا تو اکثر مسلمان فوراً یہ کہہ دیتے کہ اس سے مراد اُن کا نانا یا چچا ہے مگر اللہ نے اپنی کمال حکمت سے اُن کا ذکر بھی باپ دے نبیوں کے ساتھ ہی کیا تاکہ ابا کے جو معنی دوسرے نبیوں کے حق میں لئے جائیں وہی حضرت عیسیٰ کے متعلق لئے جائیں۔ اللہ اکبر!

(۱۶) وَإِذْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَمْثَلُكُمْ۔ وہ جن کو تم اللہ

کے سوائے پکارتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں۔ (۷- آیت ۱۹۴)

(ب) وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ

”اور جنہیں یہ اللہ کے سوائے پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے

کئے ہیں۔“ (۱۶- آیت ۲۰)

مذکورہ بالا آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح بندے ہیں اور اُسی طرح سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے لوگ اب غور کر کے دیکھ لیجئے۔ کہ جن لوگوں کو خدا کے سوائے پکارا جاتا ہے اُن تمام کے باپ تھے۔ تو اب کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا جن کو عیسائی خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر اللہ کا شریک بناتے ہیں۔ باپ نہ ہو۔ دوسرے عیسائیوں کے ہاتھوں میں اس کی الوہیت کی یہ دلیل ہو جاتی ہے کہ وہ ہم جیسے انسان نہیں تھے۔ کیونکہ وہ ہماری طرح لطفہ سے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ غیر معمولی طریقہ سے پیدا ہوئے تھے لہذا اُن کو خدا کا شریک ٹھہرانا جائز۔

(۱۷) قُلْ لَّوْكَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يُمْشُونَ وَطَمْرِئِينَ لَنَزَّلْنَاهُمْ

مِنْ السَّمَاءِ مَلَائِكَةً دَسُوكَ الْأَرْضِ مَلَائِكَةً يُمْشُونَ۔ کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور اُن پر

آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے۔“ (۱۶- آیت ۹۵)

مذکورہ بالا آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس جنس کے لوگ دنیا میں آباد ہوں گے اُسی قسم کے رسول ان کی طرف مبعوث ہوں گے۔ اب یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کر کے ان لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا جن کے باپ تھے۔ نہ صرف مذکورہ بالا آیت کے خلاف ٹھہرتا ہے بلکہ ایسا نبی ایسی قوم کے لئے کوئی نمونہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ قوم تو باپ والی اور رسول بلا باپ ایک منطقیہ خیز سی بات ہے۔ گویا قوم کے ہاتھوں میں ایسے رسول کے نہ ماننے کی یہ دلیل بھی دینا ہے کہ چونکہ آپ کی پیدائش ہماری پیدائش سے مختلف ہے۔ لہذا آپ ہمارے رسول نہیں ہو سکتے۔ درحقیقت حضرت عیسیٰ کا باپ تھا تب ہی وہ ایسے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن کے باپ تھے۔ اگر حضرت عیسیٰ کا باپ نہ مانا جائے تو پھر مذکورہ بالا آیت کی رو سے وہ بنی نہیں ہو سکتے۔

(۴) اُدْعُوهُمْ بِآبَائِهِمْ هُوَ اقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اَبَاءَهُمْ فَاُخْوَانُكُمْ فِي الدِّیْنِ وَصَوَالِیْكُمْ ط "انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف ہے پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں۔" (۲۴ سورہ آیت ۵)

مذکورہ بالا آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمام لوگوں کے باپ ہوتے ہیں۔ خواہ لوگ کسی شخص کے باپ کو نہ جانیں مگر نہ جھٹلنے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ لوگوں کے باپ نہیں ہوتے چنانچہ کئی ایسے نبی گزے ہیں جن کے باپوں کو لوگ نہیں جانتے مثلاً حضرت موسیٰ حضرت زکریا حضرت الیاس حضرت یونس وغیرہ تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو گا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اگر کسی عورت نے بغیر خاوند کے ہی بیٹا جن دنیا تھا اور یہ بات خدا کے علم میں بھی تھی تو پھر اسی آیت میں یہ الفاظ بھی ہونے چاہئے تھے کہ اگر کسی کا باپ نہ ہو تو کسے ایسا سمجھو۔ اب قرآن پاک میں ایسے الفاظ کا نہ ہونا صاف ثابت کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی عورت نہیں جس میں مرد اور عورت کی دونوں طاقتوں کا مجموعہ

ہو اور وہ بغیر خاوند کے بیٹا بن گئے اور نہ دنیا میں کوئی ایسا انسان گذرا ہے جو عورت سے بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو۔

(۵) اَلَا اِنَّ اَكْثَرَكُمْ لَمُفْسِدٌ ۚ وَ مَا تَدْرِي لَكُمْ رَبُّ اَبَاكُمْ اَلَا وَ لَيْنٌ ۚ اَسْ كُمْ

سوائے کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ داداوں کا رب ہے (۴۴-۴۵-آیت ۸)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانہ کے مردوں اور عورتوں کے باپ دادا تھے جیسا کہ آج کل ہوتے ہیں اگر حضرت عیسیٰ کا باپ نہ ہوتا تو وہ ضرور اس آیت سے بھی مستثنیٰ قرار دیے جاتے۔ باپ کا ہونا پہلے ضروری ہے۔ کیونکہ اگر باپ نہ ہو تو پھر دادا کیسے ہو جائے۔
(۶) وَ اِلٰی ذٰلِكَ مَآ دَکُنْ ۚ اور باپ کی اور جو اُس سے پیدا ہوا (۹۰-آیت ۳)

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو عورت سے پیدا ہوتا ہے اس کا باپ بھی ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے۔ کہ بغیر باپ کے کوئی شخص عورت سے پیدا نہیں ہو سکتا اب حضرت عیسیٰ کی پیدائش کو بغیر والد کے ماننا گویا اس آیت کو جھٹلانا ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا مسئلہ تو متنازعہ فیہ ہے اس لئے یہ بطور مثال کے پیش نہیں کیا جا سکتا البتہ قرآن اور حدیث سے کسی اور شخص کا نام بتلایا جائے۔ جو کہ عورت سے پیدا ہوا ہو مگر اس کا باپ نہ ہو

۱۰، حضرت عیسیٰ کی پیدائش بن باپ کا عقیدہ مسلمانوں میں کیونکہ رائج ہوا

۱۱، شروع میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مریم نے جائز طور پر حمل لے کر حضرت عیسیٰ کو جنا چنانچہ اُن کے خاوند کو یوسف بنجار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جو کہ حضرت عیسیٰ کے باپ تھے اور اسی سے حضرت مریم کے بطن سے کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں اور ان تمام کا باپ وہی تھا۔ درمیان نے بھی حضرت عیسیٰ کو یوسف بنجار کا ہی بیٹا کہا اور

خود حضرت عیسیٰ نے بھی اپنے آپ کو قریباً ساٹھ مرتبہ ابن آدم یعنی انسان کا بیٹا ہی کہہ کر
 پکارا اور علاوہ اس کے نہ صرف اُس زمانہ کے لوگ بلکہ اُن کے حواری بھی اُنہیں یوسف
 نجار کا ہی بیٹا سمجھتے تھے۔ جیسا کہ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں مقدس بائبل سے
 ثابت کیا گیا ہے۔

(۲) دراصل بات یہ ہے کہ یہودی نہ صرف کھلم کھلا حضرت عیسیٰ کا انکار ہی
 کرتے۔ بلکہ اُن پر طرح طرح کے الزام لگاتے تھے تو اس وقت دوسرے لوگ یہ دیکھتے
 ہوئے کہ یہودی اپنی ہی قوم کے ایک فرد کو جھٹلا رہے ہیں حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لاتے
 چنانچہ کئی سال تک عیسائی مذہب کوئی ترقی نہ کر سکا کچھ عرصہ کے بعد ایک یہودی سینٹ
 پال نے جسے حضرت عیسیٰ کی زندگی میں نہ تو ایمان لانے اور نہ اُن کی تعلیم اور صحبت سے
 کچھ فائدہ اُٹھانے کا موقع ملا تھا عیسائی مذہب کو اختیار کر لیا وہ ایک چلتا پڑھتا ہوشیار آدمی
 تھا اس نے جب یہ دیکھا کہ یہودی تو اس مذہب کو نہیں مانتے تو پھر اس کے سروں پر خیال
 سمایا کہ بہتر ہو گا کہ اس مذہب کو دوسری قوموں کے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس نے
 اپنی توجہ یورپ کی طرف پھیر دی۔

(۳) یورپ میں اس وقت بُت پرستی کا بہت زور تھا چنانچہ اہل یورپ اس بات
 کے قائل تھے کہ خدا کنواری سے پیدا ہو کر بطور اوتار کے دنیا میں آتا ہے اور وہ خدا کا
 بیٹا کہلاتا ہے۔ سینٹ پال ذہین آدمی تو تھا ہی اس نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اور
 ان تمام حالات کا مطالعہ کر کے اس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ کنواری سے
 پیدا ہوئے اس لئے وہ خدا کا اوتار اور اس کا بیٹا ہے۔ بلاشبہ جب تک عیسائی اُن کو یوسف
 نجار کا بیٹا کہتے رہے تو کوئی ترقی نہ کر سکے اس لئے اُنہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت عیسیٰ
 کا درجہ بڑھا کر انہیں خدا کا بیٹا بنایا جائے تاکہ ترقی کرنے کا کوئی راستہ نکل آئے چنانچہ اس
 غرض کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے یسایہ نبی کی اس پیشگوئی کو کہ جو ان عورت حاملہ

اور حضرت عیسیٰ کا کنواری سے پیدا ہونا اکثر مسلمان تسلیم کرتے ہیں

(۵) مسلمانوں میں ان عقاید کے پھیلنے کا دوسرا سبب یہ ہوا کہ عام طور پر مفسرین نے عیسائیوں کے عقاید سے متاثر ہو کر قرآن پاک کی آیات کے وہ معنی کئے جن سے ان خیالات کی تائید ہو مثلاً **وَلَمْ يَمَسَّهُ رِجْیٌ بَشَرٌ** کا یہ مطلب بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور بل رفعہ اللہ کے یہ معنی بیان کر دیئے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھ گئے۔ مگر ایسے حضرات نے اتنا بھی نہ سوچا کہ وہ قرآن پاک کی ایسی غلط تفسیر کر کے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تائید کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج عیسائی ایسے عقاید رکھنے والے مسلمانوں کو ہر میدان میں شکست پر شکست دے رہے ہیں۔ عیاں راجحہ میاں۔

(۶) تیسرا سبب یہ ہوا کہ چونکہ یہودی حضرت مریمؑ پر زنا کا بہتان لگاتے تھے اس لئے مسلمانوں نے ان کا خاوند قرار دینے میں ان کی کسر نشان سمجھی اور عیسائیوں کے ساتھ متفق ہو کر انہیں کنواری سمجھا اور ان کے حمل کو خدا کی طرف منسوب کر دیا گیا قرآن پاک کی ان آیات پر جن سے حضرت مریم کی شادی کا ہونا ثابت ہوتا ہے کوئی غور نہ کیا حالانکہ حضرت مریمؑ کا خاوند قرار دینا ان کی شان کے خلاف نہیں بلکہ ان کا خاوند قرار نہ دینا ان کی شان کے خلاف ہے غرضیکہ عیسائیوں نے بائبل کی غلط تفسیر کر کے کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا۔ جس کی تائید مسلمانوں نے بھی کر دی۔ نہ صرف یورپ کو بلکہ دنیا کے اکثر لوگوں کو حضرت عیسیٰ کا خدا اور خدا کا بیٹا ہونا تسلیم کرایا اور مسلمانوں نے چند آیات کی غلط تفسیر کر کے اور یہ کہہ کر بھی کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا اپنے مذہب کی اشاعت کے متعلق کوئی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ عیسائیوں کے باطل عقاید کی تائید کی۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے۔ کہ بجائے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کرنے کے اپنے ہاتھوں سے ہی ان کو بغیر کسی رکاوٹ کے اپنا مذہب پھیلانے کا موقع دے دیا اگر اہل اسلام قرآن کریم اور حدیث شریف کے ماتحت یہ کہہ دیتے کہ حضرت مریمؑ نے خاوند کر کے اپنی عصمت کی محافظت کی تو اس سے ایک

تہود یوں کے اعتراضوں کے جواب بھی دے دیتے اور دوسرے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید بھی کرتے اور تیسرے اپنے مذہب کی اشاعت کو بھی تقویت پہنچاتے۔ اب عیسائی جتنا زور حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت پر دے رہے ہیں۔ اہل اسلام اس کا عشر عشیر بھی اللہ کی توحید منوانے پر بھی خرچ نہیں کرتے بلکہ یہ دیکھنے ہوئے کہ کس طرح باطل حق کو دبا رہا ہے پھر بھی اس کے ابھارنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے حالانکہ انہیں عیسائیوں کی مثال دے کر اپنے دین کو پھیلانے کا حکم دیا گیا تھا اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَصَادًا لِلَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِّلْحَوَارِثِ مَنْ أَصَادَ حَتَّىٰ إِلَى اللَّهِ مَا كَانَ لِلْحَوَارِثِ تَحْكُمُ الْأَصَادُ لِلَّهِ** لے لو جو ایمان لائے ہو اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ۔ جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا اللہ کے رستہ میں کون میرے مددگار ہیں حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں (۱۱۱-۱۱۲ آیت ۱۱) اب غور کر کے دیکھ لیجئے کہ کس طرح سے عیسائی اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے دنیا کے کونے کونے تک پہنچے ہوئے ہیں اور اہل اسلام ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ حبیبے مسلمانوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کو چھوڑ رکھا ہے اسی وقت سے یہ رُوبہ تنزل ہیں۔ حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم اپنے دین کی اشاعت کرو گے تو اللہ تمہیں مضبوط کر دے گا اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُخْرِجْ أَتَدَارِكُوا** لے لو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم مضبوط کر دے گا (۱۱۲-۱۱۳ آیت ۱۱)

(۱۱۲) چوتھا سبب یہ ہوا۔ کہ جب مسلمان قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو یہ خیال پہلے سے ہی ذہن نشین ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے لہذا ان کے متعلق جتنی آیات ان کے پیش نظر ہوتی ہیں ان تمام سے وہی استدلال نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے جو کہ ان کے پرانے خیال کے ساتھ متفق ہو سکیں کیونکہ اس کے خلاف جاننا کفر سمجھا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک اس عقیدے کی اصلاح نہ ہو سکی۔ چنانچہ جب کبھی ایسے صاحبان کو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا باپ تھا۔ تو حیرت میں پڑ جاتے ہیں اور تعجب سے پوچھتے ہیں۔ کہ کون تھا؟ مگر جب اس کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کا باپ کون تھا تو پھر خاموش رہ جاتے ہیں۔ دوستو! کسی کا باپ نہ جاننے سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ جو عورت سے تولد ہو گا وہ بغیر باپ کے نہ ہو گا۔ عقلمند صاحبان کے لئے ایک اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

(۸) پانچواں سبب یہ ہوا کہ حضرت مسیح کی پیدائش بلا باپ کے غلات کچھ لکھنا کفر کا موجب سمجھا گیا یہی وجہ ہے کہ آج تک مسلمانوں نے نہ تو اس مسئلہ کی کوئی تحقیقات کی اور نہ اس پر کچھ روشنی ڈالی گویا لاپرواہی سے کام لیتے رہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اہل اسلام نے اس مسئلہ کو اس قابل ہی نہ سمجھا کہ اس کی طرف کوئی توجہ کریں چنانچہ اس مسئلہ کے متعلق لکھنے والوں کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیوں کو اپنے باطل عقاید جن کی بنیاد حضرت مسیح کی غیر معمولی پیدائش پر رکھی ہوئی ہے۔ دنیا میں پھیلانے کا خوب موقع مل گیا اور اس گمراہی کے سیلاب کو روکنے والا کوئی نہ رہا۔ آخر روکنے والے تو مسلمان ہی تھے مگر افسوس وہی ان کی تائید کرنے والے بن گئے اس طرح سے حق کی اشاعت تو دُوب گئی اور گمراہی دنیا میں پھیل گئی۔ بلاشبہ ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید مرحوم نے یہ سمجھ کر کہ عیسائی نہ صرف حیات مسیح بلکہ ولادت مسیح سے بھی ناجائز فائدہ اٹھا کر دنیا بھر میں گمراہی پھیلایا ہے۔ ہیں اپنی تفسیر میں اس کی تحقیقات کی اور اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت عیسیٰ کا باپ ثابت کیا۔ اس کے بعد ماسٹر محمد سعید صاحب نے ”سعادت مزہبہ“ کے نام سے ایک کتاب لکھی بعد ازاں مولوی امام الدین صاحب گجراتی نے ایک کتاب بنام ”التنقیح۔ فی۔ ولادت مسیح تھریوکی۔“ اس کے بعد قبلہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس مسئلہ کی بڑی تحقیقات کر کے اس پر خوب روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ڈاکٹر لشارت احمد صاحب نے ایک

رسالہ بنام "ولادت مسیح" لکھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام صاحبان کو جزائے خیر دے۔ حقیقتاً ایسے صاحبان کی ایسی خدمات دنیاوی مفروض سے بے لوث ہیں کیونکہ حضرت مسیح کا باپ ثابت کر کے انہوں نے کوئی ذاتی فائدہ تو نہیں اٹھایا۔ بلکہ عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید کے اشاعت اسلام کو تقویت پہنچانی البتہ محض وفقت مسیح کے ثابت کرنے سے یہ غرض تو ہو سکتی ہے۔ کہ مسیح موعود کے دعوے کی بنیاد پڑ جائے۔

(۸) قادیانی عقیدے پر ایک نظر

قادیانی حضرات تو یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مریمؑ مرد اور عورت دونوں طاقتوں کا مجموعہ تھیں حالانکہ ایسے شخص کو فحشا خیال کر کے معیوب سمجھا جاتا ہے بلاشبہ ایسے شخص کے توئے مکمل نہیں ہوتے نہ تو مرد کے اور نہ عورت کے گویا ادھورا رہتا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ كُنْتُمْ فِي رُشْدٍ مِّنَ الْبُعْثِ بَاثِنًا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مَّضْغَةٍ مُّخْلَقَةٍ وَءَعْيِرٍ مُّخْلَقَةٍ" ہم نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر لطفہ سے پھر لوتھرے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو رکھی (پورا بن جاتا ہے اور رکھی) ادھورا رہتا ہے (۲۲۔ آیت ۵) بھلا ایسے شخص کے ہاں اولاد کیسے پیدا ہو۔ چنانچہ دنیا میں کسی فحشا کے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوتی۔ مگر حضرت مریمؑ کے متعلق ایسا کہنا ان کی شان کے خلاف ہے کیونکہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں ایک عورت کے پورے توئے دیے تھے۔ جیسا کہ کلام ربانی اس پر شاہد ہے۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَ أُنْبِتَتْهَا رَبًّا تَحْسَنًا مَّا سَوَّاهُ رَبُّهُ لِيَاكُنْ مِنْكُمْ رِجَالٌ وَ قَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَ أُنْبِتَتْهَا رَبًّا تَحْسَنًا مَّا سَوَّاهُ رَبُّهُ لِيَاكُنْ مِنْكُمْ رِجَالٌ (۳۶۔ آیت ۳۶)

(۳۶) اگر حضرت مریمؑ میں مرد اور عورت کی دونوں طاقتیں موجود تھیں جن کے ملنے سے حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہو گئے تھے تو پھر کس واسطے ان کے دوسرے بھائی اور بیٹے ان دونوں طاقتوں کے ملنے سے پیدا نہ ہوئے اور ان کی پیدائش کے سلسلے میں کیوں یہ دونوں

عقائد کو گور نہیں ہی اٹھنے میں شک ہے تو ان کو دیکھو

طاقتیں بے کار ہو گئیں۔ اور کس واسطے انہیں دوسرے بچوں کے لئے خاوند کرنا پڑا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ میں دونوں طاقتیں کبھی بھی نہ تھیں اگر تمام لڑکے اور لڑکیاں بغیر خاوند کے ہی پیدا ہو جاتے تو اس وقت ایسا نتیجہ نکالنا درست ہوتا۔ علاوہ ازیں اگر ماں میں دو طاقتیں پائی جائیں۔ تو پھر اس کے بیٹے میں دونوں طاقتیں کیوں نہ ہوں چنانچہ مشہور مثال ہے جیسی کھیتی ویسا پھل۔ یہی وجہ ہے کہ اہل نصار نے حضرت عیسیٰؑ میں دو طاقتیں مانتے ہیں۔ کہ وہ خدا بھی تھے۔ اور انسان بھی گویا حضرت مریمؑ میں دو طاقتیں ماننے سے عیسائیوں کے باطل عقاید کی اور تائید ہو جاتی ہے اور بات وہی رہتی ہے کہ اُن کو بغیر مرد کی طاقت یعنی نطفہ کے حمل نہ ہوا۔ خدا جانے حضرت مریمؑ کے لئے الگ خاوند قرار دینے میں۔ احمدی حضرات کو کیا نقصان پہنچ جاتا ہے جو اُن کے متعلق یہ کہنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں کی طاقت کا مجموعہ تھیں۔ گویا هٰذَا شَيْءٌ يَحْجُبُ کی مثال اُن پر صادق آتی ہے۔ جس کا نہ تو کوئی فلسفہ ہے اور نہ اس سے عیسائیوں کے باطل عقاید کی کوئی تردید ہوتی ہے۔

(۳) اگر خدا نے کچھ ایسی عورتیں بھی پیدا کی ہوتیں جن میں مرد اور عورت دونوں کی طاقتیں رکھی جاتیں۔ تو پھر قرآن پاک میں اُن کے نشانات کا بھی کچھ ذکر ہونا چاہئے تھا۔ تاکہ مرد سمجھ لیں کہ فلاں عورت دونوں طاقتوں کا مجموعہ ہے لہذا اس سے نکلح نہ کریں۔ کیونکہ ایسی عورتیں تو بغیر خاوند کے ہی بچہ جن دیں گی۔ اگر کوئی نشانات نہ ہوں تو پھر کئی عورتیں زنا سے بچے پیدا کر کے نہایت آسانی سے یہ کہہ دیں گی۔ کہ ہم میں دونوں طاقتوں کا مجموعہ ہے لہذا ہم نے بغیر خاوند کے بچے پیدا کر دیئے۔ علاوہ ازیں ایسی عورتوں کے متعلق یہ الفاظ بھی ہونے چاہئیں کہ جو عورتیں بغیر نطفہ ڈالنے کے ہی حاملہ ہو جائیں۔ گویا ذیل کی آیات سے اُن کو مستثنیٰ قرار دینا چاہئے تھا۔

(۱) نَلَمَّا نَفْسُهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا۔ پھر حجب وہ (مرد) اس (عورت) کو ڈھانکتا

ہے تو وہ ایک ہلکا سا بوجھ اٹھا لیتی ہے“ (۲۱ - آیت ۱۸۹)

ربِّ اَلَمْ يَرَاكَ لُطْفَةً مِّنْ مَّيْنِ يُّمْنِنُ ۝ کیا وہ (انسان) منیٰ کا ایک لطفہ نہ تھا۔

جو ڈالی جاتی ہے - (۲۵ - آیت ۳۷)

(رح) قُلَيْدُظَرْ اَلَا لُتْسَانٌ مِّمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ ذَا فِئَةٍ ۝ پس انسان دیکھے

کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ گرائے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے - (۸۶ - آیت ۱۵)

لطفہ کا ڈالنا اور گرانا ہی صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ چیز عورت کے اندر موجود نہیں ہے

اس حدیث کو بھی ملاحظہ کیجئے۔ مَا مَثْنُونَ هِيَ النُّطْفَةُ فِي الْاَرْحَامِ النِّسَاءُ ۝ لطفہ

جو تم عورتوں کے رحم میں ڈالتے ہو، رنجاری کتاب التفسیر سورہ الواقعہ - (۵۶ - آیت ۵۸)

(۴) بلاشبہ قادیانی حضرات کے ہاتھوں میں بھی حضرت عیسیٰ کی پیدائش بن باپ کا

کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ کہیں کہ ”مسیح موعود“ نے فرمایا ہے۔ اب یہ کوئی دلیل

نہیں بلکہ تقلید ہے اور اسی نے مسلمانوں کا ستیا ناس کیا اور اپنی عقل سے کچھ کام نہ لیا۔ گویا

اپنی عقل دوسروں کے پاس گروی رکھ دی۔ کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب اسی واسطے

دنیا میں مبعوث ہوئے تھے کہ آئندہ کے لئے فہم قرآن کا دروازہ بند کر دیں؟ مجھے انوس سے

کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں میں تقلید کا مادہ بہت ہے اور تحقیقات کا بہت ہی کم چنانچہ مسیح

موعود کا دم بھرنے والوں میں بھی کوئی چنداں تبدیلی نہیں ہوئی۔ کیونکہ اُن میں بھی ویسا ہی

تقلید کا مادہ ہے جیسا کہ دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں۔ کسی نے امام ابو حنیفہ کی تقلید

کر لی اور کسی نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اپنا امام بنایا غرضیکہ تقلید کے جال میں دونوں ہی

پھسے رہے۔ ایسے صاحبان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ایسی تقلید کا جس سے انسان اپنی عقل سے

بھی کوئی کام نہ لے سکے۔ کیا فائدہ؟ حالانکہ قرآن پاک کے نازل کئے جانے کی غرض یہی ہے کہ انسان

عقل اور سمجھ سے کام لے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

”ہم نے یہ قرآن عربی اتارا ہے تاکہ تم سمجھو“ (۱۲ - آیت ۲) اگر باپ دادوں کی ہی تقلید کرنی

ہوتی تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بجائے قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کرنے کے اپنے اباؤ اجداد کی ہی تقلید کرتے +

(۵) بلاشبہ حضرت مرزا غلام احمد پہلے اسی خیال پر تھے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ اور وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے مگر جب ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید احمد مرحوم نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰؑ کا باپ تھا اور وہ دفات پاگئے۔ تو اس کے بعد مرزا صاحب نے کہا کہ خدا نے مجھے ہدایہ دہی کے بتلایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دفات پاچکے ہیں۔ گویا خدا کی دہی اور سرسید کی عقل برابر ہو گئی چونکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بغیر دفات مسیح کے چلتا نہیں اس لئے حضرت مرزا صاحب زندگی بھر اسی پر زور دیتے رہے اور حضرت مسیح کی پیدائش کے متعلق اپنے پرانے خیال پر ہی جمے رہے۔ جیسا کہ امام الدین مرحوم گجراتی کو اس کے خط کے جواب میں لکھا کہ ابھی تک اس مسئلہ کے متعلق خدا نے مجھے کچھ نہیں بتلایا۔ دراصل یہ حضرت مرزا صاحب کا اپنا اجتہاد تھا کہ حضرت مریمؑ مروا اور عورت دونوں کی طاقتوں کا مجموعہ تھیں۔ جس کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ورنہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا +

(۶) حضرت میرزا غلام احمد نے صاف لکھا ہے کہ حضرت مریمؑ کی منگنی ہو چکی تھی اور وہ اپنے منگیتر یوسف کے ساتھ آزادانہ پھرتی تھیں۔ اور یوسف سے اُن کے ہاں کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں اب یہ بات تو نہایت ہی بودی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ تو خدا کی طاقت سے اور اُن کے باقی بھائی اور بہنیں یوسف کی طاقت سے پیدا ہوں۔ اس تحریر کو ملاحظہ کیجئے۔

رہ، ان رافنائوں کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح پھرنا اس امر ایسی رسم پر پختہ شہادت ہے

ایام الصلح۔ علاوہ انہیں حضرت مریم کا یوسف کی منگیتر ہونا مقدس بائبل سے بھی صاف ثابت ہے۔

۱) اب احمدی حضرات کا ہر وقت وفات مسیح کو ہی رٹنا صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ بھی عیسائیوں کے ان باطل عقائد کو جو کہ کنواری کے حمل پر مبنی ہیں۔ کوئی تردید نہیں کہہ سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود ملتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح خرق عادت کے طور پر بلا باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ خدا جانے احمدیوں کی عقلوں پر بھی کیا پردہ پڑ گیا۔ کہ یہ ایک معمولی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ جب وفات مسیح کو اس دلیل کے ماتحت مانا اور منوایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر تسلیم کرنے سے انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے افضل ماننا پڑتا ہے۔ چنانچہ بڑے زور شور سے یہ اشعار پڑے جاتے ہیں۔ ۵

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ فہمند مگر مدفون بیخرب را نداند ایں فضیلت را
غیرت کی جگہ عیسیٰؑ زندہ ہو آسمان پر مدفون ہوز میں میں شاہ جہاں ہمارا
رسول حق کو مٹی میں سلایا مسیح کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہین کر کے پھل دیا ہی پایا اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

تو پھر اسی دلیل کے ماتحت حضرت عیسیٰؑ کا باپ کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کی خرق عادت پیدائش بھی تو انہیں جناب رسالت اب صلعم سے افضل ہی ٹھہراتی ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اگر صرف عیسیٰؑ آسمان پر اٹھائے جانے کی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ پر کوئی فضیلت پاسکتے ہیں۔ تو پھر وہ غیر معمولی طور پر پیدا ہو جانے کی وجہ سے کیوں ان پر کوئی فضیلت نہیں پاسکتے؟ جبکہ دونوں باتیں سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ بلکہ پیدائشی فضیلت تو بدرجہ اولیٰ ہونی چاہئے۔ کیونکہ ان کی والدہ مکرمہ کو خرق عادت کے طور پر حمل ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ کی والدہ محترمہ کو ایک خاوند کے ذریعے گویا معمولی حمل سے پیدا شدہ انسان تو معمولی اور غیر معمولی حمل سے پیدا شدہ غیر معمولی۔ جب حمل کرنے والوں میں فرق ہے۔ تو پھر بچوں میں فرق کیوں نہ ہو؟ اس شعر پر خوب غور کیجئے۔

خدا کے فعل سے فعل بشر کیونکہ برابر ہو ! وہاں قدرت یہاں در ماندگی فرق نمایاں ہے

بلاشبہ عیسائیوں نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت عیسیٰؑ کی غیر معمولی پیدائش پر رکھی ہوئی ہے نہ کہ اُن کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے پر۔ اب عیسائیوں کے مذہب کی بنیاد کو نہ گزانا اور صرف حضرت مسیح کی وفات پر زور دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۸) علاوہ انہیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب حضرت مسیحؑ کی پیدائش خرق عادت کے طور پر ہو سکتی ہے تو پھر اُن کا آسمان پر اُٹھایا جانا کس واسطے خرق عادت کے طور پر نہیں ہو سکتا ایک بات کو خرق عادت ماننا اور دوسری کا انکار کرنا خلاف اصول ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اُنہیں بغیر باپ کے پیدا کرنے پر قادر تھا تو کیا اُنہیں آسمان کی طرف لے جانے پر قادر نہ تھا اس پر حالمیان حیات مسیحؑ کی یہ دلیل بھی زبردست ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ روح سے پیدا ہوئے تھے گویا اُن کا جسم روحانی تھا کیونکہ بغیر مرد کے لطفہ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اُنہیں اللہ کا کلمہ اور اس کی روح کہا گیا جیسا کہ قرآن پاک شاہد ہے اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمَتْهُ الْآلِهَةُ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحُ مِّنْهُ ۚ- مسیح عیسیٰ بن مریم مرث اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ جو اُس نے مریم کی القا کیا اور اس کی طرف سے روح ہے۔ (۱۱- آیت ۱۷۱) یہی سبب ہے کہ وہ آسمان پر اُٹھائے گئے کیونکہ تمام کلمات اور روح اوپر ہی چڑھتے ہیں ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔ تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ اِلَيْهِ- فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ (۱۰- آیت ۱۲) اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ اسی کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے۔ (۲۵- آیت ۱۰) دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ جب اُن کی پیدائش مٹی سے نہیں تو پھر اُن کی وفات مٹی میں کیوں ہو؟

(۹) اب حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو کیڑے کوڑوں کی پیدائش سے تشبیہ دے کر بلا پایہ کے ثابت کرنا اور اُن کے آسمان پر اُٹھائے جانے کو فرشتوں اور روحوں کی مثال سے کرنا بت نہ کرنا خلاف قاعدہ ہے۔ کیونکہ ایک نبی کی پیدائش کو کیڑوں سے مشابہت دینا اس کی شان

کے شایاں نہیں البتہ اُن کے آسمان پر اُٹھائے جانے کو فرشتوں اور روحوں سے تشبیہ دینا اُن کی شان کے شایاں ہے اگر یہ کہا جائے کہ اُن کی پیدائش بلا باپ کو نہ ماننا دہریہ پن ہے تو پھر اُن کا بجد عنصری آسمان پر اُٹھایا جانا تسلیم نہ کرنا کیونکر دہریہ پن نہ ہو؟ جو جواب اس کے متعلق دیا جائے وہی پیدائش کے متعلق سمجھ لیا جائے اگر یہ کہا جائے کہ وہ فرشتے نہیں تھے جو آسمان پر چڑھ جاتے تو پھر اسی طرح سے وہ کیڑے کوڑے بھی نہیں تھے جو بغیر باپ کے پیدا ہو جاتے۔ کیونکہ انسانی پیدائش کا قانون تو کیڑوں کی پیدائش کے قانون سے بالکل الگ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اُن کی وفات قرآن پاک سے ثابت ہے۔ تو پھر اسی طرح سے اُن کا عورت کے ذریعے نطفہ سے پیدا ہونا صاف ثابت کرتا ہے کہ اُن کا باپ تھا۔

(۱۰) حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے متعلق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت میرزا غلام احمد کے اقوال کا مقابلہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کسی صحیح نتیجے پر پہنچ کر اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ دونوں میں سے کس کا قول سچا ہے۔

قول جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عیسیٰؑ کو اُن کی والدہ نے اس طرح سے حمل میں لیا جس طرح دوڑی عورتیں حمل میں لیتی کرتی ہیں۔ اور اُسی طرح سے جنا جس طرح دوسری جنتی ہیں اسی طرح سے خوراک دی جس طرح دوسری عورتیں خوراک دیتی ہیں۔

جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ میں ایک بات بھی غیر معمولی نہ تھی۔

قول حضرت میرزا صاحب

حضرت مریمؑ کو خرق عادت کے طور پر حمل ہوا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ ایک غیر معمولی عورت تھیں۔

دراصل یہ میرزا صاحب کا اپنا جہاد و عقائد کہ رسول اللہؐ کی حدیث کے خلاف لہذا اس کا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ اگر حضرت میرزا صاحب کی نظر اس حدیث پر پڑ جاتی تو یقیناً ایسے اجتہاد کی ترویج کر دیتے۔ کیونکہ وہ حق پسند انسان تھے۔ جو کہ خدا رسیدہ لوگوں کا نشان ہوتا ہے

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا
عَلَيْهِ ۖ وَأَوْفَىٰ بِوَعْدِهِمْ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ بِإِذْنِ رَبِّكَ ۖ

جو اس سے پہلے کتاب میں سے ہے اور اس پر نگہبان - (۵۰ - ایت ۱۴۸)

وَحَدَّثَ تَوْعَنُ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَلَا حَرَجَ

اور بنی اسرائیل سے روایت کر دو کوئی حرج نہیں - (بخاری کتاب الانبیاء)

ایسا مسیح

فی

ولاد مسیح

حصہ دوم از روئے مقدس بائبل

بما شبہ حضرت مسیح کی ولادت بن باپ کا اخترا کرنے والے پہلے عیسائی ہیں جس سے
اُن کی غرض یہ ہے کہ لوگ اس بات پر ایمان لے آئیں کہ حضرت عیسیٰؑ کنواری سے پیدا ہونے
کی وجہ سے (نعوذ باللہ) خدا اور خدا کے بیٹے تھے۔ چنانچہ اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے انجیل
سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے جس کی اکثر مسلمان بھی یہ سمجھ کر تائید کرتے
ہیں کہ حضرت مسیحؑ کا باپ تسلیم کرنا ان کی شان کے خلاف ہے خواہ اس سے اُن کے باطل عقاید
کی تائید ہی ہوتی ہے۔

(۱) وہ آیات جن سے حضرت مسیح کی پیدائش بن باپ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے

(۱) اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوحنا

کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی

وہی کام کرتا ہے جسے انسان نہ کر سکے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے: ”اُس نے کہا جو انسان سے نہیں ہو سکتا وہ خدا سے ہو سکتا ہے“ (لوقا ۱۸: ۲۷) بلاشبہ مادی چیزیں مادی کو حاملہ کر سکتی ہے جب ایک مرد آسانی سے عورت کو حاملہ کر سکتا ہے تو پھر روح القدس کے حمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اور نہ عورتوں کو حمل کرنا اس کی شان کے شایاں ہے یہی وجہ ہے کہ نہ تو حضرت مریمؑ نے کبھی یہ کہا کہ اُنہیں خدا کی قدرت سے بغیر حادثہ کے حمل ہوا۔ اور نہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی یہ کہا کہ وہ روح القدس کے بیٹے تھے۔

تیسرا اعتراض:- حضرت مسیحؑ کے دوسرے بھائیوں کے لئے کیوں نہ حضرت مریمؑ کو روح القدس کی قدرت سے حمل ہوا؟ کیا اُس وقت روح القدس کمزور ہو چکا تھا؟ اب صرف حضرت یسوعؑ کو روح القدس کے حمل سے ماننا اور اُن کے دوسرے بھائیوں کو یوسفؑ نجات کے حمل سے ماننا ہرگز مفضلئے عقل نہیں۔ نہ صرف اُن کے بھائی تھے بلکہ بہنیں بھی تھیں ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ”کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اس کی ماں کا نام مریمؑ اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟“ (متی ۱۳: ۵۵)

(۲) ”کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے اور کیا اس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟“ (مرقس ۶: ۳)

(۳) ”اور وہاں بہت سی عورتیں جو گلیل سے یسوعؑ کی خدمت کرتی ہوئی اُس کے پیچھے پیچھے آئی تھیں دُور سے دیکھ رہی تھیں اُن میں مریمؑ مکدلینی تھی۔ اور یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور زبدي کے بیٹوں کی ماں (متی ۲۷: ۵۵ و ۵۶)

(۴) ”مگر اور رسولوں میں سے خداوند کے بھائی یعقوب کے سوا کسی سے نہ ملا“ (گلیتوں ۱)

(۵) ”پھر اس (حضرت مسیحؑ) کی ماں اور اس کے بھائی گئے اور باہر کھڑے ہو کر گتے بلوا

بھیجا (مرقس ۳: ۳۱) اگر حضرت مسیحؑ کے مذکورہ بالا بھائی اور بہنیں بھی روح القدس کی

قدرت کے حمل سے پیدا ہوئے تھے تو پھر انہیں کس واسطے خدا کے بیٹے اور بیٹیاں نہیں کہا جاتا۔ اگر وہ اس طور پر پیدا نہیں ہوئے تھے۔ تو پھر ان کا باپ کون تھا؟

چوتھا اعتراض:- کیا خاوند یوی کی ہم بستری کے وقت لوگ انہیں دیکھا کرتے ہیں؟ یقیناً ایسی نازک اور نجی حالت کو کوئی شخص نہیں دیکھتا تو پھر حضرت مسیح کی وفات کے کئی سو سال کے بعد متی کی انجیل لکھنے والے کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ”ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی“ عقل مند حضرات کے لئے غور کرنے کا موقع ہے۔ اب یہ الفاظ جو کہ نہ تو خدا نے کہے اور نہ فرشتے نے سوائے متی کی انجیل کے اور کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ بعد ازاں اس غرض سے زائد کئے گئے ہیں تاکہ حضرت مسیح کا کنواری سے پیدا ہونا ثابت ہو سکے مگر افسوس متی کی انجیل کا مصنف یہ وجہ بیان نہ کر سکا کہ یوسف اور مریم کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ تھی کہ خاوند اپنی بیوی کے پاس نہ جائے آخر منگنی کیوں کی گئی تھی؟ اور کس واسطے یوسف نجار کو حضرت مریم کا خاوند قرار دیا گیا تھا؟ اس آیت پر غور کیجئے۔ ”اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا یہ اُس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا۔“ (متی ۱-آیت ۱۶) ناظرین اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ یوسف قبل نکاح حضرت مریم کا بچپا کا بیٹا بھائی تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ بحیثیت بہن بھائی کے پہلے بھی ملتے تھے تو پھر نکاح کے بعد کیوں نہ ان کا آپس میں میل جول ہو؟

پانچواں اعتراض:- اگر حضرت عیسیٰ روح القدس کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے تو پھر دوسرے لوگ کس کی قدرت سے پیدا ہوتے ہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ وہ خدا کی قدرت کا سے پیدا ہوئے تھے۔ تو کیا حضرت آدمؑ اور دیگر انبیا علیہ السلام قدرت ناقصہ سے پیدا ہوئے تھے؟ علاوہ ازیں ملک صدق کو جو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا تھا۔ وہ کون سی قدرت تھی؟ اس آیت کو ملاحظہ کیجئے:- ”اور یہ ملک صدق رشالیم کا بادشاہ خدا تعالیٰ کا بہن۔ ہمیشہ

کاہن رہتا ہے۔ جب ابراہیم بادشاہوں کو قتل کر کے واپس آتا تھا تو اُسی نے اُس کا استقبال کیا اور اس کے لئے برکت چاہی اس کو ابراہیم نے سب چیزوں کی وہ کی دی یہ اول تو اپنے نام کے معنی کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے۔ اور پھر شالیم یعنی صلح کا بادشاہ۔ یہ بے باپ۔ بے ماں بے نسب نامہ ہے نہ اُس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر۔ بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ تھے: ۱۰۔ عبرانیوں ۴۔ آیت ۳۱)

چھٹا اعتراض: کیا موسوی شریعت میں کنواری منگیتر کو مرد کی بیوی نہیں کہا گیا؟ ذیل کی آیات پڑھ کر جواب دیجئے۔

(۱) اور کون شخص ہے جس نے کسی عورت سے اپنی منگنی کی ہے اور وہ اُسے اپنے پاس نہیں لایا؟ تو وہ بھی ردانہ ہوا اور اپنے گھر کو پھر جائے مانہ ہو کہ وہ لڑتے دقت قتل ہوا اور دوسرا مرد اُسے لے گا (استثنا ۲۰۔ آیت ۷)

(۲) جو لڑکی کہ کنواری ہے اور وہ کسی کی منگیتر ہو اور کوئی شخص اُسے شہر میں پلکے اُس سے ہم محبت ہو تو تم اُن دونوں کو اُس شہر کے دروازے پر لکال لاؤ۔ اور تم اُن پر پتھر ڈالو کہ وہ مر جائیں۔ لڑکی کو اس لئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی۔ اور مرد کو اس لئے کہ اُس نے اپنے ہمسائے کی جورد کو رسوا کیا۔ سو تو شہر کو اپنے دریاں سے دفع کیجیو۔

لیکن اگر کوئی مرد ایک لڑکی کو جو کسی کی منگیتر ہے میدان میں پائے اور مرد جبر کرے اُس سے ریل بیٹھے تو فقط وہ مرد جو اُس کے ساتھ ریل بیٹھا مار ڈالا جائے نہ پر اُس لڑکی کو کچھ نہ کیجیو۔ کہ لڑکی کا ایسا گناہ نہیں کہ قتل کی جاوے۔ کیونکہ یہ معاملہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنے ہمسائے پر حملہ کرے اور اُسے قتل کرے کیونکہ اُس نے لڑکی کے میدان میں پایا۔ اور وہ منگیتر لڑکی چلائی۔ وہاں کوئی نہ تھا جو اُسے پتھر مارے۔ اگر کوئی آدمی کنواری لڑکی کو پلکے جو کسی کی منگیتر نہ ہو اور اُسے پکڑ کر اُس سے ہمبستر ہو اور وہ پکڑے جائیں تو وہ مرد جو اُس کے ساتھ ہمبستر ہو لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال رد پا دے اور وہ اُس کی جورد ہوئے۔ کیونکہ اُس نے اُسے رسوا کیا اور اُسے

ساتواں اعتراض: کیا قبل نکاح مرد اور عورت کا آپس میں کوئی میل جول نہیں ہوتا تھا؟ ذیل کی آیات پر غور کر کے بتلائیے۔
 ۱۵ یہ نوٹ صفحہ ۹۳ پر ملاحظہ کریں۔

”پھر اُس کی ساس نعومی نے اُسے کہا میری بیٹی کیا میں نیزا چین نہ چاہوں کہ میں میں تیری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) تھی۔ لیکن بادشاہ نے اُس سے صحبت نہ کی (اتل سلاطین ۱۔ آیت ۱۲)۔

(۴) حضرت داؤد کے علاوہ اُن کے لڑکے کے حالات پر بھی ذیل کی آیات پڑھ کر غور کیجئے۔

”اور اس کے بعد ایسا ہوا کہ داؤد کے بیٹے ابی سلام کی ایک خوبصورت بہن تھی جس کا نام ترمیقا۔ اس پر داؤد کا

بیٹا امنون عاشق ہوا۔ اور امنون ایسا بے چین ہوا کہ اپنی بہن ترمیقا کے لئے بیمار پڑا۔ کیونکہ وہ کنواری تھی سو امنون نے اُس

سے کچھ کرنا اپنے لئے دشوار جانتا۔ اور داؤد کے بھائی سمعہ کا بیٹا یونذب امنون کا دوست تھا۔ اور یہ یونذب بڑا عاقل شخص

تھا۔ سو اُس نے اُسے کہا کہ تو بادشاہ کا بیٹا ہو کے کیوں دل بدن دُلا ہوتا جا رہے؟ کیا تو مجھے خبر کرے گا؟ تب امنون نے

اُسے کہا کہ میں اپنے بھائی ابی سلام کی بہن ترمیقا عاشق ہوں۔ سو یونذب نے اُسے کہا تو بستر پر پڑا۔ اور اپنے تئیں بیمار بنا

اور حجب تیار کیا۔ دیکھئے اُسے تو اُسے کہہ میری بہن ترمیقا پر وہ بھی دیکھے کہ اُسے اور مجھے کچھ کھائے اور میرے سامنے

کھانا پکا دے تاکہ میں دیکھوں اور اُس کے ہاتھ سے کھاؤں۔ تب امنون پڑا۔ اور اپنے تئیں بیمار بنایا۔ اور حجب

بادشاہ اُس کے دیکھنے کو آیا تو امنون نے بادشاہ سے کہا میری بہن ترمیقا کو اُسے دیکھئے کہ وہ میرے سامنے ایک دھچکے لگانے

تاکہ میں اُس کے ہاتھ سے کھاؤں۔ سو داؤد نے ترمیقا کو گھر کھلا بھیجا کہ تو ابھی اپنے بھائی امنون کے گھر جا اور اُس کے لئے

کھانا پکا۔ سو ترمیقا اپنے بھائی امنون کے گھر گئی۔ اور وہ بستر پر پڑا ہوا تھا۔ اور اُس نے اُٹا لیا اور گوندھا اور اُس کے

سامنے پھینکے۔ اُسے اور پکائے۔ اور امنون نے اُس کے سامنے نہیں لکے اور اُس کے سامنے نہیں رکھ دیا۔ پھر اُس نے کھانے سے

انکار کیا۔ تب امنون نے کہا کہ سب مرد میرے پاس سے باہر نکل جاویں۔ سو ہر ایک اُس کے پاس سے اُٹھ گیا۔ تب امنون

نے ترمیقا کو کہا کہ کھانا کو ٹھہری کے اندر لاکھ میں تیرے ہاتھ سے کھاؤں گا۔ سو ترمیقا وہ پھینکے جو اُس نے پکائے تھے لئے اور

کو ٹھہری میں اپنے بھائی امنون کے پاس لائی۔ اور حجب وہ کھانا اُس کے سامنے لائی کہ اُسے کھائے تو اُس نے اُسے

پکڑا۔ اور اُس سے کہا اے میری بوا مجھ سے ہمبستر ہو۔ وہ بولی نہیں میرے بھائی مجھے رسوا نہ کر۔ کہ امرا کیل میں ایسا کام

کرنا اچھا نہیں۔ سو تو ایسی جھٹی مست کر۔ اور میں کیا کر لگی۔ کہ میری رسوائی دفع ہو؟ اور تو اسرائیل کے احمقوں میں سے

(باقی صفحہ ۹۵)

بھلائی ہو؟ اب کیا بوجہ ہمارے رشتہ داروں میں سے نہیں جس کی لونڈیوں کے ساتھ تو رہی تھی؟ دیکھو وہ آج کی رات کھلیہاں میں چھٹکے گا سو تو نہادھو اور خوشبو لگا اور اپنی پوشاک پہن اور کھلیہاں کو اتر جا اور جب تک وہ کھپانی نہ چکے تب تک اپنے تئیں اس مرد پر ظاہر مت کر۔ جب وہ سونے کو جائے تو اس جگہ کو جہاں وہ سونے جائیگا دیکھ۔ تب تو اندر جا اور اس کے پاؤں کھول اور دیں پڑھ۔ اور وہ سب جو تجھے کرنا منا سب ہے تجھ سے کہے گا اس نے اپنی ساس سے کہا سب جو کچھ تو نے مجھ سے کہا میں کر دوں گی۔ چنانچہ وہ کھلیہاں کو اتر گئی اور جو کچھ کہ اس کی ساس نے حکم دیا تھا وہ سب کیا۔ اور جب بوجہ کھپانی چکا اور اس کا دل خوش ہوا تو غصے کے ڈھیر کی ایک طرف جگے لیٹا۔ تب وہ دبے پاؤں آئی اور اس کے پاؤں کو کھولا اور وہیں پڑ رہی۔

اور ایسا ہوا کہ ادھی رات کو بوجہ ہراساں ہوا اور اس نے کر دلی اور کیا دیکھتا ہے؟ کہ ایک عورت اس کے پاؤں پاس پڑی ہے۔ تب اس نے پوچھا تو کون ہے؟ وہ بولی میں تیری لونڈی روت۔ سو تو اپنی لونڈی پر اپنی کلمی کو پھیلا۔ کیونکہ تو ان میں سے ہے جو چھڑانے کا حق رکھتے ہیں۔ وہ بولا خداوند تجھے برکت دے میری بیٹی۔ کہ تو نے پہلے کی نسبت اب کے وقت زیادہ ہرمانی کر دکھائی کہ تو نے جوانوں کا خواہ دولت مند خواہ مسکین ان کا پیچھا نہ کیا۔ اب اے میری بیٹی مت ڈر۔ سب جو کچھ کہ تو چاہتی ہے میں تجھے کر دوں گا۔ کہ میری قوم کا تمام شہر جانتا ہے کہ تو پاکدامن عورت ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ میں چھڑانے کا حق رکھتا ہوں۔ لیکن ایک اور بھی ہے جو قربت میں مجھ سے زیادہ نزدیک ہے۔ اس رات رہ جا اور صبح کو اگر وہ قربت کا حق ادا کرنا چاہے تو خیر قربت کا حق ادا کرے۔ اور اگر وہ تیرے ساتھ قربت کا حق ادا کرنا نہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴) ایک کی مانند ہوگا۔ پس اب بادشاہ سے کہئے سو دو مجھے مجھ سے منع نہ کرے گا۔ لیکن

اس نے اس کی بات نہ مانی کہ وہ اس سے زور آور تھا۔ سو اس سے زبردستی کی اور اس سے ہم بستر

چاہے تو زندہ خداوند کی قسم ہے میں قربت کا حق ادا کر دل گا۔ صبح تک پڑی رہ ۵ سو وہ صبح تک اُس کے پاؤں پاس پڑی رہی۔ اور صبح کو ایسے سویرے کہ کوئی ایک دوسرے کو نہ پہچان سکے اٹھ کھڑی ہوئی تب اُس مرد نے کہا ظاہر ہونے نہ پائے کہ کھلیساں میں کوئی عورت آئی تھی ۵ پھر اُس نے کہا چادر کو جو تیرے اوپر ہے پھیلا اور اُسے تھلے رہ۔ جب اُس نے اُسے تھاما تو اُس نے چھ پیمانے جو کئے ناپے اور اُسے اُس پر رکھ دیا۔ سو وہ شہر کو گئی ۵ جب وہ اپنی ساس پاس آئی تو اُس نے کہا اے میری بیٹی تو کون ہے؟ اُس نے سب کچھ جو اُس مرد نے اُس سے کیا تھا۔ بیان کیا ۵ اور کہا مجھ کو اُس نے یہ چھ پیمانے جو کئے دیئے کیونکہ اُس نے مجھے کہا کہ تو اپنی ساس پاس خالی ہاتھ نہ جانا ۵ تب اُس کی ساس نے کہا بیٹی میری بیٹی جب تک کہ وہ بات جو ہونا رہے ظاہر نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ شخص جب تک اس کام کو آج ہی تمام نہ کرے گا آرام نہ لے گا ۵ اور وہ آیت (۲۷) اور تیرا گھر اُس نسل سے جو خداوند تجھے اس عورت سے دے گا۔ فارص کا سا ہو جسے تیرا بیوہ اہ کے لئے جنی ۵ تب ابو عزنے روت کو لیا سو وہ اُس کی جو رو ہوئی۔ اور جب اُس نے اُس سے غلوت کی تو وہ خداوند کے فضل سے عالم ہوئی اور بیٹا جنی ۵ اور عورتوں نے نعمی کو کہا خداوند مبارک ہے کہ جس نے آج کے دن تجھ کو بنا چھڑانے والے کے نہ چھوڑا تاکہ اُس کا نام اسرائیل میں مشہور ہو ۵ اور وہ تیری دوبارہ حیانت کا باعث اور تیرے بڑھاپے کا پلنے والا ہو گا کہ تیری بہو جو تجھے چاہتی ہے اور تیرے لئے سات بیٹیوں سے بہتر ہے ۵ جنی ۵ اور نعمی نے اُس لڑکے کو لیا اور اپنی گود میں رکھا اور اُس کی دوا ہوئی ۵ تب اُس کے پڑوس کی عورتیں اُس کا نام لے کے پولیس کہ نعمی کے لئے بیٹا پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اُس کا نام عوبید رکھا۔ وہ لیتی کا باپ ہوا جو داؤد کا باپ تھا ۵

سوفارص کا نسل نامہ یہ ہے کہ فارص سے حصرون پیدا ہوا ۵ اور حصرون سے رام پیدا ہوا ۵ اور رام سے عمینداب پیدا ہوا ۵ اور عمینداب سے سخون پیدا ہوا ۵ اور سخون سے سلمون پیدا ہوا ۵ اور سلمون سے بوغر پیدا ہوا ۵۔ اور بوغر سے عوبید پیدا ہوا ۵ اور عوبید سے لیتی پیدا ہوا۔ اور

یسی سے داؤد پیدا ہوا؎ رعد ۴۔ آیت ۱۲ تا ۲۲) جو کہ حضرت مسیحؑ کے نسب نامہ میں شامل ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ ”اور سلموں سے۔ بوعز را عاب کے پیٹ سے پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور عوبید سے یثے پیدا ہوا اور یثے سے داؤد بادشاہ پیدا ہوا؎ (متی ۱ آیت ۵ و ۶)

(۷) ”وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا۔“ (لوقا ۱ آیت ۳۲)

اس آیت سے یہ نتیجہ نکالیں کہ حضرت مسیحؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے قطعاً غلط ہے کیونکہ نہ تو خدا نے انہیں کبھی اپنا بیٹا کہا اور نہ کبھی انہیں داؤد کا تخت نصیب ہوا۔ اگر خدا کا بیٹا کہنا اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو پھر کس واسطے مندرجہ ذیل لوگوں کا بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم نہیں کیا جاتا جبکہ انہیں بھی خدا کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا ہے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

راعت اتو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہیں اور ان

سبوں میں سے جسے جو پسند آئی آپنے لئے جو رواں لیں۔ (۱ پیدائش ۶۔ آیت ۲)

(ب) تب تو فرعون کو یوں کہیو کہ خداوند نے یوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا

پلوٹھا ہے۔ سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے۔ (خروج ۴ آیت ۲۲)

(ج) ”اور ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ کے بیٹے آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں (ایوب آیت ۶)

رد ۲ جب صبح کے تلسے بل کے گلے تھے اور سائے اللہ کے بیٹے خوشی کے مائے

لکار تے تھے۔ (ایوب ۳۸۔ آیت ۱۷)

(ک) میں نے تو کہا کہ تم الہ ہو۔ اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو؎ (زبور ۸۲۔ آیت ۶)

(د) ”وہ مجھے پکام کے کہے گا کہ تو میرا باپ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان سے میں نے

اپنا پلوٹھا بھی ٹھہراؤں گا۔ اور زمین کے بادشاہوں سے بلاؤں (زبور ۸۹۔ آیت ۲۶ و ۲۷)

(ز) دیکھتے تھے سے ایک بیٹا پیدا ہوگا وہ صاحب صلح ہوگا۔ اور میں اُسے اس کی چاروں طرف کے سارے دشمنوں سے صلح دوں گا۔ کہ سلیمان اس کا نام ہوگا۔ اور امن و آرام میں اُس کے دنوں میں اسرائیل کو بخشوں گا؟ وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنا دے گا۔ وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اُس کا باپ ہوں گا اور میں اسرائیل پر اُس کی سلطنت کا تخت اب تک ثابت رکھوں گا۔ (پہلی تواریخ ۲۲-آیت ۹-۱۰)

(ح) (۱) کیونکہ میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افراتیم میرا باپ ٹھہرا ہے (یرمیاہ ۳۱-آیت ۹) (۲) کیا افراتیم میرا پیارا بیٹا ہے؟ کیا وہ پسندیدہ فرزند ہے کہ یقیناً باوجودیکہ اس پر عیب لگایا تو بھی میں اُسے جی جان سے یاد کرتا ہوں۔ اس لئے میری انتڑیاں اس کے لئے مروڑی جاتی ہیں میں یقیناً اُس پر رحمت کر دوں گا خداوند کہتا ہے: (یرمیاہ ۳۱-آیت ۲۰)

(ط) اور وہ قینان کا بیٹا اور وہ انوش کا بیٹا اور وہ شیت کا اور وہ آدم کا اور وہ خدا کا بیٹا (رواقا ۳-آیت ۳۸)

(ی) مبارک ہیں وہ جو صلح کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ (مستی ۵-آیت ۱۹)

(۳) اور یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر گیا اور دیکھو اس کے لئے آسمان کھل گیا اور اُس نے خدا کے روح کو کبوتر کی مانند اُترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (مستی ۱۶-آیت ۱۷)

یہ آواز نہ تو خدا کی تھی اور نہ روح القدس کی بلکہ یہ محض بادلوں کی گرج تھی۔ اس آیت کو مدح و تحسین کیجئے۔ اے باپ اپنے نام کو جلال دے پس آسمان سے آواز آئی کہ میں نے اُس کو جلال دیا ہے اور پھر بھی دوں گا۔ جو لوگ کھڑے سن ہے تھے اُنہوں نے کہا کہ بادل گر جا (یوحنا ۱۲-آیت ۲۹)

(۴) دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنم لے گی اس کا نام عمانوئیل رکھینگے (مستی ۱-آیت ۲۳)

آج تک دنیا میں کسی کنواری نے بغیر خداوند کے ایسا بیٹا نہیں جنا جس کا نام عمانوئیل

رکھا گیا ہو۔ اور نہ حضرت مسیحؑ نے کسی اس نام کو اپنے لئے استعمال کیا اور نہ ماں باپ نہ پڑوسیوں نہ شاگردوں اور نہ دوسرے لوگوں نے کبھی انہیں اس نام سے پکارا۔ البتہ حضرت مسیحؑ کا نام یسوع رکھا گیا جیسا کہ فرشتہ نے خوش خبری دی تھی اور وہ عمر بھر اسی نام سے پکارتے گئے۔ ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔

(ا) اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اس کا نام یسوع رکھنا لوقا ۱-آیت ۳۱

(ب) جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اُس کے قتنے کا وقت آیا تو اس کا نام یسوع

رکھا گیا جو فرشتے نے اس کے پیٹ میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔ (لوقا ۲-آیت ۲۱)

(ج) اور جس وقت ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لائے۔ (لوقا ۲-آیت ۲۶)

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کنواری سے عمانوئیل کے پیدا ہونے کی خوش خبری

حضرت مسیحؑ پر ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ پیشگوئی اُن کی ولادت سے پہلے پوری ہو

چکی تھی۔ اور میں نبیہ کے پاس گیا سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی (ریعیہ ۸-آیت ۱۲)

در اصل اُس عبرانی لفظ کے معنی جس کا ترجمہ "کنواری" کیا جاتا ہے جو ان عورت

کے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے خود تو کبھی بھی اپنے زندگی بھر میں اس پیشگوئی کو اپنے ہر چہاں نہیں کیا اگر نہ

(۲) وہ آیات جن سے حضرت مریمؑ کی شادی کا ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) اب یسوع مسیحؑ کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریمؑ کی منگنی یوسف کے

ساتھ ہو گئی تو اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ ۵

(متی ۱-آیت ۱۸) (الف) حقیقتاً جس وقت حضرت مریمؑ حاملہ پائی گئی تھیں اُس وقت وہ

شادی شدہ تھیں جیسا کہ ذیل کی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ پس اُس کے شوہر یوسف نے

جو راستہ باز تھا اور اُسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا چپکے اُس کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا وہ ان بائبل

کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتے نے اُسے خواب میں دکھائی ہے کہ کہا ہے یوسف ابن

داؤد اپنی بیوی مریمؑ کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اُس کے پیٹ میں ہے وہ روح

”وہ کنواری سے پیدا ہوئے تو چھوڑ دینے اپنے آپ کو ایک صاحب بیوت بننا عاقل آتی ہے نہ کسی عورت کو کہ جیت“

القدس کی قدرت سے ہے، مٹی (سیت ۱۹ د ۲۰) اب مل طلب سوالِ معرفت یہ رہ جاتا ہے کہ جب حضرت مریمؑ حاملہ پائی گئی تھیں تو اس کے خاوند یوسف نے اُسے چھوڑ دینے کا ارادہ کیوں کیا؟ اس کے جواب میں عیسائی یہ کہتے ہیں کہ اس کے شوہر نے یہ خیال کر کے کہ یہ حمل ناجائز ہے اس لئے اپنی بیوی کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا مگر فرشتہ کے ان الفاظ سے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آئے نہ ڈر، "پہلے کچھ روشنی نہیں ڈالتے کیونکہ ان الفاظ سے ان کی شادی کا وفاق ثابت ہوتا ہے۔"

(ب) دراصل معاملہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں یہودیوں میں یہ دستور تھا کہ شادی کے بعد بیوی کو اپنے گھر لے جاتے تھے کیونکہ میکہ میں عورت کا حاملہ ہونا نہ صرف معیوب بلکہ ناجائز سمجھا جاتا تھا جیسا کہ انجیل بھی بعض ملکوں میں خیال کیا جاتا ہے مگر جب یوسف نے حضرت مریمؑ کے ساتھ نکاح کیا تو اس وقت اس کی پہلی بیوی بھی موجود تھی تو اس خیال سے کہ گھر میں دونوں بیویوں کے درمیان ناچاقی، لڑائی اور جھگڑا نہ ہو اُس نے حضرت مریم کو اپنے میکہ میں ہی رہنے دیا اور وہ اُسی جگہ حاملہ پائی گئیں چنانچہ مٹی کی انجیل کے ان الفاظ "تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئیں" کا مطلب یہی ہے کہ اپنے گھر میں اکٹھے ہونے سے پیشتر یعنی میکہ میں حاملہ پائی گئی تھیں جسے قابلِ اعتراض سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یوسف اپنی بیوی کو اپنے گھر لانے سے ڈرتا تھا کیونکہ پرانی رسم کا توڑنا بہت مشکل تھا۔ لہذا وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہئے اس پر فرشتہ نے خواب میں دکھائی دے کر کہا "اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آئے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے، یعنی اس کا حمل جائز ہے چنانچہ قرآن پاک کے الفاظ "روح منہ" اور مقدس بائبل کے الفاظ "روح القدس کی قدرت سے حمل کے متعلق شک و شبہ کا ازالہ کر کے اُسے جائز قرار دیا گیا حالانکہ وہ اپنے ملک کے دستور کے خلاف اپنے میکہ میں ہی حاملہ ہو چکی تھیں دراصل فرشتہ کے الفاظ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت حضرت مریمؑ اپنے خاوند کے

گھر میں نہیں رہتی تھیں ورنہ یوسف کا اپنی بیوی کو اپنے گھر لانا کوئی معنی نہیں رکھتا اس آیت کو ملاحظہ کیجئے یہیں یوسف نے نیند سے جاگ کر دیکھا ہی کیا جیسا خداوند کے فرشتے نے اُسے علم دیا تھا اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا! (متی ۱- آیت ۲۴)

ان آیات میں شوہر اور بیوی کے الفاظ جو کہ فرشتے نے کہے قابل غور ہیں۔ اب فرشتہ چھوٹ تو نہیں بولتا کیونکہ بغیر نکاح کے یہ الفاظ کسی مرد اور عورت پر عائد ہو نہیں سکتے۔

(۲) ”چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرتہ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا۔ جس کی سنگینی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی۔ اور اُس کنواری کا نام مریم تھا۔ اور فرشتے نے اُس کے پاس انذار کے کہا۔ سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے! خداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے۔ فرشتے نے اُس سے کہا۔ اے مریم! خوف نہ کر۔ کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوئی اور بیٹا جنے گی۔ اُس کا نام یسوع رکھنا۔ (لوقا ۱- آیت ۳۶ تا ۴۱) مریم نے فرشتے سے کہا۔ یہ کیونکر ہو گا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی؟ اور فرشتے نے جواب میں اُس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہو گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔ اور بس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ (لوقا ۱- آیت ۳۴-۳۵)

مذکورہ بالا آیات سے یہ صاف ثابت ہوتا کہ لڑکے کی بشارت پانے سے پہلے ہی حضرت مریم کی سنگینی ہو چکی تھی۔ اور بعد ازاں شادی ہوئی۔ خدا جانے سنگینی کے بعد شادی کا ہو جانا کون سا مشکل امر ہے جو عیسائیوں کی سمجھ میں نہیں آتا اور اصل فرشتہ کے ان الفاظ ”روح القدس تجھ پر نازل ہو گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔“ سے یہ بشارت بھی دی گئی تھی کہ تیرا نکاح نیک بخت اور صالح مرد سے ہو گا۔ جس کے زیر سایہ جائز طور پر لڑکا پیدا ہو گا۔ سایہ کا لفظ ہی ثابت کرتا ہے کہ وہ انسان ہو گا۔ کیونکہ روح القدس کا تو کوئی سایہ ہوتا ہی نہیں دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ خداوند کو ہی مجازی طور پر روح القدس کا سایہ قرار

دیا گیا ہے کیونکہ بائبل میں نیک لوگوں کو بھی ”خدا“ کہہ کر پکارا گیا ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ میں نے کہا تم خدا ہو زبور ۸۲۔ آیت ۶،

(۳) اگر بغیر مرد کے بھی عورتوں کو حاملہ کر دینا قانون الہی میں شامل ہوتا تو پھر اُس قادر مطلق نے حضرت لوطؑ کی لڑکیوں کو اُس وقت جبکہ انہیں خاوند نہیں ملتے تھے۔ کیوں حاملہ نہ کیا تاکہ وہ زنا سے بچ جائیں اور اُن کے باپ کی بھی رسوائی نہ ہوتی ذیل کی آیت ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اور لوط صُغر سے اپنی دونو بیٹیوں سمیت نکل کر پہاڑ پر جا رہا کیونکہ صُغریں رہنے سے اُسے دہشت ہوئی۔ اور وہ ادھاس کی دونوں بیٹیاں ایک غاریں رہنے لگیں۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور میں پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے۔ اُوہم اپنے باپ کوئے پلاویں اور اُس سے ہم بستر ہو دیں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو انہوں نے اُسی رات اپنے باپ کوئے پلائی اور پلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ پر اُس نے اُس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ اُو آج رات بھی اس کوئے پلاویں۔ اور تو بھی جا کے اُس سے ہم بستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اُس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کوئے پلائی اور چھوٹی اٹھ کے اُس سے ہم بستر ہوئی اور اُس نے اُس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونو بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام مواب رکھا وہ موابیوں کا جواب تک ہیں باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام بن عتی رکھا وہ بنی تملوں کا جواب تک ہیں باپ ہوا۔ (پیدائش ۱۹ آیت ۳۰ تا ۳۸)

جب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا کنواری لڑکیوں کو خاوند کے نہ ملنے پر بھی اپنی قدرت سے حاملہ نہ کیا تو پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ قادر مطلق حضرت مریمؑ کو ایسی حالت میں جبکہ اُس کے حسب منشا خاوند بھی مل سکتا تھا کیونکہ اُس وقت مردوں کی کمی نہ تھی۔ اپنی قدرت

سے حاملہ کر کے اپنے قانون کو توڑ دے۔ حالانکہ قانون کے توڑنے یا مجروحہ کے دکھانے کا وہی موقع تھا جبکہ اُن لڑکیوں کو خاوند نہیں ملتے تھے۔

(۴) اور پھر سے یہ کہا گیا کہ دیکھ تیرا سسر اپنی بھٹیروں کی پشت پر کترنے کے لئے تہنّت کو جاتا ہے تب اُس نے اپنی بیوی کے کپڑوں کو اتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے آپ کو لپٹا اور عینیم کے مدخل میں جو تہنّت کے راستے پر ہے جا بیٹھی۔ کیونکہ اُس نے دیکھا تھا کہ سیلہ بڑا ہوا اور مجھے اُس کی جو رو نہیں کر دیا ہے یہوداہ اُسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کبھی ہے۔ کیونکہ وہ اپنا منہ چھپائے ہوئے تھی وہ اور وہ راہ سے اُس کی طرف کو پھرا اور اُسے کہا کہ چلے اور مجھے اپنے ساتھ خلوت کرنے دیجئے کہ اُس نے نہ جانا کہ یہ میری بہو ہے۔ وہ بولی کہ تو جو میرے ساتھ خلوت کرے گا۔ مجھے کیا لے گا؟ وہ بولا میں نکلے میں سے بکری کا ایک بچہ بھیجوں گا۔ اُس نے کہا کہ تو مجھے جب تک اُسے بھیجے کچھ گرد دے گا؟ وہ بولا کہ میں کیا گرد تجھے دوں؟ وہ بولی اپنی چھاپ اور اپنا بازو دیندا اور اپنی لاسٹی جو تیرے ہاتھ میں ہے۔ اُس نے دیا اور اُس کے ساتھ خلوت کی اور وہ اُس سے حاملہ ہوئی۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔ اور برقع اتار رکھا اور رائڈسلے کا جوڑا پہن لیا۔ اور یہوداہ نے اپنے دوست، ادولامی کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا تاکہ اُس عورت کے ہاتھ سے اپنا گرد پھیرا لے۔ پھر اُس نے اُس کو نہ پایا۔ تب اُس نے اُس جگہ کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ بیدا جو عینیم میں راستے پر نظر آتی تھی کہاں ہے؟ وہ بولے کہ یہاں کبھی نہ تھی۔ تب وہ یہوداہ کے پاس پھرا یا اور کہا کہ میں اُسے نہیں پاسکتا ہوں اور وہاں کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ کبھی وہاں نہیں تھی۔ یہوداہ بولا کہ خیر وہی لیوے نہ ہو کہ ہم بدنام ہو دیں دیکھ میں نے تو بکری کا بچہ بھیجا پر تو نے اُسے نہ پایا۔

اور یوں ہوا کہ قریب تین مہینے کے بعد یہوداہ سے کہا گیا کہ تیری بہو تیرے نہ لیا اور دیکھ اُسے چھنلے کا جمل بھی ہے۔ یہوداہ بولا کہ اُسے باہر لاؤ کہ وہ جلانی جائے۔ جب وہ نکالی گئی اُس نے اپنے سسر کو کہلا بھیجا کہ مجھے اُس شخص کا جمل ہے جس کی یہ پیچہ نہیں ہیں۔ اور کہا

دریافت کیجئے کہ یہ چھاپ اور بازوبند اور یہ عصا کس کا ہے۔ تب یہوداہ نے اقرار کیا اور کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ میں نے اُسے اپنے بیٹے سیدہ کو نہ دیا۔ لیکن وہ آگے کو اُس سے ہمبستر نہ ہوا اور اُس کے چمنے کے وقت یوں ہوا کہ اُس کے پیٹ میں تو اُم تھے اور جب وہ چمنے لگی تو ایک کا ہاتھ نکلا اور دائی جنائی نے پکڑ کے اُس کے ہاتھ میں مارا بانڈھک کہا کہ یہ پہلے نکلا اور یوں ہوا کہ اُس نے اپنا ہاتھ پھر کھینچ لیا۔ اور کیا دیکھتی ہے کہ وہیں اُس کا بھائی نکل آیا۔ اور وہ بولی تو کیا ہی پھاڑتا ہے؟ یہ پھاڑ تجھ پر آئے گی۔ سو اس کا نام فارص رکھا گیا۔ بعد اُس کے اُس کا بھائی جس کے ہاتھ میں مارا بانڈھا تھا نکل آیا اور اُس کا نام زارہ رکھا گیا۔
 (رپیدائش ۳۸۔ آیت ۱۳ تا ۲۰)

اگر بغیر چوڑے کے بھی بچے کا پیدا کر دینا سنت الہی میں داخل ہوتا تو پھر خیر کو ایسی چالاک سے اپنے سر سے حاملہ ہو جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی جبکہ اللہ کو یہ بھی علم تھا کہ اس کی اولاد حضرت مسیح کی آباد اجداد کہلائے گی۔ ذیل کا نسب نامہ ملاحظہ کیجئے۔

یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ برابر ابراہیم سے اسحاق پیدا ہوا اور اسحاق سے یعقوب پیدا ہوا اور یعقوب سے یہوداہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے اور یہوداہ سے فارص اور زارہ تھر کے بیٹے پیدا ہوئے۔ (مرمتی ۱۔ آیت ۳ تا ۴)

(۵) اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مریم کو لڑکے کی خوشخبری کا دینا ہی ثابت کرتا ہے۔ کہ انہیں خدا کی قدرت سے حمل ہوا تو پھر ان خوش خبریوں سے جو کہ ذیل کی عورتوں کو ان کے لڑکوں کے متعلق دی گئی تھیں کیوں نہ یہی نتیجہ نکالا جائے مندرجہ ذیل آیات کو ملاحظہ کیجئے۔

(۱۱) اور دان کے گھرنے میں ضرعہ کا ایک شخص محتاج کا نام منوحہ تھا۔ اُس کی جو دو بائچ

تھی اور کوئی لڑکا نہ جنی اور خداوند کا فرشتہ اُس عورت کو دکھائی دیا اور اُسے کہا کہ دیکھ اب تو بائچ ہے اور بیتی نہیں۔ پر اب حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ سو اب خبر دہر رہو اور رے یا نشے کی کوئی چیز نہ بھیجو اور ہر ایک ناپاک چیز کے کھانے سے پرہیز کجیو۔ کیونکہ دیکھ تو حاملہ ہوگی اور

بیٹا بننے لگی اُس کے سر پر کبھی اُستر نہ پھرے گا۔ اس واسطے کہ وہ لڑکا رحم ہی سے خدا کا تدبیر ہوگا۔ اور وہ اسرائیلیوں کو فلسطینیوں کے ہاتھ سے رہائی دینا شروع کرے گا لوقا ص ۱۳
 آیت ۲ تا ۲۵ اور وہ عورت بیٹا بنی اور اُس کا نام سمون رکھا۔ اور وہ لڑکا بڑھا اور خداوند نے اُسے مبارک کیا ۵ اور خداوند کی روح دان کی خیمہ گاہ صرعہ اور اسٹال کے درمیان
 اُسے وقت بہ وقت اُبھارنے لگی ۶ تا ص ۱۳۔ آیت ۲۲ و ۲۵

مذکورہ بالا آیات سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ لڑکے کی خوش خبری پانے کے بعد اس کا بانجھ پن مٹ گیا یا خاوندی بیوی کی ہم بستری کی یا بیوی کو حمل ہو یا درذیرہ سے بچہ پیدا ہوا تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہوگا کہ بغیر ان باتوں کے ہونے کے ہی لڑکا پیدا ہو گیا تھا؟ اگر یہ تمام واقعات پورا ہونے کے بعد لڑکا پیدا ہوا تو کیا پھر حضرت مریم کے لئے مگنی کے بعد شادی کا ہونا کون سا مشکل امر تھا؟ اگر حضرت مریم شا دی نہ کریں تو خدا کے یہ الفاظ اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا۔ اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا ۱۱ اُن پر صادق نہیں آتے۔ حالانکہ اُنہیں ان الفاظ سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ کئی عورتوں کے خصم نہیں ہوتے تو پھر ایسی عورتوں کے ہاں اولاد بھی نہیں ہوتی۔ ۱۲ پیدا کنش ۳ آیت ۱۷ (۶) پھر اُس نے اپنے شوہر سے کہا دیکھئے کہ مجھے دریافت ہوا ہے کہ یہ مرد خدا جو اکثر ہماری طرف آتا ہے سو مقدس ہے واپس آؤ ہم اس کے لئے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی دیوار پر بنادیں اور وہاں اُس کے لئے پانگ دھریں اور ایک میز لگادیں اور ایک چوکی رکھیں اور ایک شمع دالیں۔ اور جب وہ ہم پاس آیا کہے تو دیں اُسے سو ایک دن ایسا ہوگا کہ وہ وہاں گیا اور اُس مکان میں اُترا اور سو یا ۵ تب اُس نے اپنے خادم جیازی کو کہا اس شوہر کو بلا۔ سو اُس نے بلایا۔ تو وہ اُس کے سامنے آکھڑی ہوئی ۷ پھر اُس نے اپنے خادم سے کہا تو اُسے کہہ کہ تو نے جو ہمارے لئے اس قدر نیکہاں کیں۔ تو تیرے سہیلے کیا کیا جائے؟ کیا تو چاہتی ہے کہ بادشاہ یا فوج کے سردار سے تیری سفارش کی جائے؟ وہ

بولی کہ میں اپنی قوم میں رہتی ہوں ۵ پھر اُس نے کہا میں اُس کے لئے کیا کروں؟ تب حجازی بولا سچ ہے کہ اس کا کوئی فرزند نہیں اور اُس کا شوہر بوڑھا ہے۔ تب وہ بولا اُسے بکا۔ اور جب اُس نے اُسے بلایا تب وہ دروازے پر کھڑی ہوئی ۵ تب وہ بولا اسی وقت کے قریب مطابق زندگی کی عادت کے تو ایک بیٹا گود میں لے گی۔ سو وہ بولی نہیں لے میرے خداوند۔ اے مرد خدا اپنی لونڈی سے جھوٹ مست کہہ ۵ سو وہ عورت پیٹ سے ہوئی اور اسی وقت جبرائیل نے اُسے کہا تھا زندگی کی عادت کے مطابق وہ ایک بیٹا جی ۵ (۲۱) سلطان ۱۱ آیت ۱۱ علاوہ اس کے حضرت یعقوب کی زوجہ محترمہ راحیل بھی تو بانجھ تھی کیا باوجود بانجھ ہونے کے ہی اُس کے ہاں حضرت یوسف پیدا ہو گئے تھے۔ اگر بانجھ پن ہٹ جانے کے بعد وہ پیدا ہوئے تھے تو پھر حضرت مریم کے لئے معنی کے بعد خاوند کے ذریعے کنواہن کا ہٹ جانا کونسا مشکل امر تھا جو کہ میسائیوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

”اور یعقوب قدم اٹھا کے پوربی لوگوں کے ملک میں پہنچا ۵ اور اُس نے نظر کی اور کیا دیکھا کہ میدان میں ایک کو اُس ہے اور لو کوئے کے نزدیک بھیڑوں کے تین گلے بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ وہ اُسی کوئے سے گلوں کو پانی پلاتے تھے۔ اور کوئے کے منہ پر ایک بڑا پتھر دھرا تھا ۵ اور جب گلے دھاں جمع ہوئے تب وہ اُس پتھر کو کوئے کے منہ پر سے ڈھلکاتے تھے اور بھیڑوں کو پانی پلا کے اُس پتھر کو اُس کی جگہ پر پھر رکھ دیتے تھے ۵ تب یعقوب نے اُن سے کہا کہ اے میرے بھائیو تم کہاں کے ہو؟ وہ بولے کہ ہم حاران کے ہیں ۵ پھر اُس نے پوچھا کہ تم نخور کے بیٹے لابن کو جانتے ہو؟ وہ بولے ہم جانتے ہیں ۵ اُس نے پوچھا کیا وہ بھلا چنگل ہے۔ وہ بولے بھلا چنگل ہے۔ اور دیکھ اُس کی بیٹی راحیل بھیڑوں کے ساتھ چلی آتی ہے ۵ اور وہ بولا دیکھو دن ہنوز بہت ہے اور بھیڑوں کے باہم کرنے کا وقت نہیں۔ تم بھیڑوں کو پلا کے چرائی پر لیجاؤ ۵ وہ بولے ہم یوں نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ سائے گلے جمع نہ ہوں۔ تب وہ پتھر کو کوئے کے منہ پر سے ڈھلکاتے ہیں۔ اور ہم بھیڑوں کو پانی پلاتے ہیں ۵

جس وقت وہ اُن سے یہ کہہ رہا تھا راضل اپنے باپ کی بھیڑوں کے ساتھ اُنی کہ وہ اُن کی نگہبان تھی ۵ اور یوں ہوا کہ جب یعقوب نے اپنے ماموں لابن کی بیٹی راضل کو اور اپنے ماموں لابن کے گلے کو دیکھا تب یعقوب نزدیک گیا اور پتھر کو کوٹنے کے منہ پر سے ڈھلکایا اور اپنے ماموں لابن کے گلے کو پانی پلایا ۵ اور یعقوب نے راضل کو چوما اور چلا کے رویا ۵ اور یعقوب نے راضل سے کہا کہ میں تیرے باپ کی برادری میں اور رقبہ کا بیٹا ہوں وہ دوڑی اور اپنے باپ کو اطلاع دی ۵ اور یوں ہوا کہ جب لابن نے اپنے بھانجے کی خبر سنی تب وہ اُس سے پلٹنے کو دوڑا اور اُس کو گلے لگایا اور اُسے چوما اور اُسے اپنے گھر میں لایا اور اُس نے لابن سے یہ سارا احوال بیان کیا ۵ اور لابن نے اُسے کہا کہ سچ تو میری بڑی اور میرا گوشت ہے۔ اور وہ ایک مہینہ پھر اُس کے یہاں رہا ۵

تب لابن نے یعقوب سے کہا کیا اس لئے کہ تو میرا بھائی ہے مفت میں میری خدمت کرے گا، سو مجھ سے کہہ کہ تیری کیا مزدوری ہوگی ۵ اور لابن کی دو بیٹیاں تھیں بڑی کا نام لیاہ اور چھوٹی کا نام راضل تھا ۵ لیاہ کی آنکھیں چند صلی تھیں پر راضل خوبصورت اور خوشنما تھی ۵ اور یعقوب راضل پر عاشق تھا۔ سو اُس نے کہا کہ تیری چھوٹی بیٹی راضل کے لئے میں سات برس تیری خدمت کر دوں گا ۵ لابن ہوا کہ اُسے تجھ کو دینا اُس سے بہتر ہے کہ دوسرے مرد کو دے جائے۔ سو تو میرے ساتھ رہا کر ۵ چنانچہ یعقوب سات برس تک راضل کے لئے خدمت کرتا رہا پر وہ اُس کی نظر میں اُس عشق کے سبب جو اُس کو اُس سے لٹا تھوٹے دن معلوم ہوئے ۵

اور یعقوب نے لابن سے کہا میری جو روح مجھ کو دیجئے کہ میرے دن پورے ہوئے تاکہ میں اُس پاس جاؤں ۵ تب لابن نے اُس جگہ کے سائے لوگوں کو جمع کر کے ضیافت کی ۵ اور شام کو یوں ہوا کہ وہ اپنی بیٹی لیاہ کو اُس پاس لایا اور وہ اُس کے پاس گیا ۵ اور لابن نے اپنی لونڈی زلفہ اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ دی تاکہ اُس کی لونڈی ہو جے ۵ اور ایسا ہوا کہ

جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتا ہے؟ کہ لیا ہے۔ تب اُس نے لابن کو کہا کہ یہ کیا ہے تو تو نے مجھ سے کیا؟ کیا میں نے راضل کے لئے تیری خدمت نہیں کی۔ پھر تو نے کس لئے مجھ سے دفا کھیا؟ لابن نے کہا ہاںے ملک میں یہ دستور نہیں کہ چھوٹی کو پلوٹھی سے پہلے بیاہ دیوں؟ اُس کے ساتھ ایک سفنتہ پورا کر اور تیری اور بھی سات برس کی خدمت کے لئے جو تو میرے ساتھ کرے گا۔ ہم اُسے بھی تجھ کو دیں گے؟ یعقوب نے ایسا ہی کیا اور اُس کا سفنتہ پورا کیا۔ تب اُس نے اپنی بیٹی راضل کو بھی اُسے بیاہ دیا؟ اور لابن نے اپنی لونڈی بلہا اپنی بیٹی راضل کو دی کہ اُس کی لونڈی ہوئے؟ تب یعقوب راضل کے پاس بھی گیا اور راضل کو بیاہ سے زیادہ بھی چاہتا تھا۔ اور سات برس اور اُس کے ساتھ خدمت کی؟

اور جب خداوند نے دیکھا کہ لیاہ سے نفرت کی گئی اُس نے اُس کا رحم کھولا مگر راضل بالجبر رہی؟ اور لیاہ حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور اُس نے اُس کا نام روجن رکھا۔ کیونکہ اُس نے کہا کہ خداوند نے میرا دکھ دیکھ لیا۔ سو میرا شوہر اب مجھے پیار کرے گا؟ اور وہ پھر حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور بولی کہ خداوند نے سنا کہ مجھ سے نفرت کی گئی اس لئے اُس نے مجھے یہ بھی بخشا؟ سو اُس نے اُس کا نام شمعون رکھا۔ اور پھر اُسے حمل رہا اور بیٹا جنی اور بولی کہ اب اس بار میرا شوہر مجھ سے ملا ہے گا۔ کیونکہ میں اُس کے لئے تین بیٹے جنی اس لئے اس کا نام لادی رکھا گیا؟ اور وہ پھر حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور بولی کہ اب میں خداوند کی تسلیش کروں گی اس لئے اس کا نام یہوداہ رکھا۔ تب وہ بیٹنے سے رہ گئی؟ پیدا کش ۲۹ سمیت ۲۵ اور جب راضل نے دیکھا کہ یعقوب کی اولاد مجھ سے نہیں ہوتی تو راضل کو اپنی بہن پر رشک آیا اور یعقوب کو کہا کہ مجھے بھی بچے دیں تو میں مر جاؤں گی؟ تب یعقوب کا غصہ راضل پر بھڑکا اور اُس نے کہا کیا میں خدا کی ہنک پر ہوں جس نے تجھ کو پیٹ کے پھل سے باز رکھا ہے؟ وہ بولی کہ دیکھ میری لونڈی بلہا حاضر ہے۔ اُس کے پاس جا اور وہ میرے گھٹنوں پر چبے گی تاکہ میرا گھر بھی اس سے آباد ہو؟ اور اُس نے اپنی لونڈی بلہا

کو اُسے دیا کہ اُس کی جو روپنے اور یعقوب اُس پاس گیا اور بلہاہ حاملہ ہوئی اور یعقوب سے بیٹا جنی ۵ تب راض بولی کہ خدا نے میرا لڑکا کیا اور میری آواز بھی سنی اور مجھ کو ایک بیٹا بخشا۔ اس لئے اُس نے اس کا نام دان رکھا ۵ اور راض کی باندی بلہاہ پھر حمل سے ہوئی اور یعقوب سے دوسرا بیٹا جنی ۵ تب راض بولی میں اپنی بہن کے ساتھ کمال زور سے الجھی اور غالب آئی۔ سو اس نے اس کا نام لغتالی رکھا ۵

جب لیاہ نے دیکھا کہ میں چنے سے رہ گئی تو اُس نے اپنی باندی زلفہ کو لیکے یعقوب کو دیا کہ اُس کی جو روپنے ۵ اور لیاہ کی باندی زلفہ بھی یعقوب سے ایک بیٹا جنی ۵ تب لیاہ بولی کہ کو فرج آئی۔ سو اُس نے اُس کا نام جد رکھا ۵ پھر لیاہ کی باندی زلفہ یعقوب کے لئے دوسرا بیٹا جنی ۵ تب لیاہ بولی کہ میں نصیب والی ہوں عورتیں مجھے نصیب والی کہیں گی۔ اور اُس نے اُس کا نام آشر رکھا ۵

اور روپن گہوہوں کاٹنے کے موسم میں گھر سے نکلا اور کھیت میں دو دیاں پائیں اور انہیں اپنی مالیا مکے پاس لایا۔ تب راض نے لیاہ سے کہا کہ اپنے بیٹے کی دودیوں سے مجھے کچھ دیجئے ۵ اُس نے کہا کیا یہ چھوٹی بات ہے کہ تو نے میرے شوہر کو لے لیا اور میرے بیٹے کی دودیوں کو بھی لیا چاہتی ہے ۵ راض بولی کہ وہ آج رات تیرے بیٹے کی دودیوں کے بدلے میں تیرے ساتھ سوئے گا ۵ اور جب یعقوب شام کو کھیت سے آیا لیاہ آگے سے اُس کے پیچھے کو گئی اور بولی کہ تو میرے پاس آنا کہ میں نے اپنے بیٹے کی دودیاں دے کے تجھے کرایہ کیا ہے۔ سو وہ اُس رات اُس کے ساتھ سویا ۵ اور خدا نے لیاہ کی سنی اور وہ حاملہ ہوئی اور یعقوب کے لئے پانچواں بیٹا جنی ۵ تب لیاہ بولی کہ خدا نے میری مزدوری مجھے دی کیونکہ میں نے اپنے شوہر کو اپنی باندی دی ہے۔ اور اُس نے اُس کا نام اشکار رکھا ۵ اور لیاہ پھر حاملہ ہوئی اور یعقوب کے لئے چھٹواں بیٹا جنی ۵ تب لیاہ بولی کہ خدا نے اچھا ہر مجھے بخشا۔ اور میرا شوہر میرے ساتھ ہے گا۔ کہ میں اُس کے لئے چھ بیٹے جنی۔ سو اُس نے اُس

کا نام دبلون رکھا ۵ اور آخر کو وہ بیٹی جنی اور اُس کا نام دینہ رکھا ۶
 اور خدانے راضل کو یاد کیا اور خدانے اُس کی سُن کے اس کے رحم کو کھولا ۵ اور
 وہ حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی۔ اور بولی کہ خدانے مجھ سے عہد کو دور کیا ۵ اور اُس نے اُس کا نام
 یوسف رکھا اور کہا خداوند مجھ کو ایک اور بیٹا بخشے ۶ (پیدائش ۳۰۔ آیت ۱ تا ۲۲)

(۳) وہ آیات جن سے حضرت مسیح کا باپ ثابت ہوتا ہے

(۱) اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع

پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے ۱ (متی ۱۔ آیت ۱۶)

(ب) جب یسوع خود تعلیم لینے لگا تو بیس تیس ایک کا تھا اور جیسا کہ سمجھا جاتا

تھا (یوسف کا بیٹا تھا اور وہ عیسیٰ کا ۱) (لوقا ۳۔ آیت ۲۲)

اگر حضرت مسیح کا باپ نہ تھا تو پھر اُن کا نسب نامہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی نسب

نامہ کا لکھنا ہی ثابت کرتا ہے کہ اُن کا باپ یوسف نجار تھا۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل غور

ہے کہ ”جیسا کہ سمجھا جاتا تھا“ کے الفاظ کو بریکٹس میں دیا صاف ثابت کرتا ہے کہ یہ

الفاظ بعد ازاں اس غرض سے اس وقت زاید کئے گئے تھے جب اس بات کی تبلیغ کرنا

شروع کی تھی کہ حضرت یسوع کو اللہ کا بیٹا ”لوگوں سے منوائیں۔ حالانکہ اللہ کے کلام

میں خلوط دانی یعنی بریکٹس نہیں ہوتے۔ دراصل یہ بھی ایسی ہی غلطی ہے جیسی کہ یوسف

کے باپ کے نام کی۔ ناظرین غور کر کے دیکھ لیں کہ آیت نمبر ۱۵ میں یوسف کے باپ کا نام

یعقوب لکھا ہے اور آیت نمبر ۱۶ میں اس کے باپ کا نام عیسیٰ بیان کیا ہے۔ اور متی

انجیل پہلا باب آیت ۲۰ میں فرشتہ نے یوسف کو این داؤد کہہ کر لپکا رہے خدا جانے

دراصل اُن کا باپ کون تھا۔ اور اس کا کیا نام تھا؟

(۲) اُس کے ماں باپ ہر برس عید فصح پر یرشلم کو جایا کرتے تھے ۵ اور جب وہ

بارہ برس کا ہوا تو وہ عید کے دستور کے موافق یرشلم کو گئے ۵ جب وہ اُن دنوں کو پورا

کر کے لوٹے تو وہ لڑکا یسوع یر دشلیم میں رہ گیا اور اُس کے ماں باپ کو خبر نہ ہوئی۔ مگر یہ سمجھ کر کہ وہ قافلہ میں ہے ایک منزل نکل گئے اور اُسے اپنے رشتہ داروں اور جان بچانوں میں ڈھونڈنے لگے۔ جب نہ ملا تو اُسے ڈھونڈتے ہوئے یر دشلیم تک واپس گئے۔ اور تین روز پیچھے الیا ہوا کہ انہوں نے اُسے ہیکل میں اُستادوں کے بیچ میں بیٹھے اُن کی سنتے اور اُن سے سوال کرتے ہوئے پایا۔ اور جتنے اُس کی سن ہے تھے اُس کی سمجھ اور اس کے جوابوں سے دنگ تھے وہ اُسے دیکھ کر حیران ہوئے اور اُس کی ماں نے اُس سے کہا بیٹا! تو نے کیوں ہم سے ایسا کیا؟ دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے۔ (لوقا ۲ آیت ۴۸ تا ۵۲)

دنیا میں ماں کی گواہی سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت باپ کا نہیں ہو سکتا کیونکہ بچہ تو اپنے باپ کو جانتا نہیں جب تک کہ ماں نہ بتلائے اگر باپ کا یہ ثبوت کافی نہ ہو تو پھر عیسائی اور مسلمان جو ثبوت اپنے باپ کا دیں گے وہی ثبوت، حضرت مسیحؑ کے باپ کا دیا جائیگا۔ بلاشبہ جب کسی شخص کے باپ کا جھگڑا پڑ جائے تو اس کا فیصلہ اس کی ماں سے کرایا جاتا ہے جیسا کہ دنیا بھر کی عدالتوں کا قاعدہ ہے مگر افسوس حضرت مریمؑ کی اس گواہی کو نہ تو عیسائی اور نہ اہل اسلام سچا مانتے ہیں حالانکہ حضرت مریمؑ کے یہ الفاظ ”تیرا باپ اور میں“ صاف ثابت کرتے ہیں کہ حضرت یسوعؑ کا باپ یسوع تھا جو کلاس دقت بھی لڑکے کی تلاش میں اپنی بیوی کے ہمراہ تھا۔ اب عیسائیوں کا یہ کہنا کہ وہ سوتیلا باپ تھا قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ سوتیلا کا لفظ اُن کے لئے کسی انجیل میں استعمال نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کا باپ نہ تھا تو پھر مذکورہ بالا آیات میں ماں کے ساتھ باپ کا لفظ کیوں لکھا گیا؟

(۱۲) ”کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں اور کیا اس کی سب بیٹیاں ہمارے ہاں نہیں“ (متی ۱۳ آیت ۵۵ و ۵۶)

(۱۳) ”کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریمؑ کا بیٹا اور یعقوب اور یوسف اور یہوداہ اور شمعون

کا بھائی ہے اور کیا اُس کی بہنیں یہاں جمائے ہاں نہیں؟ ہر مرقس ۶- آیت ۳
(۵) ”اور سب نے اس پر گواہی دی اور اُن پر نفع باتوں پر جو اس کے منہ سے نکلتی

تھیں تعجب کر کے کہنے لگے کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں؟“ (لوقا ۸- آیت ۱۲)

اکثر صاحبان یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر ماں مراکے تو پھر باپ کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

ایسے حضرات کی خدمت میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ ایسی حالت میں پڑوسیوں کی گواہی کافی سمجھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے حق میں پڑوسی کہتے ہیں۔ تعجب تو اس امر کا ہے کہ باوجود سات بچوں کی ماں ہونے کے پھر بھی عیسائی حضرت مریم کو کنواری کے خطاب سے پکارتے ہیں۔ مذکورہ بالا آیات میں حضرت یسوع کو نہ صرف ”مریم کا بیٹا“ بلکہ ”بڑھئی کا بیٹا“ بھی کہہ کر پکارا گیا ہے اب ایک بات کو سچا ماننا اور دوسری کو جھٹلانا کوئی عقلمندی نہیں علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح بڑھئی کے بیٹے نہ تھے تو پھر انہوں نے ایسا کہنے والوں کو کیوں نہ یہ کہہ کر ڈانسا کہ ”بڑھئی کا بیٹا۔ بڑھئی کا بیٹا۔“ کی کیا بکواس لگا رکھی ہے میں تو خدا کا بیٹا ہوں؟ جب انہوں نے اپنے لئے ”بڑھئی کا بیٹا“ کے خطاب سے پکڑے جانے کو بڑا نہیں منایا تو پھر خدا جانے کہ اکثر عیسائی اور مسلمان ان الفاظ کو کیوں بڑا مناتے ہیں۔ بلاشبہ ایسے صاحبان پر بدیعت ست اور گواہ چیت کی مثال صادق آتی ہے۔

(۶) فلپس نے تن ایل سے مل کر اُس سے کہا کہ جس کا ذکر موسیٰ نے تورات میں

اور نبیوں نے کیا ہے وہ ہم کو مل گیا۔ وہ یوسف کا بیٹا یسوع نامی ہے (یوحنا ۱- آیت ۴۵)

(۷) پس یہودی اُس پر بڑبڑانے لگے اس لئے کہ اُس نے کہا تھا کہ جو روٹی آسمان

سے اُتری وہ میں ہوں اور انہوں نے کہا کیا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں جس کے باپ

اور ماں کو ہم جانتے ہیں؟ اب کیوں کہ کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں (یوحنا ۶- آیت ۴۲)

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی زندگی میں نہ صرف

اُن کے حواری بلکہ دوسرے لوگ بھی انہیں یوسف کا بیٹا سمجھتے تھے۔ دراصل ”خدا

کے بیٹے کا پروپیگنڈا تو بعد ازاں شروع کیا تاکہ یورپ کے بہت پرستوں کو عیسوی مذہب اختیار کرنے میں آسانی ہو۔ مگر انفسوس مسلمانوں نے عیسائیوں کی اس چالاکی کو آج تک نہ سمجھا۔

(۸) جب وہ روانہ ہو گئے تو دیکھو خداوند کے فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا اٹھ بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور حبش تک کہ میں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ میری دلیس اس بچے کی تلاش کرنے کو ہے تاکہ اس کو ہلاک کرے پس وہ اٹھا اور رات کے وقت بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو روانہ ہو گیا اور میری دلیس کے مرنے تک وہیں رہا۔ (متی ۲- آیت ۱۳ تا ۱۵)

یہ وہی یوسف ہے جسے متی کی انجیل ۱- آیت ۱۶ میں حضرت مریم کا خاوند قرار دیا گیا ہے۔ اور جب حضرت عیسیٰ حمل میں تھے تو اُس وقت بھی فرشتہ نے اُنہی کو خواب میں یہ کہا کہ اپنی بیوی مریم کو لے کر اُس سے نہ ڈر ساب جو ماں کا خاوند ہو وہ اڑکے کا باپ کیوں نہ ہو؟ مگر انفسوس یہ ایک آسان سی بات بھی عیسائیوں کی سمجھ میں بیٹھتی نظر نہیں آتی۔

(۹) اور اُس ربیعہ کا باپ اور اُس کی ماں اُن باتوں پر جو اس کے حق میں کہی جاتی تھیں تعجب کرتے تھے (لوقا ۲- آیت ۳۳)

(۱۰) میں تم سے کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا پتیسرے دینے والے سے کوئی بڑا نہیں۔ (لوقا ۷- آیت ۲۸)

اس آیت سے ایک تویہ ثابت ہوتا ہے کہ بقول حضرت یسوع کے حضرت یوحنا کا درجہ اُن سے بڑا تھا اور دوسرے یہ کہ جو عورت سے پیدا ہو گا۔ اس کا باپ بھی ہو گا کیونکہ یوحنا کا باپ تھا تو اب کیا وجہ ہے کہ یسوع کا باپ نہ ہو؟

(۱۱) جب وہ یہ باتیں کہہ رہا تھا تو ایسا ہوا کہ بھیڑ میں سے ایک عورت نے پکار

کر اُس سے کہا مبارک ہے وہ پیٹ جس میں تو رہا اور وہ چھاتیاں جو تو نے چوسیں (لوقا ۲۲: ۱۷)۔
 اُس نے کہا ہاں مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے
 ہیں۔ اس آیت سے صاف ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو اُسی طرح
 سے حمل میں لیا جس طرح دوسری عورتیں حمل لیا کرتی ہیں اور اُسی طرح سے جہاں جس
 طرح دوسری بنتی ہیں۔ اور اُسی طرح سے غذا دی جس طرح دوسری عورتیں غذا دیتی
 ہیں۔ کوئی خاص بات غلامانِ فطرت نہ تھی۔ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ وہ بغیر باپ کے
 پیدا ہوئے تھے۔ دردِ زکے متعلق اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ "اُس نے عورت سے کہا
 کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور درد سے توڑکے جنے گی۔" (ہیڈائش ۴: ۱۷)
 (۱۸) (الف) کیونکہ خدا نے فرمایا ہے تو اپنے باپ کی اور اپنی ماں کی عزت کر اور جو باپ
 یا ماں کو بُرا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ (متی ۱۵: ۱۵-۱۶)

(ب) اُس نے جواب میں کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے اُنہیں بنایا اُس نے
 ابتدا ہی سے اُنہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر
 اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا۔ اور وہ دونو ایک جسم ہوں گے۔ (متی ۱۹: ۱۹-۲۰ آیت ۵ و ۶)
 ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ چونکہ
 حضرت یسوعؑ کو اس سے مشتے نہیں کیا گیا۔ لہذا ان کا بھی باپ تھا۔

(۱۹) مگر افسوس اُن پر جو اُن دنوں میں حاملہ ہوں اور جو دودھ پلاتی ہوں۔ (متی ۲۳: ۱۹ آیت ۱۹)
 جب اس آیت کی رو سے باوجود خداوند کا قرینہ نہ ہونے کے بھی یہ مانا جائے کہ عورتیں
 اپنے مردوں کے ذریعے حاملہ ہوتی ہیں۔ تو پھر حضرت مریمؑ کے حمل کے متعلق جبکہ اُن کا خداوند بھی
 موجود تھا کیوں نہ یہی نتیجہ نکالا جائے کہ اُنہیں بھی اپنے مرد کے ہی ذریعے حمل ہوا لہذا حضرت
 عیسیٰؑ کا باپ تھا۔

(۲۰) حضرت مسیحؑ نے خود اپنی زندگی میں یہ کبھی نہیں کہا کہ "میں خدا کا بیٹا ہوں" بلکہ ساٹھ

مرتبہ سے بھی زیادہ یہ کہا کہ میں انسان کا بیٹا ہوں۔ بطور مثال ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

(الف) ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی۔ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار مگر حکمت اپنے کاموں سے راست ثابت ہوئی (مرمتی ۱۱۔ آیت ۱۹)

(ب) یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر اترتے دیکھو گے (مرمتی ۲۷۔ آیت ۶۴)

(ج) کیونکہ جو کوئی اس زنا کار اور خطا کار قوم میں مجھ سے اور میری باتوں سے ٹرائے گا ابن آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتوں کے ساتھ آئے گا تو اس سے ٹرائے گا۔ (مرقس ۸۔ آیت ۳۸)

(د) پھر اُس سے کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھو اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جلتے اور ابن آدم پر اترتے دیکھو گے (ریو حنا ۱۔ آیت ۵۱)

(۵) بلکہ اُسے عدالت کرنے کا بھی اختیار بخشا اس لئے کہ وہ آدم زاد ہے (ریو حنا ۵۔ ۷۷)

(و) یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اس کا خون نہ پیو تم میں زندگی نہیں (ریو حنا ۶۔ آیت ۵۳)

(ز) ضرور ہے کہ ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جائے اور صلیب پر لٹایا جائے اور تیسرے دن جی اٹھے۔ (لوقا ۲۴۔ آیت ۷)

(ح) کیونکہ ابن آدم تو جیسا اس کے واسطے مقرر ہے جاتا ہی ہے مگر اُس شخص پر انھوں نے جس کے وسیلہ سے وہ پکڑ دیا جاتا ہے۔ (لوقا ۲۲۔ آیت ۲۲)

(ط) یسوع نے اُس سے کہا اے یہوداہ کیا تو بوسے کر ابن آدم کو بکڑ دیتا ہے۔

(لوقا ۲۲۔ آیت ۸) مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی جگہ نہیں (مرمتی ۸۔ آیت ۲۰)

(ی) پھر اُس نے اُن بارہ کو ساتھ لے کر اُن سے کہا کہ دیکھو ہم یرושلم کو جاتے ہیں۔ اور عتیقی باتیں نبیوں کی معرفت لکھی گئی ہیں ابن آدم کے حق میں۔ پوری ہوئی (لوقا ۱۸۔ آیت ۳۱)

رک، کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آئی ہے، لوقا ۱۹-آیت ۱۰۔
 ایسے زبردست اقوال کی موجودگی میں حضرت مسیحؑ کو بغیر باپ کے ماننا اور انہیں خدا کا
 بیٹا کہہ کر پکارنا کوئی عقلمندی نہیں۔ اگر وہ خدا کے بیٹے ہوتے تو پھر متی ۱-آیت میں داؤد
 کا بیٹا اور لوقا ۳-آیت ۲۲ میں روح القدس کا بیٹا اور یوحنا ۱-آیت ۴۵ میں یوسف کا بیٹا
 ہرگز نہ لکھا جاتا۔ آخر ایک شخص کا تو ایک ہی باپ ہونا چاہئے۔ جیسا کہ دنیا کا قاعدہ ہے البتہ آسمانی
 باپ سب کا ایک ہے ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

لا العتاپس چاہئے کہ تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا آسمانی باپ کامل ہے۔ (متی ۵-آیت ۴۸)
 (ب) اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے۔ (متی ۲۳-آیت ۹)
 (ج) پس تم اس طرح دعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے۔
 (متی ۶-آیت ۹) اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کر دے گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف کرے گا۔
 (د) اور جب کبھی تم کھڑے ہوئے دعا مانگتے ہو اگر تمہیں کسی سے کچھ شکایت ہو تو اُسے معاف
 کر دو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف کرے۔ (مرقس ۱۱-آیت ۲۵)
 (۴) یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اور پر نہیں گیا۔ لیکن
 میرے بھائیوں کے پاس جا کر اُن سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور
 تمہارے خدا کے پاس اور پر جاتا ہوں۔ (یوحنا ۲۰-آیت ۱۷)

(۵) اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو
 دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں۔ (متی ۵-آیت ۱۶)

(۶) خبردار اپنے راستبازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لئے نہ کرو نہیں
 تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لئے کچھ اجر نہیں ہے۔ (متی ۶-آیت ۱)
 (۷) ابراہام اور اسحاق اور یعقوب کے خدا یعنی ہمارے باپ دادا کے خدا نے اپنے
 خادم یسوع کو جلال دیا۔ (اعمال ۳-آیت ۱۳)

اس آیت میں یسوع کو ابرہام - اسحاق اور یعقوب کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اب ان تمام کے باپ تھے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا باپ نہ ہو؟ ہماری دادا کے خدا کے الفاظ سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو عورت سے پیدا ہوگا اس کا باپ دادا ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پہلے لوگوں کے تھے۔

(۸۱) چونکہ حضرت مریم کی نہ صرف منگنی بلکہ شادی بھی ہو چکی تھی یہی وجہ ہے کہ نہ حضرت مریم نے کبھی یہ کہا کہ اُسے کنواری کو حمل ہوا۔ اور نہ حضرت عیسیٰ نے کبھی اپنی زندگی میں یہ کہا کہ وہ کنواری سے پیدا ہوئے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

(الف) ”اُن دنوں میں ایسا ہوا کہ قیصر اڈگوستس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ یہ پہلی اسم نویسی سواریہ کے حاکم کو رینس کے عہد میں ہوئی۔ اور سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے۔ یس یوسف بھی گلیل کے شہر ناصره سے داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا جو یہودیہ میں ہے اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا۔ تاکہ اپنی منگیت مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھوائے۔ جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اُس کے جننے کا وقت آ پہنچا۔ اور وہ پہلوتا بیٹا جنی اور اُس کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا کیونکہ اُن کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی۔“ (لوقا ۱: ۱-۲۰)

(ب) ”اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے“ (متی ۱: ۱۶)

(ج) ”وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خاوند کے فرشتے نے اُسے خواب میں دکھائی دے کر کہہ لے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر۔“ (متی ۱: ۲۰)

اگر حضرت مریم کی شادی نہ ہوئی ہوتی تو پھر یوسف پر خاوند کا لفظ اور اسی طرح سے حضرت مریم پر بیوی کا لفظ ہرگز اطلاق نہ پاسکتے۔

(۴) متفرق اعتراضات کے جوابات

(۱) اس آیت **وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتَ وَكَانَ لَهُ بُرُوحُ الْقُدُسِ** اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسے کو کھلے دلائل دیئے اور روح القدس کے ساتھ اس کی تائید کی ۲۷ آیت ۸۷) سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بن باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت عیسے کو روح القدس سے مدد کی جاتی تھی بالکل غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی بھی اپنی روح سے تائید کرتا ہے تو کیا اب اس کا یہ مطلب سمجھا جائے گا کہ تمام مومن بغیر باپ کے پیدا ہوتے ہیں۔ اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ **وَكَانَ لَهُمُ بُرُوحٌ مُّنتُ** اور اپنی روح سے اُن کی تائید کی ہے ۵۸ آیت ۲۲)

(۲) اس آیت **وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْمِ وَكَهْلًا** اور وہ لوگوں سے جھوٹے میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرے گا ۳ آیت ۴۵) سے یہ استدلال کرنا کہ حضرت عیسے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ ہرگز درست نہیں کیونکہ اگر اُن کا جھوٹے میں باتیں کرنا معجزہ تھا تو پھر بڑے ہو کر باتیں کرنا کیونکر معجزہ نہ سمجھا جائے جبکہ دونوں الفاظ ساتھ ساتھ آئے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس بیٹے کوئی سے حضرت مریم کو یہ تسلی دی گئی تھی کہ لڑکا گونا گونا پیدا نہیں ہوگا اور شیر خوارگی سے لے کر بڑھاپے تک تمام انسانی حالات کے ماتحت ہی زندگی گزائے گا۔ یعنی اس میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں پائی جائے گی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے یا وہ انسانی سطح سے بالاتر تھا جھوٹے سے مراد صرت بچپن ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ **اطلبوا العلم من المهد الى الحد** علم حاصل کرو جھوٹے سے لے کر قبر تک اب اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ بچہ پنگوڑے میں ہی پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بچپن سے لے کر بڑی عمر تک علم حاصل کرتے رہو۔ جیسا کہ مشہور مثال ہے **پُرِشَوُ بیا آموز**

(۳) اس آیت **وَمَا يُولَدُ اِلَّا فِي ذِكْرٍ مِّنْ عَلٰى جَبَّارًا شَقِيًّا** اور اپنی ماں سے نیکی کرنا

اہوں) اور اُس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔ ۱۹۔ آیت ۳۷ سے اکثر عیسائی بھی یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ کا باپ نہ تھا جو کہ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ مقدس بائبل کی رُوس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی ماں کے فرمانبردار نہ تھے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

۱۱) ”جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا تو دیکھو اُس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے اور اُس سے باتیں کرنی چاہتے تھے کسی نے اُس سے کہا۔ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے باتیں کرنی چاہتے ہیں۔ اُس نے جبرئیل نے والے کے جواب میں کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟ ۱۲۔ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں ۱۳۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے“ (متی ۱۲۔ آیت ۴۶ تا ۵۰)

۱۲) پھر تیسرے دن کانائے گلیل میں ایک شادی ہوئی۔ اور یسوع کی ماں وہاں تھی ۱۳۔ اور یسوع اور اُس کے شاگردوں کی بھی اُس شادی میں دعوت تھی ۱۴۔ اور حیتے ہو چکی یسوع کی ماں نے اُس سے کہا کہ اُن کے پاس مے نہیں رہی ۱۵۔ یسوع نے اُس سے کہا۔ اے عورت۔ مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ (یوحنا ۲۔ آیت ۴ تا ۵)

چونکہ اس الزام سے حضرت عیسیٰ کو بری کرنا منظور تھا۔ لہذا مذکورہ بالا الفاظ کا قرآن پاک میں ذکر کیا گیا۔ تاکہ اُنہیں اپنی ماں کا بھی فرمانبردار سمجھا جائے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اُن کا باپ نہ تھا۔

بہر حال حضرت عیسیٰ نہ تو کنواری سے پیدا ہوئے اور نہ وہ خدا کے بیٹے تھے اب اُنہیں خدا کا بیٹا کہنا گویا پہلے کافروں کی نقل کرنا ہے جو کہ خدا کی بیٹیاں بھی مقرر کرتے تھے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَجَعَلُوا لِلّٰہِ مِنْ عِبَادِہٖ جُزْءًا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَمِ اتَّخَذَ مَا یَمْلُکُ بَدَلًا ۚ ذَآ صَفَّکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ وَاِذَا الْبُشْرٰی کٰھَدٌ ۝ ھُمْ بِمَا فَعَلَ رَبُّ لَیْسَ لَہُمْ مِثْلٌ ۚ کُلٌّ وَّجْہٌ مُّسْوَدٌّ ۚ اَوْ ھُوَ کَظِیْمٌ ۝ اور وہ اُس کے

بندوں میں سے اس کو اولاد مقرر کرتے ہیں انسان کھانا شکر گزار ہے وہ کیا اس نے اپنی مخلوق سے اپنے لئے، بیٹیاں بنالیں اور تمہیں بیٹوں کے لئے چن لیا؟ اور حبیب ان میں سے کسی کو اس کی خوشخبری دیجاتی ہے جو وہ رحمن کے لئے مثال بیان کرتا ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔“ (۴۳-۴۴ آیت ۵ تا ۱۰)

میسے پہلے کا قریباً ہونے اسی طرح سے حضرت میسے کو خدا کا بیٹا ماننے والے بھی تباہ ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ ”وَقَالَتِ الْيَهُودُ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ مَا تَلَّ اللَّهُ آتَىٰ يُؤْتِكُونَهُ“ اور عیسائی کہتے ہیں۔ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ اُن کے منسلک باتیں ہیں۔ یہ اُن کی بات کی نقل کرتے ہیں جو پہلے کافر ہوئے اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں سے اُنٹے پھرے جاتے ہیں؟ (۹-۱۰ آیت ۳۰) قَاتِلَهُمُ اللَّهُ کے الفاظ صاف ثابت کرتے ہیں کہ یہ آپس کی جنگ سے ہی تباہ ہوں گے۔ چاہے ہوائی جہازوں سے چاہے آبدوزوں سے بہر صورت ذیل کے الفاظ ان پر پورے ہو کر ہی رہیں گے۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْضِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُؤَيِّنَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ أُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ”کہہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں کئی فرقے بنا کر ملا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی رکامزہ، پکھا دے دیکھ ہم کس طرح باتوں کو بار بار بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ لیں“ (۲۵ آیت ۶۵)

قِمَامِ شُد

مسلم خواتین کے لئے مفید کتب !

(۱) اسلامی پردہ

(۲۴-آیت ۲۱)

جس میں قُلِّ لِلْمُؤْمِنَاتِ لِيُغْضُوْنَ اَبْصَارَهُنَّ "مومن مردوں کو کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں"

قُلِّ لِلْمُؤْمِنَاتِ لِيُغْضُوْنَ اَبْصَارَهُنَّ اور مومن عورتوں کو کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں (۲۴-آیت ۲۱)

کے مساوی احکام کے ماتحت یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلم خواتین کے چہرے کا پردہ گھروں سے باہر بھی نہیں ہے جب مرد اس حکم کی تعمیل کھلے چہرے کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتیں بھی اس مساوی حکم کی تعمیل کھلے چہرے نہ کریں یہی وجہ ہے کہ چہرہ ڈھانکنے سے مستثنیٰ کیا گیا ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے وَلَا يَبْدِيْنَ بَيْنَ زَيْنَتِهِنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "اور اپنی زینت کو نہ دکھائیں سوائے اس کے جو ظاہر ہے" (۲۴-آیت ۳۱) کیونکہ چہرہ ڈھانک کر نظر نیچی رکھنا ایک بے معنی بات ہے

قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

(۲) اسلامی مساوات

جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مساوی احکام کے ماتحت مسلم خواتین کو بھی یکساں حقوق دیئے گئے

ہیں مثلاً وَلَا تَحْتَسِبُوا اَنْ فُضِّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اَلَكْنَ سَبِيْهُ ط وَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اَلَكْنَ سَبِيْهُ ط وَ سَأَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ يَكُوْنُ عَلِيْمًا

"اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے۔ مردوں کا حصہ ہے

جو وہ کمائیں اور عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں اور اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے"

کے ماتحت دونوں کو باہر بھی اپنے اپنے کام کاج اور محنت مزدوری کے اپنے اپنی روزی پیدا کرنے کے مساوی

حقوق دیئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملحقہ کا پتہ۔ شمس بک ڈپو۔ مصری شاہ لاہور

(ب)

۳) اسلامی روایات

جس میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام ارشادات مبارک جو کہ مسلم خواتین کی حیثیت اور مرتبہ کے متعلق ہیں جمع کئے گئے ہیں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے رسول نے انہیں کیا کیا حقوق دیئے ہیں۔ مثلاً قد اذن لکن ان یتخوحن لعلجنتکُنَّ مسلم خواتین کو اپنی ضرورتوں کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

۴) یورپ کی ترقی کا راز

اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو خاکسار کی کتاب تعلیم القرآن و عمل یورپ ملاحظہ کیجئے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہل یورپ کے اعمال کا زیادہ حصہ قرآن مجید کی تعلیم کے قریب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ترقی کر رہے اور اہل اسلام کے اعمال کا اکثر حصہ قرآن کریم کی تعلیم سے دور ہے یہی وجہ ہے یہ تنزل کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اس آیت کو ملاحظہ کیجئے وَانْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَقِصَافٌ لِّلنَّاسِ اور ہم نے لوہا اتارا اُس میں رطائی کا سخت سامان ہے اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں (۵ آیت ۲۵) اب غور کیجئے کہ سامان جنگ اہل یورپ بنا رہے ہیں یا اہل سلام۔ اور لوہے سے خود فائدہ کون اٹھا رہا ہے اور دنیا کو کون پہنچا رہا ہے بھلا جس قوم کے پاس ضروریاتِ زمانہ کے مطابق سامان جنگ ہی نہ ہو۔ وہ اپنے دشمنوں پر فتح کیا پائے اور حکومت کیا کرے اور اپنا وقار کیونکر قائم رکھے۔

قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

لے کا پتہ

شمس بک ڈپو مصری شاہ ہکٹور

